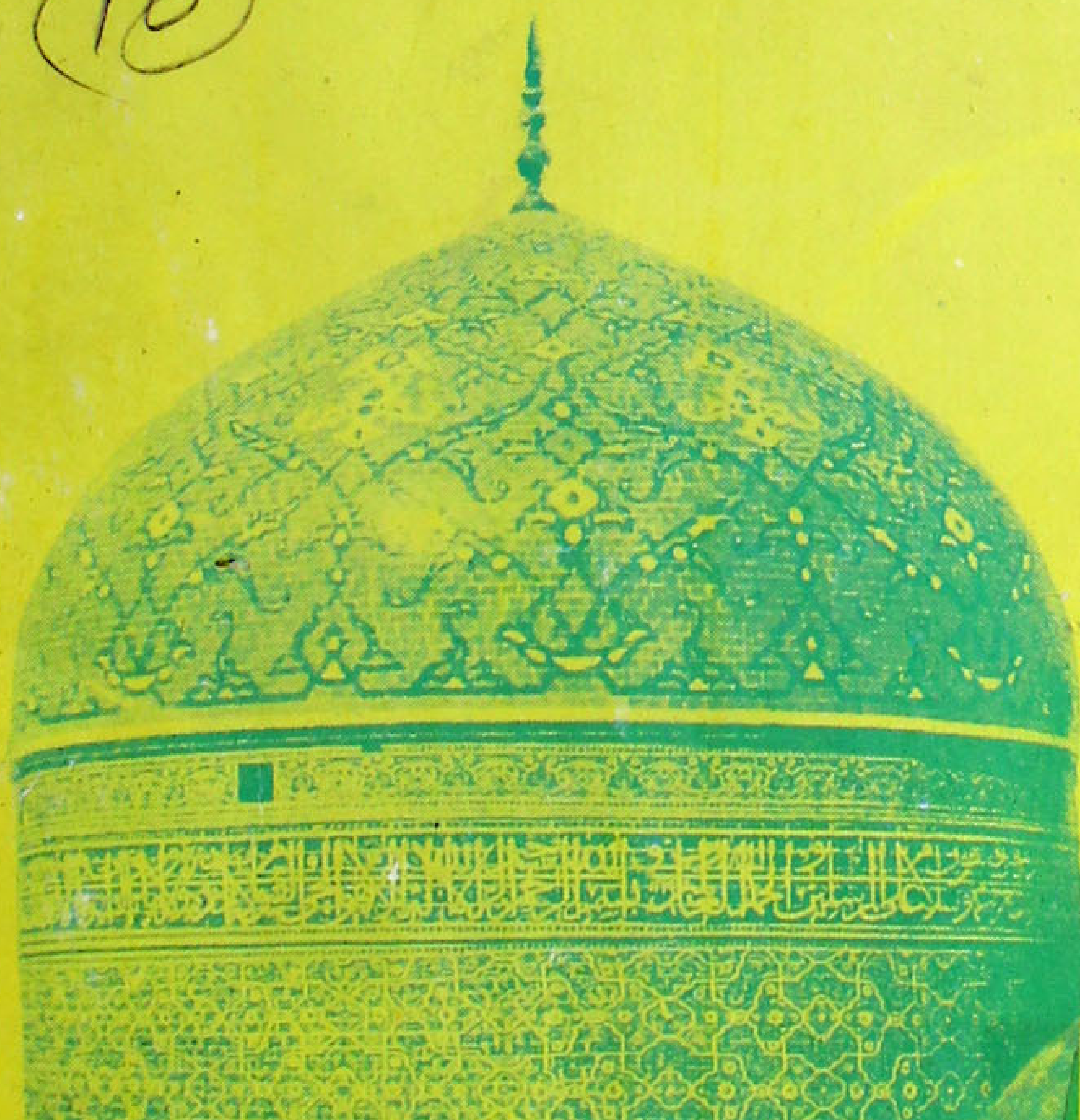
غوث کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ



مؤلف :- میاں ظاہر شاہ

ادارہ تحقیقات اسلامیہ صوبہ سرحد

اَلَا اِنَّ اَولیاءَ اللہِ لَا خَوفٌ عَلَیہِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ ۔

خبردار بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے ۔

غوث کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از رشحات قلم

میاں طاہر شاہ قادری

ایم اے اسلامیات، مولوی فاضل، منشی فاضل فاضل

تنظیم المدارس پاکستان، فاضل درس نظامی

ادارہ تحقیقات اسلامیہ صوبہ سرحد

نام کتاب ______ غوث کائناتؓ

مؤلف ______ میاں ظاہر شاہ

صفحات ______

کتابت ______ ایڈوانسڈ کمپیوٹر سنٹر

تعداد ______ ایک ہزار

سن طباعت ______ سنہ ۱۹۹۷ء

ناشر ______ مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ہدیہ ______ ۸۰ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ غوثیہ مدین سوات سرحد

۲۔ مکتبہ اسلامیہ محلہ میر جمال شاہ مینا بازار پشاور شہر۔

معنون

فقیر حقیر اپنی اس کاوش کو بطور نذرانہ بارگاہ غوثیت میں پیش کرتے ہوئے امید کرتا ہے کہ اس تحفہ کو وہ قبول فرما کر روحانی سکون کے لئے جلاء بخشیں گے۔ گر قبول افتد! زہے عزو شرف



یکے از غلامان غوث الاعظم

میاں ظاہر شاہ مدین سوات

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ابتدائی کلمات

الحمد للہ الذی جعل الاولیاء عموداً لدینہ والصلواۃ والسلام علی منبع الروحانیۃ الذی یصل الطالب لمطلوبہ و علی الہ و اصحابہ و اولیاء امتہ خصوصاً محی الدین عبدالقادر الجیلانی الخلیفۃ فی الکون من امتہ صلی اللہ علیہ وسلم

اما بعد آج بروز جمعہ مبارک بمورخہ ۱۵-۷-۹۴ بمطابق ۵ ماہ صفر ۱۴۱۵ھ بوقت چاشت ساڑھے نو بجے ایک ایمان افروز خیال فقیر کے دل میں جاگزیں ہو کر عزم کا روپ دھار گیا کہ سلطان الوریٰ، غوث الاعظم شاہ اکوانِ عالم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمتہ للہ علیہ کی نگاہ عنایت سے ان کے سلسلہ مبارکہ قادریہ کے متعلق علمی تحقیقی معروضات اور آپ کی کرامات آپ کے فیضان سے قلم بند کروں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور انتہاء کو پہنچانے والا ہے۔

غوث ہمدانی شہباز لا مکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی و قائد ہیں اور دوسرے سلاسل کے موسیین بھی آپ ہی کے فیضان ولایت سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

مزرع چشت بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

دنیا کے کونے کونے میں جو ولی وہ غوث اعظم کا مداح اور آپ ہی کی باطنی توجہ کا

طلب گار ہے البتہ چند حاسدین کوباطن مدعیان ولایت نے آپ کی سیادت کلی سے انکار کیا ہے چنانچہ ان شکوک و شبہات کے ازالہ کے لئے فقیر غوث اعظم کے باطنی اسرار و رموز اور آپ کے اوراد و مواعظ و کرامات و سیادت کے متعلق کچھ حقائق و معارف تحریر کرے گا امید واثق ہے کہ بندہ کی یہ کوشش قارئین کرام کے لئے موجب ہدایت ہو کر فقیر پر تقصیر کے لئے ذریعہ نجات ہوگی۔

آپ کے متعلق بہت سے اہل قلم اکابرین ملت نے مختلف زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں۔ چند کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) نور الناظر فی اخبار شیخ عبدالقادر از امام عبداللہ ابن اسعد الیافعی الشافعی

(۲) بہجۃ الاسرار و معدن الانوار از علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شنطونی الشافعی

(۳) راس المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر از امام عبداللہ ابن السعد الشافعی

(۴) درو الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر از علامہ سراج الدین ابو حفص عمر ابن علی

(۵) روضۃ الناظر فی مناقب الشیخ عبدالقادر از علامہ مجدد الدین فیروز آبادی مصنف قاموس اللغۃ

(۶) الروض الزاہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر از علامہ ابو العباس احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ

(۷) نزھۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبدالقادر از علامہ علی بن سلطان محمد قاری حنفی مرقاۃ شرح المشکواۃ

(۸) تلخیص بھجۃ الاسرار یعنی زبدۃ الآثار از علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی صاحب اشعۃ اللمعات شرح المشکواۃ

(۹) نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی از علامہ غلام قادر صاحب بھیروی

(۱۰) قلائد الجواھر فی مناقب الشیخ عبدالقادر

(۱۱) تحفہ میراں از میاں محمد بخش قادری

(۱۲) پیران پیر از پروفیسر فیاض احمد کاوش

(۱۳) تحفہ القادری از خواجہ ثناء اللہ خیر آبادی -

(۱۴) تذکرہ غوث الاعظم، از علامہ نور بخش توکلی

(۱۵) سیرت غوث الاعظم مولانا محمد سعید شبلی

(۱۶) مناقب غوثیہ فارسی، مناقب غوث الاعظم منظوم پشتو

(۱۷) کرامات غوث الاعظم از میاں محمد بخش قادری

(۱۸) سلطان الاصفیاء از علامہ عطاء محمد جلوی

(۱۹) سیرت غوث الثقلین مولانا ضیاء اللہ قادری

(۲۰) تفسیر جلوی اس کتاب میں قرآن مقدس کی بعض آیات سے باطنی رموز سے غوث اعظم کے مناقب بیان کئے ہیں۔

(۲۱) گلزار قادری از مولانا عبدالقادر وکیل بنارس

(۲۲) النهار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر از علامہ مولانا صفی غوث صاحب مدراسی

(۲۳) احوال و آثار شیخ سید عبدالقادر جیلانی از سید محمد فاروق القادری ایم اے آف بہاولپور

اس طرح آپ کے مناقب میں لکھی ہوئی کتابیں بہت زیادہ ہیں قاضی محی الدین مرید نے آپ کی سیادت پر ایک کتاب لکھی ہے جو اب خاص امتیازی شان رکھتی ہے ایک صاحب نے السفینہ القادریہ لکھی ہے جس میں غوث پاک کے اوراد یعنی درود شریف اور قصائد شامل ہیں اس میں مؤلف نے ان قصائد کی تشریح بھی کی ہے یہ کتاب بزبان عربی لیبیا سے چھپی ہوتی ہے بٹالہ شریف کے سجادہ نشین اور عارف کامل نے معدن الاسرار نامی کتاب میں آپ کے قصیدہ غوثیہ کی تشریح کر کے عارفانہ نکات بیان کیے ہیں۔

قصیدہ غوثیہ کی تشریح عربی زبان میں ہے۔ ایسی علمی کتاب فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ فقیر پُر تقصیر نے بھی ایک تالیف سیرت غوث الاعظم لکھی ہے تاکہ آپ کے باطنی فیوضات سے محروم نہ رہے یہ مشت نمونہ از خروار پیش خدمت ہیں ورنہ لاتعداد کتب میں آپ کے مناقب نقل ہیں مثلاً شیخ عبدالرحمان جامی رحمتہ اللہ علیہ نفحات الانس میں، شیخ مومن بن حسن مومن شبلنجی نے نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں، علامہ غلام سرور نے خزینتہ الاولیاء فارسی میں اور علامہ عبدالجلیل پشاوری نے سیف المقلدین جلد دوم میں آپ کی توصیف بیان کی ہے۔ علامہ نور محمد سروری قادری نے مخزن الاسرار میں اور سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں

آپ کے مناقب قلم بند کیے ہیں۔ خصوصاً نور الہدیٰ میں بھی آپ کی خصوصی شان بیان کی ہے حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو درازؒ نے رسالہ غوث الاعظم کی شرح جواہر العشاق لکھی ہے۔ مولانا مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی کرامات پر ایک تالیف گلدستہ کرامات لکھی ہے۔ چند مشاہیر اہل اسلام کی والہانہ عقیدت کی جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا
سلطان ولایت قطب علی حیران ز جلالت ارض و سماء
در شرع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلیٰ سیاری اے واقف راز او ادنیٰ
در صدق ہمہ صدیق در عدل و عدالت چوں عمر
اے کان حیا عثمان غنی ما نند علی باوجود سخا
رد او مسیحا مردہ رواں وادی تو بذیں محمد جان
ہمہ عالم محی الدین گویاں بر حسن کمالت گشتہ خدا
در بزم نبی عالی شانی ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے معدن وجود و عطا
تاپائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت استادہ جوں پیش شاہ و گدا
وصف توچہ گویم اے ہمہ جان محبوب خدا مقصود جہاں

اسرار حقیقت ہر تو عیاں از روز اول تا روز جزا
معین کہ غلام تو شد درویزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

سلسلہ نقشبندیہ کے بانی اور سالار خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمتہ اللہ غوث پاک کے متعلق رطب اللسان ہیں اور آپ کا یہ منظوم کلام مبارک غوث پاک رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارکہ کی جالی پر کندہ موجود ہے۔

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است
برزمین و آسمان جن و بشر ہم قدسیان
ساختہ وِرد زبان ہم شاہ عبدالقادر است

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؓ کے خلیفہ اعظم حضرت غوث بہاء الحق سہروردی ملتانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ میں نے یہ بشارت پائی ہے کہ اپنے مرشد پاک کو دیکھا ان کی خدمت میں رہا جنہوں نے حضرت سیدنا غوث اعظم سرکار رضی اللہ عنہ کے دیدار مبارک کی دولت اور نعمت پائی حضرت غوث پاک کی منقبت میں قصیدہ تحریر کیا جس کا ایک شعر مبارک درج کیا جاتا ہے۔

سگ درگاہ میران شو چوں خواہی قرب ربانی
کہ بر شیران شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

شیخ محقق عارف ربانی عبدالحق محدث دہلویؒ کے نام سے کون واقف نہیں آپ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح اشعۃ اللمعات لکھی ہے اور ہندوستان میں علم حدیث کی خدمت کا سہرا آپ ہی کے سر مبارک پر ہے آپ نے بھی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی منقبت میں چند اشعار لکھے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

غوث اعظم دلیل راہ یقین
اوست در جملہ اولیاء ممتاز
بیقین رہبر اکابر دین
چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
من کہ پروردہ نوال ویم
عاجز از مدحت کمال ویم
در دو عالم با اوست امیدم
ہست باوے امید جاویدم

حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ غوث پاک کی منقبت میں یوں رقم طراز ہیں

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین

یک نظر از تو بود در دو جہان بس مارا
نظر ے جانب ما حضرت غوث الثقلین
خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر
دید را بخش ضیاء حضرت غوث الثقلین
قطب مسکین بغلامی درت منسوب است
داغ مہرش بغداد حضرت غوث الثقلین

حضرت مخدوم علاء الدین احمد صابر کلیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

من آمدن بہ پیش تو سلطان عاشقان
ذات تو ہست قبلہ اہل ایماں عاشقان
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جان عاشقان

حضرت شاہ ابو المعالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گر کسے واللہ بعالم از ملتی عرفانی است
از طفیل شاہ عبدالقادر گیلانی است

حضرت دارا شکوہ قادری برادر اورنگزیب عالمگیر رطب اللسان ہیں

حضرت میران خداوند جہان
غوث جن و انس شاہ عرفان
محی الدین شیخ عبدالقادر است
آنکہ اورا عرش باشد کہ آشیان
راہنمائی شاہ راہ احمدی
دستگیر جملہ در ماند گان
سید السادات فخر اولیاء
شیر دین شہباز اوج لا مکان
کی تو انم گفت من خود را مرید
قادری باشد سگ ایں آستان

مغلیہ دور کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر غوث اعظم رضی اللہ کی خدمت عالیہ میں اپنا قلبی اظہار عقیدت یوں پیش کرتے ہیں

مکن تشویش وباش اے دل غلام شاہ جیلانی
غلامش رابود در ہرد و عالم سر سلطانی
بہ برم واصلان حق بہ بین قریش بذات حق
اسیر ہم مقبول یزدانی وہم محبوب سبحانی
کند مشکل کشائی چونکہ دست فضل واحد نش
ہزاراں عقدہ دشوار بہ کشاید بآسانی

بہ خاک آستانش گرنمالا مہر روئے خود
نگرد و چہرہ اش زنیاں بہ اوج چرخ نورانی
فلک او در تسبیح گہر از دانہ انجم
کند تا ہر ملک درخانقاہش سبحہ گردانی
چہ باشد حاجت اظہار مطلب در حضور او
بہ ظاہر بر ضمیز اش اسرار پنہانی
ظفر در دین و دنیا نیست دیگر دستگیر من
بغیر از پیر پیران غوث اعظم قطب ربانی

عبدالقادر بدایونی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی منقبت میں یوں رقم طراز ہیں

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مددے
قبلہ دین مد دے کعبہ ایمان مددے
مہبط فیض ابدگہ کہ شد چشم کرمے
مظہر سر ازل واقف پنہاں مددے
خاک بغداد بود سرمہ بینائی من
دید را راچہ کند کحل صفا ہان مددے
بلبل سرائے تو ام ای اشک بہار
موجب رونق این گلشن امکان مد دے

ماگدائے ام تو سلطان دو عالم ہستی
از تو داریم طمع ای شاہ جیلانی مدد ے

مولانا حسرت موہانی بھی یوں نغمہ سرا ہیں۔

دستگیری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ
پیر بغداد میں ناچار ہوں شیئاً للہ
کیا کروں میری دعا بھی نہیں مقبول
میں ایک فرد گنہگار ہوں شیئاً للہ
حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ
کافی ہیں غوث اعظم جیلانیؓ میرے لئے
رشک شاہی ہوں نہ کیوں اپنی فقیری حسرت
کب سے کرتے ہیں غلامی شاہ جیلانی

مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے عقیدت سے کچھ پھول نچھاور کئے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو. کہ ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں وہ نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں ہے پٹا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا
فخر آقا رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں سہرہ ترا

مولانا حسن رضا خان بریلوی ؒ برادر مولانا احمد رضا خان بھی یوں گویا ہیں۔

اسیروں کے مشکل کشا غوث اعظم ؒ
فقیروں کے حاجت روا غوث اعظم ؒ
مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخدا غوث اعظم ؒ
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا تو ہے لاڈلا غوث اعظم ؒ

مشائخ ہاں آئیں بہر گدائی
وہ ہے تیری دولت سرا غوث اعظمؓ
میری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظمؓ
کہے کس سے جاکر حسن اپنے دل کی
سنے کون تیرے سوا غوث اعظمؓ

مولانا حاجی امداد اللہ عرض پرداز ہیں

خدا وند ! بحق شاہ جیلانی
محی الدین و غوث و قطب دوران
بکن خالی مرا ہر خیالے
و لیکن آں کہ و پیدا است حالے

مجدد دوراں مفکر خلافت محدث ہزارویؒ ذکر و شکر فیضان قادری میں فرماتے ہیں۔

دین اور ایمان کا دم خم
سید نا غوث الاعظمؓ
یوم ندعوا کل اناس
ہم ہیں خوش بخت خیر امم

کندھا غوث معراج میں زینہ
حکما اولیاء زیر قدم
خواجہ سید عبدالقادرم
خوش قسمت ہیں قادری ہم
نعمت کا شکرانہ لازم
ثابت ہے قول سے ثابت ہم
دنیا نزع قبر قیامت
زیرو اماں آپ کے ہم
کفر و شرک ، بدی سے بچ کر
پیش داور جائیں ہم
چور قطب ہوں بیڑے تیرائیں
پیر ہمارے غوث الاعظم
مظہر ذات و صفات کے مظہر
عبدالقادر غوث الاعظم
قادر نے خود قدرت بخشی
پھیریں آپ قضاء مبرم
قرب فرائض اور نوافل
محمود معیت قائم دائم

حضرت میاں محمد گل صاحب کا کاخیل رحمتہ اللہ علیہ یوں نغمہ سرا ہیں

اے دہر سلطان سلطانہ
واللہ پہ نبی گرا نہ
د جملہ ولیانو خان
د حضرت حسن او لادہ
دوالیانو پہلوانہ
یوسہ غم لہ ما نہ
راکرہ لاس د خدائی د پارہ
راکرہ لاس د خدائی د پارہ

(نقل از لوئی مخوان مرتبہ احسان اللہ خان دانش)

ترجمہ:۔ اے سلطانوں کے سلطان اور اللہ کی نیکی پر شاد اور جملہ اولیاء کرام کے سردار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد اور اولیاء کرام کے پہلوان مجھ سے غم دور کر اور میری مدد کے لئے مجھے دست تعاون سے سرفراز فرما۔

حضرت العلامہ والفہامہ ابو عبداللہ الشیخ محمد ملا تونسی الحنفی نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی منقبت میں کئی نظمیں لکھی ہیں ان میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

من نورہ الکون مشرق
لہ من البشر رونق
یا ایھا القطب یا ھمام
یا من لہ الفخر فی الانام
صل مغرما شفہ السقام
یا شیخ عبدالقادر
علیک من عبدک التحیہ
فی کل صبح مع العشیہ
فائحہ النشر عنبریہ
تخص یا عبدالقادر

صاحب موصوف دوسری جگہ آپ کی منقبت بیان کرتے ہیں چند اشعار درج ذیل ہیں۔

قد فاز محی الدین فضلا کثیرا
عند الکریم و نال جاھا کبیرا
اضحی امام الاولیاء و غوثھم
و غدا علی کل الرجال امیرا
قد اجمع السادات شرقا و غربا
ان لہ مجدا رفیعا شہیرا

سرید محی الدین لکھتے ہیں

آن کہ بے شک قطب ربانی بود
بے گمان محبوب سبحانی بود
شاہ شاہان شیخ عبدالقادر است
دلنشین و دلرباء و دلبر است
سید و عالی نسبت در اولیاء است
نور چشم مصطفیٰ و مرتضیٰ است

یہی موصوف دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

آں کہ محبوب حضرت حق است
بہر آفاق رحمت حق است
قطب بغداد غوث جیلانی
لیس فی الدھر مثلہ ثانی

(حجتہ البیضاء صفحہ ۶۲

منظوم کلام کے یہ چند نمونے عقیدت نیاز مندانہ پیش کیے گئے ہیں اگر تمام کو اکٹھا کیا جائے تو پھر کئی کتابیں اور جلدیں بن جائیں گی لہذا تسکین قلب کے لیے یہی کافی ہیں۔

8146 8

ولادت شریف

اس دارِ فانی میں ۴۷۰ھ / ۱۰۷۷ء اور تین چار روایات کے مطابق ۴۷۱ھ / ۱۰۷۸ء میں جلوہ افروز ہوئے کئی مستند کتب میں آپ کی ولادت شریف و عمر شریف یوں تحریر ہے۔

اِنّ بازَ اللہُ سُلطانَ الرّجالی
جاء فِی عِشقٍ وَرَاحَ فِی کمالی

لفظ عشق سے تاریخ ولادت شریف ۷۰ + ۳۰۰ + ۱۰۰ ۴۷۰ھ

لفظ کمال سے ۲۰ + ۴۰ + ۱ + ۳۰ = ۹۱ برس اور سن وصال مبارک دونوں کے مجموعہ (عشق + کمال) پر ۵۶۱ھ / ۱۱۶۸ء برآمد ہوتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ سیف المقلدین میں لکھتے ہیں۔

تولد آنحضرت سنہ سبعین و بروایتے احدی و سبعین مائۃ است

آنحضرت کی پیدائش ۴۷۰ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۴۷۱ھ ہے۔ (سیف المقلدین حصہ دوم ص ۵۳۲)

یہی موصوف آپ کی پیدائش پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

بعض رسائل چنیں آوردہ کہ آنحضرت

بعض رسائل میں لکھا ہے کہ غوث پاک نے

بتاریخ یکم رمضان المبارک بروز دوشنبہ

یکم رمضان المبارک پیر کے دن صبح کی وقت عالم میں افروز ہوتے

وقت صبح صادق مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم افروز گلشن دنیا کردید

کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح اس علیہ وآلہ وسلم

چنانچہ نام تاریخی اشیان عاشق است

چنانچہ تاریخی نام آپ کا عاشق ہے

یعنی در سنہ چہار صد و ہفتاد و یک بوجود

یعنی ۴۷۱ھ میں دنیا میں ظہور پذیر ہوا

بر آمدہ و بعمر نود و یک سالکی شیب

اور اکیانوے سال کی عمر میں شب پیر

دوشنبہ بعد نماز عشاء بتاریخ یازدہم

عشاء کی نماز کے بعد ۱۱ ربیع الثانی

ماہ ربیع الثانی سنہ پانصد و شست دو عالم فانی رحلت فرمود۔

۵۶۲ھ میں اس عالم فانی سے

رحلت فرما گئے

(سیف المقلدین حصہ دوم ۲۴م)

نور الابصار میں لکھا گیا ہے "آپ قصبہ گیلان میں رمضان شریف میں جس وقت پیدا ہوتے تو آپ نے دودھ مغرب تک پینا چھوڑ دیا اور مغرب کی اذان کے بعد آپ نے

بھی دودھ پینا شروع کر دیا تمام علاقہ میں مشہور ہوا کہ گیلان کے سادات کے گھرانہ میں ایک نیک بخت بچہ پیدا ہوا ہے کہ پیدائش کے پہلے دن میں روزہ رکھا اور آپ کی یہ روش تمام مہینہ رہی اور یہ ایک معمولی بات نہ تھی اور ہر ایک نے یہ سمجھ لیا کہ بچہ پیدائشی ولی اللہ ہے اور اس وقت کے بزرگان کرام سے۔ بہت کم لوگ اس حقیقت کو پہنچے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال ہلال کے دیکھنے میں لوگوں کو شک ہوا تو لوگ حضرت ابو صالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے در اقدس پر حاضر ہوتے اور عرض کرنے لگے کہ انہیں نیک بخت بچے کا روزہ ہے یا نہ؟ تو اندر سے جواب ملا کہ بچے نے سحری کے بعد دودھ نہیں پیا۔ گیلان کے باشندوں کے لئے یہ شہادت کافی تھی اس لئے انہوں نے بھی روزہ رکھا جب رمضان کا مہینہ ختم ہوا تو اس نیک بخت بچے کا روزہ صحیح تھا (نور الابصار صفحہ ۲۵۷) حضرت علامہ عبدالرحمان جامی رحمۃ اللہ علیہ نے نفحات الانس کے اندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۶۰ھ نقل کی ہے اور زیادہ سوانح نگاروں کے بیانات نفحات الانس سے ماخوذ ہیں۔

بوقت ولادت غوث اعظم بلاد اسلامیہ کی حالت:۔

غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت باسعادت کے وقت ملت اسلامیہ و افراتفری کا شکار تھا اور پورے عالم اسلام میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا ممالک اسلامیہ شام عراق ایران کردستان کرمان اور اناطولیہ وغیرہ میں سلاجقہ کے جانشینوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کررکھی تھیں ملت اسلامیہ کے سیاسی انتشار و زوال کا آغاز اگرچہ خلافت راشدہ سے انحراف کرکے قیام ملوکیت کے وقت ہی شروع ہوچکا تھا مگر واضح طور پر عباسی خلیفہ المامون (۸۳۳۔۸۱۳ء) کے زمانے میں مرکز گریز رجحانات کے عام ہونے سے ہوا۔ المامون کے سپہ سالار طاہر ذوالیمین (م ۸۲۲ء) نے ۸۲۰ء میں مرکزی حکومت سے بغاوت کرکے خراساں میں ایک آزاد ریاست کی بنیاد رکھ کر اپنے جیسے دوسرے باغیوں کو بھی قسمت آزمانے کے مواقع فراہم کردیئے۔

طاہر ذوالیمین کے بعد یعقوب بن لیث نے ۸۶۸ء میں سیستان میں آزاد مملکت قائم کرلی یعقوب کے بعد دو اور حکمران تخت نشین ہوتے اور بالآخر ۹۰۳ء میں بخارا کے سامانی حکمرانوں کے ہاتھوں اس ریاست کا خاتمہ ہوا۔

ایران میں بحیرہ خزر کے جنوب مشرقی علاقہ طبرستان میں علویوں نے ۸۶۴ء میں ایک آزاد خود مختار ریاست کی بنیاد رکھی ان کے حکمران امامت کے دعویدار رہے بالآخر ۹۲۸ء میں سامانیوں کے ہاتھوں اس ریاست کا خاتمہ بھی ہوگیا۔

عباسی خلفاء کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلخ کے ایک شریف زادے نصر بن احمد نے بھی ۸۷۴ء میں ماوراء النہر میں سامانی ریاست کی بنیاد رکھی اس خاندان کے دس حکمران

ہوتے انہوں نے اسلامی فن تعمیر کی سرپرستی کی اس خاندان کے حکمران اسماعیل بن احمد (م ۹۰۷ء) کا مقبرہ فن تعمیر کا ایک نادر شاہکار ہے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کا مزار کراچی میں اس طرز پر تعمیر ہوا ہے۔ آخر آل سامان کا خاتمہ ۹۹۹ء میں غزنویوں کا ہاتھوں ہوا۔

مشہور پروفیسر شیخ عبدالرشید (م ۱۹۹۴ء) علامہ شمس الدین ذہبی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت سید علی ہجویریؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت سید علی ہجویریؒ کے مرشد حضرت ابو الفضل محمد بن حسن ختلی نور اللہ مرقدہ ۱۰۶۸ء / ۴۶۰ھ میں سلطان ظہیر الدولہ ابراہیم غزنوی کے دور حکومت میں موضع بیت الجن (شام) میں فوت ہوتے تھے۔ سلطان ابراہیم ہی کے زمانے میں حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ لاہور تشریف لاتے اور اسی سلطان کے عہد معدلت میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی پیدا ہوتے آپؒ کی حیات طیبہ میں غزنوی خاندان کے چھ حکمرانوں نے داد حکمرانی دی۔

حضرت غوث پاک کی ولادت کے وقت

ونعلہ میں بنو صلیح کی حکومت قائم تھی اور وہاں ابو کامل علی بن محمد (۱۰۳۷-۸۰ء) حکمران تھا۔ اس کے بعد ۱۰۸۰ء میں اس کے مرنے کے بعد احمد المکرم تخت نشین ہوا جو ۱۰۹۱ء تک برسر اقتدار رہا اس کے بعد ابو حمیر سبا المنصور تخت نشین ہوا جو ۱۰۹۸ء تک حکومت کرتا رہا اسی سال بنی حمدان کے ہاتھوں اس شاہی خانوادے کا خاتمہ ہوا غوث پاک نے ان تینوں حکمرانوں کا زمانہ پایا۔

بنوں ہمدان نے منعلہ اور صعدہ پر ۷۵ برس تک حکمرانی کی۔ غوث پاک نے اس خانوادے

کے آٹھ حکمرانوں کا زمانہ دیکھا غوث پاک کی حیات ظاہریہ میں ۱۱۷۳ء میں اس خاندان کا خاتمہ ایوبیوں کے ہاتھوں ہوا۔

غوث پاک چھ برس کے تھے تو عدن پر بنی زریع قابض ہوئے آپ نے ان کے آٹھ حکمرانوں کا زمانہ پایا۔ آخری حکمران محمد بن عمران کے عہد میں غوث پاک کا وصال ہوا اور اس کے ۷ سال بعد ۱۱۷۳ء میں ایوبیوں کے ہاتھوں بنی زریع کا خاتمہ ہوگیا۔

۱۰۳۵ء میں اسماعیل بن عبدالرحمان بن ذی النون الظافر نے طلیطلہ میں ایک آزاد ریاست کی بنیاد رکھی اس خاندان کے تیسرے اور آخری حکمران یحییٰ بن اسماعیل القادر کے دور حکومت (۱۰۷۴ء-۸۵) میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پیدا ہوتے۔ آپ ابھی آٹھ برس کے تھے کہ لیون کے عیسائی فرمانروا الفانسو ششم نے اس ریاست کا خاتمہ کر دیا۔

اسرائے عبادی کے آخری حکمران ابو القاسم محمد ثانی بن معتضد (۱۰۶۸-۱۰۹۱ء) کے عہد میں غوث پاک متولد ہوتے۔

بنو عامر کے خانوادے کے پانچویں حکمران ابو بکر بن عبدالملک (۱۰۷۵-۱۰۸۵ء) کے عہد میں غوث پاک پیدا ہوتے آپ کی ولادت کے آٹھ سال بعد اسی خاندان کے آخری حکمران القادر کو سرابطین نے معزول کردیا آپ کی ولادت کے وقت بنو تجیبی و ہودی خانوادہ کا پانچویں حکمران احمد بن سلیمان (۱۰۴۶-۱۰۸۱ء) حکمران تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نویں فاطمی خلیفہ مستنصر ابو النجم (۱۰۳۵-۱۰۹۴ء) کے عہد میں پیدا ہوتے اور انہوں نے چھ فاطمی خلفاء کا زمانہ پایا۔ فاطمی خلیفہ عاضد کے آخری ایام حیات میں صلاح الدین ایوبی نے مصر میں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ اور سکہ رائج کردیا عاضد

کے ساتھ ہی فاطمی خلافت کا خاتمہ ہوگیا۔ ۱۰۸۶ء میں جب شیخ عبدالقادر نو برس کے تھے تو ہسپانیہ کے بنو عباد کی دعوت پر یوسف بن تاشفین نے ہسپانیہ جاکر وہاں کے کمزور مسلمان حکمرانوں کی عیسائیوں کے خلاف مدد کی اور یہ مہم انجام دے کر واپس چلا آیا چار سال بعد ۱۰۹۰ء میں شاہ اشبیلیہ نے یوسف کو ہسپانیہ آنے کی دعوت دی اس نے ہسپانیہ پہنچ کر طلیطلہ کے علاوہ پورا ہسپانیہ عیسائیوں کے قبضے سے آزاد کروالیا۔

خوارزم شاہی:-

وسط ایشیا۔ میں بحیرہ ارال کا جنوبی علاقہ جسے دریائے سیحون (جدید نام آمو دریا) دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے قرون وسطی میں خوارزم کے نام سے موسوم تھا اسی لیئے اس عہد کے سیاح و جغرافیہ دان بحیرہ ارال کو بحیرہ خوارزم لکھا کرتے تھے۔

حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی کے زمانے میں خوارزم ایک آزاد و خود مختار ریاست تھی۔ جس کا بانی انوشتگین غزنوی کے حکمران بلکاتگین (۹۷۲۔۹۶۶ء) کا غلام تھا۔ ایک زمانے میں وہ سلطان ملک شاہ سلجوق کا طشت بردار رہ چکا تھا ملک شاہ سلجوق نے انوشتگین کو خوارزم کا گورنر مقرر کیا تو وہ خوارزم شاہ کہلایا انوشتگین (۹۷۔۱۰۷۷ء) اور اس کا بیٹا اور جانشین قطب الدین محمد ۱۱۲۷۔۱۱۵۶ء) مسند آرا ہوا۔

حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی نور اللہ مرقدہ انوشتگین کے عہد حکومت میں تولد ہوتے اور ایل ارسلاں کے دور حکومت میں وصال فرمایا۔

ایل ارسلاں کے بعد اس خانوادے میں چار حکمران ہوتے اور بالآخر ۱۲۲۱ء میں منگولوں کے ہاتھوں اس حکومت کا خاتمہ ہوا مورخین کے مطابق دور عروج میں خوارزم شاہی مملکت وسعت میں سلجوقی ریاست کی ہم پلہ تھی لیکن اس کے عروج کا زمانہ بہت

مختصر تھا۔

غوث پاکؒ کی ولادت (۴۷۰ھ) کے سات سال بعد ۴۷۷ھ میں شیخ الصوفیہ ابو علی الفارمدیؒ (مؤلف رسالہ قشیریہ) نے وفات پائی۔

۱۱۶۳ء میں گروہ الموحدین کا حکمران عبدالمومن فوت ہوا تو اس کا بیٹا ابو یعقوب یوسف مسند آرا ہوا اسی ۱۱ اپریل ۱۱۶۶ء بمطابق ۱۰ ربیع الآخر ۵۶۱ھ کو حضور غوث پاک سید عبدالقادر الجیلانی کے بعمر ۹۱ برس واصل بحق ہوتے ان کے مزار پر سلطان سلیمان نے ۹۴۱ھ / میں ایک خوبصورت قبہ تعمیر کرایا جو آج تک زیارۃ گاہ خاص و عام ہے۔

شجرہ شریف پدری

حضرت سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ جیون بن سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین

شجرہ از جہت والدہ ماجدہ رض

حضرت ام الخیر فاطمہ بنت سید ابو عبداللہ الصومعی الزاہد بن سید ابو الجمال بن سید محمد بن سید ابو محمود طاہر بن سید ابو عطاء عبداللہ بن سید ابو الکمال عیسیٰ بن سید علاؤ الدین محمد جواد بن امام ہمام علی الرضا بن امام ہمام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام ہمام باقر بن امام ہمام زین العابدین بن سید الشہداء شباب اہل الجنتہ امام حسین بن امیر المومنین و امام الاشجعین امام المشارق و المغارب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

غوث پاک کے نانا حضرت سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ قصبہ جیلان شریف کے صاحب فضل و کمال زاہد و پرہیز گار مستجاب الدعوات ولی کامل تھے اکثر امور کے واقعہ ہونے سے قبل ہی آپ ان کی اطلاع دے دیا کرتے تھے۔ آپ کی پھوپھی جان سیدہ عائشہؒ بڑی عابدہ، زاہدہ اور مستجاب الدعوات تھیں ان سے بڑی کرامتیں ظہور

پذیر ہوئیں ایک دفعہ قصبہ گیلان میں خشک سالی کا قحط پڑا عوام المسلمین نے بہت دعا کی نماز استسقاء پڑھی مگر بارش نہ ہوئی تمام لوگ ام محمد عائشہؓ کی خدمت میں طلب باران رحمت کے لیے حاضر ہوتے تو ام محمد عائشہؓ اپنے صحن میں جھاڑو دے کر دعا فرمائی "اے اللہ! میں نے جھاڑو دے دی ہے اب پانی برسانی تیرا کام ہے" زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ زور دار بارش برسنے لگی اور لوگ شرابور ہو گئے اور اپنے اپنے گھروں کو پہنچے اس نیک و پارسا بی بی نے طویل عمر پائی اور قصبہ گیلان ہی میں مدفون ہوئیں۔ آپ حسنی اور حسینی سید ہیں نجیب الطرفین ہیں والد ماجد کے سلسلہ نسب سے حسنی ہیں اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔ لیکن بعض ناواقف الانساب اور معاندین غوث پاک رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب میں معاندانہ رویہ اختیار کر کے آپ کی سیادت سے انکار کرتے ہیں ان انکار کرنے والوں میں سے ایک صاحب کی کتاب کلید مناظرہ ہے اور دوسری کتاب چودہ ستارے ہے فی الحال چودہ ستارے سے وہ اقتباس نقل کرتا ہوں۔

اس کتاب کے مؤلف علامہ نجم الحسن کراروی صاحب ہیں وہ لکھتے ہیں "شیخ عبدالقادر جیلانی" برادران اہل سنت کے عوام کا خیال ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی ابن جنگی دوست اور بر روایت ابن جنگ دوست سید تھے اور ان کا نسب جناب حسن مثنیٰ ابن حسن بن علی علیہم السلام تک پہنچتا ہے لیکن ان کے علماء اس سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ امام الانساب احمد بن علی بن حسین بن علی بن مہنا اپنی کتاب عمدۃ المطالب طبع بمبئی کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ خود شیخ عبدالقادر نے اپنی سیادت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ان کے بیٹوں نے کہا ہے البتہ اس کی ایجاد ان کے پوتے قاضی ابو صالح نصر

بن ابو بکر بن عبدالقادر نے فرمائی لیکن اپنے دعویٰ کے ثبوت میں وہ دلیل لانے سے قاصر رہے یہی وجہ ہے کہ کسی اہل نسب نے آپ کا دعویٰ تسلیم نہیں کیا علامہ دوران سید احمد بن محمد الحسینی نسابہ کتاب شجرۃ الاولیاء میں رقم طراز ہے کہ تمام علماء انساب نے شیخ عبدالقادر کے سلسلہ سیادت سے انکار کیا ہے اور کسی نے بھی ان کے سادات میں ہونے کو نقل نہیں کیا اور خود انہوں نے بھی اپنے سید ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور ان کی زندگی میں کسی اور نے بھی ان کو سید نہیں کہا ان اول من اظہر هذه الدعویٰ الباطلہ ھو نصر ابن ابی بکر بن الشیخ عبدالقادر معلوم ہونا چاہئے کہ اس دعویٰ باطلہ کو سب سے پہلے ان کے پوتے نصر بن ابی بکر نے ظاہر کیا ہے۔ رسالہ صوفی جو سرپرستی خواجہ حسن نظامی منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات سے شائع ہوا تھا اس کے ص ۲، ج ۳ ص ۶ میں لکھا ہے سوم پیر طریقت خواجہ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں ولدیت آپ کی قدم بہ قدم حضرت عیسیٰ کی ہے سلسلہ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔ امام شبلنجی کا ارشاد ہے کہ آپ کی ولادت ۴۷۰ھ اور وفات ۵۶۱ھ میں ہوئی آپ حنبلی المذہب تھے آپ کی والدہ ام الخیر مقام جبال علاقہ ہے طبرستان کی رہنے والی تھی اس لئے آپ کو عبدالقادر جیلی کہتے ہیں اور جیلانی اعزازی طور پر کہا جاتا ہے۔ نور الابصار ص ۲۱۴ قتباس الانوار ۲۷ آپ دو کتابوں غنیتہ الطالبین اور فتوح الغیب کے مصنف ہیں۔ تاریخ اسلام ج ۵ ص ۶۳ (چودہ ستارے ص ۱۳۴)

علامہ سید برکت علی شاہ گوشہ نشین وزیر آبادی ولادت ۱۸۸۳ء نے نجم الحسن کراروی سے بہت پہلے یہ بات لکھ دی ہے اور نجم الحسن صاحب نے کلید مناظرہ سے

یہ نقل کیا ہے مؤلف کلید مناظرہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں "چونکہ آپ کے آباؤ اجداد ہمیشہ شاہی افواج میں اعلیٰ عہدوں پر ممتاز رہے ہیں" آگے لکھتے ہیں "اس وقت بھی سرکار برطانیہ خلد اللہ سلطنتہ کے زیر سایہ قبلہ گوشہ نشین صاحب کے اقرباء اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔" (کلید مناظرہ ص ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ مؤلف کلید مناظرہ حکومت برطانیہ کے لئے دعائیں مانگ رہا ہے جو برطانیہ کا وفادار ہو وہ اسلام کا وفادار کبھی نہیں ہو سکتا اس لئے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ لکھا اور اس سے نجم الحسن صاحب نے اخذ کیا وہی الفاظ ہیں وہ لکھتے ہیں "حالات شیخ عبدالقادر گیلانی عمدۃ المطالب امام ال نساب احمد بن علی بن حسین بن علی مہنار مطبوعہ بمبئی ص ۱۱۲ اور عمدۃ المطالب مطبع جعفری لکھنو ص ۱۱۱ اور شجرۃ الاولیاء۔ سید احمد بن محمد حسینی نسابہ پر "عبدالقادر جیلانی بن محمد جنگی دوست بن عبداللہ بن محمد یحییٰ بن محمد بن الرومیہ ابن موسیٰ بن عبداللہ وغیرہ لکھا ہے خود شیخ نے کبھی سید ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی اس کے بیٹوں نے بلکہ سب سے پہلے اس کے پوتے قاضی ابو الصالح نصر بن ابو بکر بن عبدالقادر نے اس امر کا دعویٰ کیا مگر اس کے ثبوت میں کوئی دلیل اور گواہ نہ لاسکا اور نہ کسی اہل نسب نے اس دعویٰ کو تسلیم کیا حالانکہ عبداللہ بن محمد بن یحییٰ ایک مجازی شخص ہے جو ملک مجاز سے باہر نہیں گیا اور یہ نام جنگی دوست عجمی ہے جیسا کہ الفاظ سے ظاہر ہے۔ بہر حال چونکہ نسب بغیر صالح اور عادل شہادت کے ثابت نہیں ہو سکتا جس سے قاضی ابو صالح عاجز رہا مزید بر آں شیخ عبدالقادر اس کے بیٹوں نے بھی یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ عمدۃ المطالب ص ۱۱۱ کے حاشیہ پر جنگی دوست کی بجائے چنگ دوست بھی لکھا ہے چنگ گانے بجانے کا باجا ہوتا ہے جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ چنگ پر گانا بجانا اس کا ذریعہ معاش تھا یا چنگ سننے یا بجانے کا عادی تھی۔ رسالہ صوفی نمبر ۳ جلد ۳ ص ۶ پر ہے کہ تیرے پیر حقیقت حضرت خواجہ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں ولدیت آپ کی قدم بہ قدم حضرت عیسیٰ کی ہے سلسلہ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے۔

شجرۃ الاولیاء۔ علامہ سید احمد بن محمد الحسینی میں ہے کہ بعض لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی جو بغداد میں مدفون ہے اور عام لوگ اس کو صاحب مقامات و کرامات بلکہ خدا تک پہنچا ہوا خیال کرتے ہیں اور وہ ان لوگوں میں علم الشرق کے لقب سے مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ سید محمود داؤد کی اولاد کی اولاد سے ہے اور ثبوت میں ایک شعر پیش کرتے ہیں جو ایک نصرانی مرد شیخ سے روایت کرتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں حسن اور حسین کی اولاد سے ہوں لیکن تمام علمائے انساب نے شیخ کے اس نسب سے انکار کر دیا یہ اور کسی نے بھی نقل نہیں کیا علاوہ ازیں شیخ کی زندگی میں کسی اور شخص نے بھی شیخ کو سادات کی طرف نسبت نہیں دی اول جس شخص نے یہ باطل دعویٰ کیا وہ نصر بن ابی بکر بن شیخ عبدالقادر مذکور تھا ناظرین عبارت بالا سے صریحاً ظاہر ہوا کہ علمائے انساب نے شیخ کو کبھی سید تسلیم نہیں کیا خود شیخ نے کبھی سید ہونے کا دعویٰ نہیں کیا شیخ کی زندگی بھر کسی اور شخص نے بھی شیخ کو سید نہیں کہا اور شیخ کے پوتے نے البتہ شیخ سے سید ہونے کا دعویٰ کیا جس میں وہ کاذب قرار دیا گیا" (کلید مناظرہ ص ۲۸۲۔ اس کتاب پر شیعہ علماء کے عالم سید علی الحائری کی تقریظ بھی ہے۔ ان خرافات کی تصدیق کرنے والے علامہ الحائری نے اپنی کتاب مناظرہ "موعظہ حسنہ" کے مقالہ ہشتم میں حضرت غوث پاک کے نسب پر مفصل بحث

تحریر فرمائی یہ ابن کے رد میں سید نہال احمد صاحب مرحوم نے جواب لکھا مؤلف کلید مناظرہ مزید لکھتے ہیں۔

"ناظرین! شیخ گیلان واقعہ ایران میں پیدا ہوا اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد چلا آیا ان ایام میں شعبدہ اور فری سحر کا عام رواج تھا جیسے کہ پنجاب میں بعض لوگ فقیری لباس پہنے گلے میں دس بارہ تسبیح ڈالے لمبے لمبے سر کے بال شانوں پر ڈالے اور گھوڑوں پر سوار مقام بہ مقام پھرتے ہیں اور جہلا کو اپنے بالوں سے دودھ نکال کر دکھاتے اور ہزار روپیہ بٹورتے پھرتے ہیں شیخ بھی یقیناً ایسا ہی شعبدہ باز تھا اس امر کا قوی ثبوت یہ ہے کہ شیخ کے بارہ میں یہ مقولہ زبان زد خلائق تھا کہ چلو عجمی مرد سے ملاقات کرائیں اور یہ بات کہ عجم ان ایام میں شعبدہ کا مرکز تھا تاریخوں سے صاف ظاہر ہے شیخ کی ماں کا نام ام دار رومیہ تھا۔ (کلید مناظرہ ص ۳۹۲)

مندرجہ بالا عبارات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ اہل تشیع غوث پاک کے مخالف ہیں اور انہوں نے غیر مصدقہ و لایعنی باتیں لکھ کر غوث پاک کی سیادت کے متعلق اختراع پردازی کی یہ کہ وہ سید نہیں اور اس نے سید ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ سب باطل ہے کیونکہ قصیدہ غوثیہ میں خود غوث پاک نے فرمایا ہے

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ ۔ وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حضرت امام حسن کی اولاد سے ہوں اور باطنی مقام مخدع ہے اور میرا قدم تمام اولیاء البتہ اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔ شجرۃ الاولیاء نامی کتاب علماء دین کی نہیں یہ بھی جھوٹ کا پلندہ روافض کا مرتب کردہ ہے۔ بہجۃ الاسرار میں ہے کہ قاضی القضاۃ ابو نصر نے کہا کہ میرے والد عبدالرزاق پسر غوث پاک نے بیان کیا تھا کہ میں

نے (یعنی عبدالرزاق نے) اپنے والد غوث اعظم سے ان کے نسب کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں بیان کیا کہ عبدالقادر ابن ابی صالح جنگی دوست ابن ابو عبداللہ بن سید یحییٰ الزاہد۔ حضرت محبوب سبحانی کے فرزند ارجمند نے فتوح الغیب کے ابتداء میں لکھا ہے والدی مؤید الائمہ سید الطائفہ ابو محمد محی الدین السید عبدالقادر الجیلانی الحسنی الحسینی ابن ابن صالح جنگی دوست ابن الامام عبداللہ ابن الامام یحییٰ الزاھد ابن الامام عبدالمحض ابن الامام حسن مثنی ابن الامام امیر المومنین سیدنا الحسن السبط ابن الامام اسد اللہ الغالب سیدنا علی ابن ابی طالب آپ کے فرزند ارجمند نے اپنا شجرہ بھی بتایا اور اپنے والد ماجد کو حسنی اور حسینی بتایا۔ اس کے علاوہ شیخ شہاب الدین سہروردی کی شہادت ہمارے لئے کافی ہے کیونکہ آپ نے غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو بچشم خود دیکھا ہے اور سلسلہ سہروردیہ کے بانی بھی ہیں اور آپ کا یہ قول شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ ظہیر الدین نے فتح المبین میں اور علامہ سید محمد قادری نے اپنی کتاب شکوہ ولایت الکبریٰ میں اور امام یافعی شافعی نے خلاصتہ المفاخرہ میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے غوث پاک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہوں اس سے زیادہ اور کونسی معتبر شہادت اپنی زبان سے اظہار نسب کے لئے ہوسکتی ہے کیا کوئی بھی غیر شخص جو رسول اللہ صلیہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جدی کہہ کر یاد کرسکتا ہے۔

سلسلہ نقش بندیہ کے مسلم بزرگ عارف ربانی مولانا جامی نفحات الانس میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ یکے از مشائخ گوید کہ من و شیخ علی ہیبتی در

مدرسہ شیخ عبدالقادر بودیم کہ یکے از اکابر بغداد پیش آمد و گفت کہ یا سیدی قال جدک رسول اللہ من دعی الخ کیا کوئی غیر فاطمی نسب والا رسول اللہ کو جدی کہہ کر یاد کر سکتا ہے۔

تفریح الخاطر شریف ص ۴۵ میں ہے قال فی جامع العلوم کان الغوث جالسا علی المنبر للوعظ منزل -- فقال رایت جدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مکانی بوعظ۔ یعنی کتاب جامع العلوم میں بیان ہوا ہے کہ ایک روز غوث پاک منبر پر بیٹھے ہوتے وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک منبر کی سیڑھی کے آخری ڈنڈے پر اتر آتے اور دست بستہ متواضع ہو کر استادہ ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد منبر پر تشریف لے گئے اور بدستور وعظ میں مشغول ہو گئے حاضرین میں سے کسی نے اس کیفیت کے متعلق سوال کیا تو غوث پاک نے جواب دیا کہ میرے نانا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوتے اور منبر پر جلوس فرمایا تو میں ازراہ ادب سیڑھی کے سب سے نیچے ڈنڈے پر اتر آیا اس کے بعد جب حضور کھڑے ہو گئے اور روانہ ہونے لگے تو مجھے اپنی جگہ پر بیٹھنے اور وعظ کہنے کے لئے حکم فرمایا۔ شیخ شہاب الدین کی شہادت کے علاوہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت ہمارے لئے کافی ہے اور یہ سلسلہ چشتیہ کے اکابرین میں شمار ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۵۳۰ھ اور غوث پاک کا وصال ۵۶۱ھ ہے حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی کے خلیفہ اعظم ہیں آپ اپنے ایک طویل قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

سیادت از امام حسنین است اورا در نسب نامہ حسن از جانب والد حسین از جانب ثانی

علامہ حائری موعظ حسنہ مقالہ سیادت ص ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ تمام علماء انساب نے غوث اعظم کی سیادت کا انکار کیا ہے اس کا جواب یہ ہے وہ یہ تو بتائیں کہ کون سے علماء انساب نے انکار کیا ہے در حقیقت تمام اکابرین خواہ وہ کسی مسلک سے منسلک کیوں نہ ہوں خواہ وہ حنفی ہو یا شافعی، حنبلی ہو یا مالکی، اہل حدیث ہو یا وہابی ہو یا خارجی جو بھی ہو کسی نے غوث پاک کی سیادت سے انکار نہیں کیا ہے۔ اب اگر غنیۃ الطالبین کتاب کی وجہ سے چند رافضی انکار کریں تو ان کا انکار محض تعصب پر مبنی ہے اور فقیر نے کتاب غنیۃ الطالبین کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے کہ یہ کتاب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نہیں ہے ہمارے اکابرین جیسے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور علامہ پرھاروی، برخوردار، حافظ ابن حجر فقیر نور محمد کلاچوی وغیرہ نے اس کتاب کے غوث پاک کی طرح انتساب کا انکار کیا ہے کیونکہ آپ کی دوسری کتابوں کے بیانات اس سے مختلف ہیں اور اس کتاب میں موضوعی مواد اور رطب یابس سب کچھ اکٹھا کیا ہے یہ غوث پاک کی شایان شان نہیں اس کتاب کے مضامین آپ کی اپنی کتب کے مخالف ہیں۔ اب اس کتاب کی وجہ سے غوث پاک کی سیادت سے انکار عقلمند کے لئے زیبا نہیں۔ وہ کتابیں جو دنیائے اسلام میں مقبول ترین ہیں اور مسلمان ان حضرات کی تالیفات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان میں چند درج ذیل ہیں۔

(۱) فتوح الغیب از پسر سید عبدالرزاق غوث پاک رضی اللہ عنہ (۲) شذرات الذہب ابن العماد

حنبلیؒ (۳) طبقات الکبریٰ امام شعرانیؒ (۴) طراز الذھب علامہ آلوسیؒ (۵) قلائد الجواھر شیخ محمد یحییٰ حنبلیؒ (۶) زبدۃ الآثار شیخ محقق عبدالحق محدث دہلویؒ (۷) اعلام الاخبار علامہ کفویؒ (۸) الغبط علامہ محدث جلیل ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری شریف (۹) شجرۃ الانساب علی بن موسیٰؒ (۱۰) طبقات حافظ زین الدینؒ (۱۱) شرح صلوٰۃ الکبریٰ علامہ شیخ عبدالغنی نابلسیؒ (۱۲) بہجتہ الاسرار شیخ نور الدین ابو الحسنؒ (۱۳) الروضہ علامہ ابن ربیعہؒ (۱۴) الکواکب الدریہ فی تراجم سادات الصوفیہ علامہ عبدالرؤف المناوی (۱۵) تفریح الخاطر علامہ شیخ عبدالقادر اربلیؒ (۱۶) نفحات الانس مولانا جامیؒ (۱۷) فتح المبین علامہ ابو المظفر ظہیر الدینؒ (۱۸) معمولات مظہریہ مرزا مظہر جانانؒ (۱۹) تاریخ المختصر امام عبداللہ الیمنی الشافعیؒ (۲۰) تتمہ روض الریاحین علامہ شیخ عفیف الدین شافعیؒ (۲۱) نور الابصار علامہ شبلنجی (۲۲) نزہتہ الخاطر علی سلطان قاری (۲۳) کتاب الانساب علامہ نسابہ ابو التوفیق وغیرہ۔ مومن مسلمانوں کے لئے تو یہ کافی ہے اور منکر کے لئے تو دفتروں کے دفتر بھی بیکار ہیں۔

کلید مناظرہ چودہ ستارے، موعظ حسنہ علامہ حراتری سے. بہت پہلے حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد مرید محی الدین القادری الغفوری النوشہروی کے ساتھ بمبئی میں ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ دمشق سے کمال الدین رفاعی آیا ایک روز قاضی صاحب سے فارسی کی کتب پڑھ رہا تھا کہ اس نے غوث پاکؓ کی سیادت سے انکار کیا اور حوالہ میں عمید الدین نخجفی کا حوالہ دیا رات آپ نے غوث پاک کو خواب میں دیکھا اور آپ نے غوث پاک سے پوچھا تو انہوں نے قاضی محبوب کو بتایا کہ رفاعی کو سبق نہ پڑھاؤ پس قاضی صاحب نے علم الانساب کی کتابیں سامنے رکھ کر ایک مبسوط کتاب بنام حجۃ

البیضاہ فی رد اھل الطغیٰ المنسوب بمناقب الغوثیہ فی الرد الرفاعیہ الدمشقیہ لکھی جوکہ ۳۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

قاضی مرید محی الدین نوشہروی لکھتے ہیں کمال الدین نام رفاعی از دمشق در بمبئی رسیدہ بود و در باطن انکار از نسب شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ داشت و ظاہرا دعویٰ میکرد و میگفت کہ مرتبہ جناب سید احمد کبیر رحمہ اللہ علیہ اعلیٰ و بہتر است از جمیع طرق خواہ نقش بندی خواہ چشتی خواہ سہروردی و در نزد من درس میخواند کتب فارسی شبی دعوت مولود شریف دار و بخانہ اش حاضر شدیم نام جناب محبوب سبحانی را آخر گرفت و بر سلام بر خواسیتم در سلام مولود شریف اسم جناب سید احمد کبیر را ہمراہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکجا گرفت بعد از تمام دعا استفسار در مجلس عام از و شان کردم کہ در سلام مولود شریف خاص باسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواندہ میشود و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم را دخل نیست ایں ہمراہ کردن جناب سید احمد کبیر رحمہ اللہ علیہ از کجاست بعد ازاں گفت کہ جناب سید احمد رحمہ اللہ علیہ افضل از ہمہ اولیاء اللہ است تاکہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ و مباحث ہمراہ آن کردم تاکہ نوبت بحقان رسید از آنجا آمدم گفت مولوی صاحب برمن افترا کردہ است گفتم خوب نوشتہ بمہر خود کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سادات اندو قدم ایشان را کل اولیاء اللہ کرام قبول

کردہ اند و وضع رقاب نمودہ اند نوشتہ نداد و صحبتش را و تدریس آنرا ترک کردم تاکہ شب جمعہ ہفدہم ماہ ربیع الثانی در بمبئی در مسجد نل بازار بخواب بودم در ۱۳۰۹ھ ہزار وسہ صدونہ بعد از نصف شب در خواب بجمال باکمال بلقای پر ضیائی حضرت شیخ الاسلام والمسلمین غوث الثقلین قطب الخافقین محبوب سبحانی غوث صمدانی عارف حقانی حضرت شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مشرف شدم دیدم کہ مرد بیسار نورانی پیوستہ آبرو کشادہ دستار جناب گوشت چپ گزاشتہ اندر جبہ سفید پوشیدہ اند و ریستادہ اند برخاستم و در دست مبارک ایشان دو کتابؔ ست و دستہای مبارک ایشان بسیار ملائم مانند بریشم و دیدم دو کتاب است یکی کان کہ بعرض یک بالشت و چہار انگشت و بدرازی مقدار دو بالشت و بہ غفصی یعنی حجم آں بقدر بست جزء و کتاب خورد بعرض ہشت انگشت و بدرازی یک بالشت و حجم آں بقدر دو جزو فرمودند کہ بگیر ایں ہر دو کتاب را کتاب کلاں مناقب من است و کتاب خورد مناقب سید احمد کبیر رفاعیؒ و تو خواہی نشت طبع خواہی کرد و ایں مرد کمال نام کار است ازیں غافل مباش و ایں را تعلیم نہ کن در ایں اثناء از خواب بیدار شدم (حجتہ البیضاء فی رد اہل الطغی ص۱۰)

ترجمہ عبارت بالا:-

کمال الدین رفاعی نام والا ایک شخص دمشق سے بمبئی پہنچا اور وہ اپنے اندر نسب

شریف غوث الثقلین کا انکار کرتا تھا اور ظاہر میں یہ دعویٰ کرتا اور کہتا تھا کہ سید احمد کبیر کا مرتبہ تمام طرق خواہ نقش بندی یا چشتی، سہروردی سے اعلیٰ و بہتر ہے اور وہ مجھ سے فارسی کی کتب پڑھتا تھا ایک دفعہ اس نے مولود شریف میں مدعو کیا اور میں اس کے گھر حاضر ہوا غوث پاک کا نام آخر میں لے کر سلام مولود کے لئے ہم کھڑے ہو گئے اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ حضرت سید احمد کبیر کا نام اکٹھا کر لیا دعا کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ مولود شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ کا نام لیا جاتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس میں داخل نہیں تو یہ حضرت سید احمد کبیر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملانا کیا معنی رکھتا ہے اس نے کہا کہ سید احمد کبیر رحمتہ اللہ علیہ تمام اولیاء میں افضل ہے یہاں تک کہ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے بھی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہم ایک دوسرے سے خفا ہو گئے وہاں سے میں آیا اور اس نے کہا کہ مولوی صاحب نے مجھ پر افترا کیا ہے تو میں نے کہا کہ اچھا اس بات کو لکھ دو کہ غوث الثقلین سادات سے ہیں اور تمام اولیاء اللہ سے افضل ہیں اور آپ کا قدم تمام اولیاء کرام نے قبول کیا ہے اس نے یہ نہ لکھا تو میں نے اس سے ترک صحبت کر لی او س کو درس دینا چھوڑ دیا تو جمعہ کی رات ماہ ربیع الثانی کے ساتویں روز ۱۳۰۹ھ کو جا مسجد نل بازار میں میں نے خواب دیکھا اور آدھی رات کے بعد حضرت غوث الثقلین کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا کہ ایک نورانی شخص جس کا ماتھا کشادہ ہے اور ابرو ملے ہوتے ہیں اور رنگ گندمی سرخ و سفید سیب کی طرح کالی آنکھیں اور اچھا چہرہ اور دستار سبز اس کے سر پر بائیں گوشے کی طرف رکھا ہوا تھا سفید جبہ پہنا ہوا تھا اور کھڑا تھا میں اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا اس

کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں اور آپ کے ہاتھ ریشم کی طرح بہت ملائم تھے اور میں نے دیکھا کہ دو کتابیں ہیں ایک بڑی اور دوسری چھوٹی، بڑی کتاب کا عرض ایک بالشت اور چار انگشت کے برابر اور لمبائی تقریباً دو بالشت اور حجم میں بیس جز کے برابر تھی اور چھوٹی کتاب کی لمبائی ایک بالشت اور عرض آٹھ انگشت کے برابر تھی اور حجم میں دو جز کے برابر تھی آپ نے حکم دیا کہ اس کو پکڑو بڑی کتاب میری مناقب کی ہے اور چھوٹی کتاب مناقب سید احمد کبیرؒ کی ہے اور اگر چاہتے ہو تو لکھو کہ یہ شخص کمال نامی مکار ہے اس سے غافل نہ رہو اور اس کو مت پڑھاؤ اس وقت میں خواب سے بیدار ہوا اس واقعہ کے بعد میں چہار کتابوں کا مطالعہ کیا رفاعیہ کی کتابوں سے اور ان میں لکھا کہ حضرت غوث الثقلین کا نسب بعلی مرتضیٰ سے ملتا ہے تو میں نے کوشش کی اور اثبات صحت نسب شریف کے متعلق دو سو ایک کتب مطالعہ کیں اور ان تمام معتبر کتب میں لکھا تھا کہ حضرت غوث الثقلین حسنی اور حسینی سید ہیں۔

امام عبداللہ یافعیؒ اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا ملا علی قاری اور شیخ محمد بن یحییٰ المنادی الحنبلی و امام شعرانی و شیخ علی شطنوفی و سید مومن شبلنجی اور باقی کتابوں میں حضرت غوث الثقلین کے نسب شریف کو حسنی اور حسینی سید تحریر کیا ہے ملا علی قاری اپنی مشہور کتاب نزھۃ الخاطر میں ایک مقام پر حضرت غوث پاکؓ کے نسب سیادت کی تصدیق کرتے ہوتے تحریر فرماتے ہیں

فلا حاجۃ لاقامۃ الدلیل علی ھذا النسب الشریف الواضح البرھان الثابت البنیان المشھور فی کل مکان کما قال الشاعر فلا تصحح فی الاعیان شئی

اذا احتاج النھار الی دلیل

یعنی اس نسب شریف پر کسی دلیل کی حاجت نہیں ہے کیونکہ نسب واضح البرہان ثابت البنیان اور ہر مقام پر معروف و مشہور ہے اور اگر روز روشن کو بھی محتاج دلیل سمجھ لیا جائے تو پھر کوئی شی اعیان میں درست نہیں ہو سکتی۔

اہل تشیع کی قابل فخر ہستی جن کو شہنشاہ ایران ناصر الدین قاچار شیعی بایں الفاظ خطاب کرتے ہیں "جناب محاسن و محامد آداب فواضل و فضائل نساب سلالہ دودماں مصطفوی و نخبہ خاندان مرتضوی" دی رائٹ آنریبل سر سید امیر علی رضوی ایم اے بار ایٹ لا۔ پریوی کونسلر کی ہے جو اسلامیات کے مضمون میں خاص عالمگیر شہرت کے محقق عظیم و جلیل مانے جاتے ہیں اپنی مشہور و معروف تصنیف اسپرٹ آف اسلام میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ انگریزی۔ اہل سنت حضرت عبدالقادر جیلانی کے بے حد و حساب ثنا۔ و منقبت بیان کرتے ہیں اور ان کی تعظیم بافراط کرتے ہیں اور انہیں غوث اعظم و محبوب سبحانی و قطب ربانی کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں غوث اعظم عالم باطن اور نسباً فاطمی تھے علماء اور درویشان باصفا میں ان کا مقام ارفع و اعلیٰ ہے (صفحہ ۳۱۴) مناقب غوثیہ فی رد الرفاعیہ الدمشقیہ سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں امام علامہ شیخ الاسلام زین الدین ابو الفرج عبدالرحمان ابن الامام شہاب الدین احمد بن رجب الحنبلی البغدادی ثمہ الدمشقی اپنی کتاب طبقات حنبلی اصحاب میں ذکر کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک حضرت مولانا و سیدنا سید الاولیاء و امام الاصفیاء السید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی الحسینی رضی اللہ عنہ ھو سید عبدالقادر بن سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست ابن السید عبداللہ الجبلی ثم البغدادی۔

صاحب موصوف نے غوث الاعظم کو سید کہا اور ان کا شجرہ ہی ساتھ لکھ دیا۔ فقیہ النبیہ علامہ امام الاکمل ابو عبداللہ السید حسن بن عبدالرحمان لاھدل الحسینی الیمنی الشافعی اپنی تاریخ المختصر میں حوادث کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں عند ذکر حوادث سنہ ۱۵۶ مانصحہ و فیھا توفی قطب الاولیاء محی الدین السید عبدالقادر ابن السید ابی صالح موسیٰ ابن السید عبداللہ بن السید یحییٰ الزاہد الخ اس میں بھی غوث الاعظم کو سید لکھا ہے۔ امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ مرات الجنان میں لکھا ہے قطب الاولیاء الکرام شیخ الاسلام رکن الشریعت و علم الحقیقۃ و واضح اسرار الحقیقۃ حامل رایتہ علماء المعارف و المفاخر شیخ الشیوخ و قدوۃ الاولیاء العارفین الاکابر استاذ الوجود ابو محمد السید محی الدین عبدالقادر بن السید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست الجیلی الحسنی الشریف قدس سرہ و نور ضریحہ امام یافعی نے بھی غوث الاعظم کو سید لکھا ہے۔ امام عبدالروف مناوی نے طبقاۃ الکبریٰ میں لکھا ہے السید عبدالقادر بن السید موسیٰ بن السید عبداللہ بن السید یحییٰ الزاھد الجیلانی الحنبلی من ذریتہ الامام سید نا الحسن السبط رضی اللہ عنہ۔ امام مناوی نے بھی غوث پاک رضی اللہ عنہ کو سید لکھا ہے۔ شیخ مدقق ابو عبداللہ محمد بن احمد المسناوی الکری نے نتیجتہ التحقیق فی بعض اھل الشرف الوثیق ذکر بعض الحفاظ الجیلانی الحسنی الحسینی امام طبری نے بھی غوث الاعظم کو سید لکھا ہے۔ حافظ ابو سعید عبدالکریم الحنابلتہ۔

امام سمعانی نے بھی اپنی تاریخ میں غوث پاک رضؓ کو سید لکھا۔ علامہ محب الدین محمد بن النجار بھی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں السید عبدالقادر بن السید ابی صالح جنگی

دوست۔ علامہ محمد بن شاکر بن احمد نے فوات الوفیات یعنی تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے السید عبدالقادر الجیلانی ابن ابی صالح موسیٰ جنگی دوست۔ امام عبدالوہاب الشعرانیؒ نے لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں لکھتے ہیں۔ ومنھم ابو صالح سیدی عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہم و ھو ابن موسیٰ۔ الحسن ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔ امام شعرانی نے علی ابن ابی طالب تک شجرہ بھی لکھا ہے حضرت العلامہ عفیف الدین عبداللہ بن اسعد الیمنی الشافعیؒ نے روض الریاحین فی حکایات الصالحین میں غوث الاعظمؓ کو سید لکھا ہے حضرت ابن المعاد الحنبلی شذرات الذہب میں لکھتے ہیں نسبہ الی الامام الحسن رضی اللہ عنہ۔ امام برزنجی المفتی الشافعیہ نے مولد النبوی میں غوث الاعظم کو سید نقل کیا ہے امام محمد امین با احمد ٹیتوسی المالکی نے ریاض البساتین میں غوث الاعظم کو سید تحریر کیا ہے یہ حوالے مرید محی الدین نوشہروی نے مناقب غوثیہ میں لکھا ہے۔

مندرجہ بالا مصدقہ حوالہ جات کے ہوتے ہوئے روافض نواصب کی ہرزہ سرائیاں کیا معنی رکھتی ہیں نام نہاد دین و ایمان سے عاری ڈاکٹر صاحبان سبحانی سماوی وغیرہ کے مقالات ان کی ذہنی و قلبی پریشانی و راہ حق سے روگردانی کے آئینہ دار ہیں وہ راہ ہدایت نہیں پاسکے بلکہ چاہ ضلالت میں غوطہ زن ہیں جن کے علم و عقل میں یہ بھی نہ آسکا کہ شہباز لامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی اولیٰ ہیں یا حضرت امام موسیٰ کاظم جو مدعی علم حضرت امام موسیٰ کاظم مرید علیہ السلام کی جیسی شخصیت کے تعارف سے نابلد رہا ہو اصحب النار و اسلمتہ الجنۃ کے عرفان سے عاری ہو۔ اس کی جہالت کا اندازہ لگانا کوئی مشکل بات نہیں۔ ان کے نفس امارہ نے انہیں صرف اس تلبیس ابلیس و بدفہمی میں مبتلا

کہتے رکھا کہ ازہر شریف کے علماء میری تعریف کرتے نہیں تھکتے تھے اور بالآخر ان کے نفس امارہ نے ان کی روافض کے حوض علمیہ کے طالب علموں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور کر دیا وہ خود معترف ہیں کہ "ارے میں وہی تو ہوں جو کچھ دنوں پہلے مصر میں مانا ہوا عالم تھا اپنے اوپر فخر کرتا تھا ازہر شریف کے علماء میری تعریف کرتے تھکتے نہیں تھے۔ اور آج میں اپنے کو مغلوب شکست خوردہ محسوس کر رہا ہوں۔ وہ بھی کن کے سامنے جن کو ہمیشہ غلطی پر سمجھا کرتا تھا میں لفظ شیعہ کو گالی سمجھتا تھا"

(پھر میں ہدایت پا گیا صفحہ ۵۳)

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ جب ایمان سلب ہو جاتے تو عقل و شعور بھی از خود ساتھ چھوڑ دیتے ہیں ان کی سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آرہی کہ غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی ایرانی النسل تھے۔ جیلان میں پیدا ہوتے عرب نہیں تھے لہذا وہ سید آل رسول کیسے ہو سکتے ہیں۔

کاش وہ کسی صاحب علم و عرفان ولی کامل سے ملے ہوتے تو وہ ان کو مقام آل و اصحاب مصطفیٰ و منصب غوث الوریٰ کا عرفان عطا فرما کر راہ ہدایت دکھا دیتے افراط و تفریط کی بھول بھلیوں سے نکال کر راہ اعتدال پر گامزن کر دیتے مگر یہ تو اپنے اپنے نصیبوں کی بات ہے۔

بزرگان دین کی بشارتیں

آپ کی ولادت سے قبل مشائخ کبار رحمھم اللہ آپ کی ولادت کی بشارتیں دیتے تھے۔ جن میں سے چند درج کی جاتی ہیں۔

(۱) امام عسکریؓ۔ حضرت امام حسن عسکریؓ نے اپنا سجادہ (مصلہ) حضرت غوث اعظمؓ کی خدمت میں پہنچانے کے لئے ایک مرید کو دیا اور کہا کہ اس کو بہت حفاظت سے رکھنا اور اپنے وصال کے وقت کسی معتمد اور وصال کے وقت کسی معتمد اور معتبر شخص کو دیدینا اور اسے وصیت کرنا کہ وہ بھی وصال وقت کسی دوسرے معتمد شخص کو دے دے حتیٰ کہ غوث اعظم جن کا نام مبارک شیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسنی ہوگا ظاہر ہوں گے یہ ان کی امانت ہے ان کو یہ پہنچا دینا اور میرا سلام کہنا۔ پانچویں صدی تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

(۲) حضرت جنید بغدادی۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے غیب سے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اطہار میں سے ایک قطب عالم ہوگا جن کا لقب محی الدین اور اسم مبارک سید عبدالقادر ہوگا اس کی گیلان میں پیدائش ہوگی اب خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اطہار میں آئمہ کرام اور صحابہ کرام علیھم الرضوان کے علاوہ اولین و آخرین کے ہر ولی اور ولیہ کی گردن پر ان کا قدم ہوگا (تفریح الخاطر ص ۲۶)

(۳) حضرت حسن بصریؒ۔ محمد بن احمد سعید بن ذریع الزنجانی قدس اسرہ النورانی نے اپنی کتاب روضۃ المناظر و نزھۃ الخواطر کے باب ششم میں ان مشائخ کا جنہوں نے

حضرت سیدنا غوث اعظمؓ کی قطبیت کے مرتبہ کی شہادت دی ہے ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ آپ سے پہلے اولیاء میں سے کوئی بھی حضرت کا منکر نہ تھا بلکہ انہوں نے آپ کی آمد کی بشارت دی حضرت حسن بصریؒ نے اپنے زمانہ مبارک سے لے کر حضرت محی الدین قطب عالم سید عبدالقادر جیلانی کے زمانے مبارک تک بالوضاحت آگاہ فرمایا کہ جتنے بھی اولیاء اللہ گزرے ہیں سب نے شیخ عبدالقادرؓ کی خبر دی ہے (تفریح الخاطر ص ۱۳)

(۴) حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ الجونی قدس سرہ النورانی:- آپ نے ۴۶۸ھ میں کوہ مرد میں اپنی خلوت میں ارشاد فرمایا کہ عنقریب بلاد عجم میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات اور خوارق کی وجہ سے بہت شہرت ہوگی اس کو تمام اولیاء الرحمان کے نزدیک مقبولیت تامہ حاصل ہوگی اس کے وجود سے اہل زمانہ شرف حاصل کریں گے اور جو اس کی زیارت کرے گا نفع اٹھاتے گا (بہجتہ الاسرار)

(۵) حضرت شیخ محمد بشنکی رحمتہ اللہ علیہ:- آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر کامل شیخ ابوبکر بن ہورا علیہ الرحمتہ سے سنا کہ عراق کے اوتاد آٹھ ہیں (۱) حضرت معروف کرخیؓ (۲) امام احمد بن حنبلؓ (۳) حضرت بشر حافیؓ (۴) حضرت منصور بن عمارؓ (۵) حضرت جنید بغدادیؓ (۶) حضرت سری سقطیؓ (۷) حضرت سہل بن عبداللہ تستریؓ (۸) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؓ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت عبدالقادر جیلانی کون ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ شرفاء عجم میں سے ایک شخص بغداد شریف میں آکر سکونت اختیار کرے گا اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا اور وہ شخص اوتاد، افراد، اور اقطاب زمانہ ہوگا۔

حصول علم کے لئے سفر اور اس میں ایک ایمان افروز واقعہ

آپ سترہ برس کی عمر میں علوم مروجہ سے فارغ التحصیل ہو گئے ایک دفعہ جب آپ نے علم دین کے مزید حصول کے لئے اپنی والدہ سے اجازت چاہی تو والدہ نے چالیس دینار واسکٹ میں سی دیئے اور کہا بیٹا جاؤ اللہ کریم کے سپرد کرتی ہوں مگر ایک بات یاد رکھنا کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا جب وہ قافلہ ہمدان سے گزرا تو اچانک ساٹھ ڈاکوؤں نے اس قافلہ کو گھیر لیا ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے فرمایا ہاں میرے پاس بھی چالیس دینار ہیں ڈاکو مسکرایا اور یقین نہ کیا بالآخر ایک اور ڈاکو آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا تو ڈاکوؤں کے سردار احمد بدی نے کہا کیوں لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے آپ نے فرمایا میری والدہ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا آپ کے یہ پاکیزہ الفاظ سن کر سردار کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا افسوس! تم نے تو اپنی والدہ کے کہنے کا اتنا احترام کیا مگر ہم اپنے مالک ذوالجلال والاکرام کے احکام ہی سے منحرف ہیں یہ کہہ کر ڈاکوؤں کا سردار احمد بدوی حضرت کے قدموں پر گر پڑا لوٹ مار سے توبہ کی اور سارا مال قافلے والوں کو واپس کیا۔

۴۸۹ھ میں جب خلیفہ المستظہر باللہ کی حکومت تھی آپ بغداد پہنچے اس وقت بغداد

علم کا مرکز تھا۔ جہاں علوم و فنون کا دریا موجزن تھا آپ مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے ابو ذکریا یحیٰی تبریزی سے علوم ریاضی، منطق انشاء، معقولات حال کئے علم ادب شیخ ذکریا بن علی سے پڑھا حضرت ابو سعید عبدالکریم اور شیخ ابو غالب محمد بن حسین باقلی علامہ ابو غنائم محمد جیسے بلند پایہ علماء سے سند حدیث حاصل کی علم فقہ حضرت ابو سعید مبارک مخزومی الحنبلی سے سیکھا جو فقہ حنبلی کے امام وقت تھے ابوالوفاء علی عقیل ابو محمد بن حسین سے علم فقہ حنفی پڑھا اور علم تفسیر ابو القاسم علی ابو یحیٰی عبداللہ سے حاصل کی اس طرح بارہ برس تک باوجود غریب الوطنی ہونے اور مصائب و آلام برداشت کرنے کے علوم دینیہ کی تحصیل فرمارہے تھے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کو دیکھ کر علامہ ابو سعید نے انہیں اپنے مدرسہ میں صدر المدرسین کے عہدہ پر مقرر کیا اور خود گوشہ نشین ہوئے۔

میرے غوث پاک کا اصل مقام تو تلامیذ الرحمان کی سرداری کرنا تھا مگر دستور دنیا کے عین مطابق اکتساب علم شریعت ظاہراً کرنا پڑا۔ اس طریقہ کار سے تو صرف انبیاء کرام ہی مستثنیٰ ہوتے ہیں ورنہ ہر ولی اللہ کو کسی نہ کسی مرشد کامل و استاد ماہر کے حضور زانوتے تلمذ تہہ کرنا پڑتا ہے چنانچہ اسی مسلمہ اصول کے تحت آپ بھی ۴۸۸ھ میں وارد بغداد ہوئے اور گیارہ برس یعنی ۴۹۰ھ تک علمائے بغداد سے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ و روحانیہ حاصل کئے مگر کن حالات میں جناب اختر حسین شیخ صاحب ان حالات و واقعات کی نقشہ کشی درج ذیل الفاظ میں مگر بڑے ہی عارفانہ و بصیرت افروز انداز میں کرتے ہیں۔

"غوث پاک کی ذات بابرکات کا اعجاز تھا کہ جب انہوں نے بغداد میں قدم رنجہ فرمایا

تو ابلیس صفت علماء سوء کے چراغ گل ہو گئے۔ امام تقی الدین اپنی شہرہ آفاق تصنیف "روضتہ الابرار" میں رقمطراز ہیں کہ جب آپ نے بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو خضر علیہ السلام نے بحکم خداوندی غوث پاک کے گوش گزار کیا جس کی رو سے سات برس تک فصیل شہر کے باہر لب دریا آپ نے قیام فرمایا۔ یہی سات برس کا دورانیہ مجاہدات ریاضات شاقہ فقر و فاقہ اور تحصیل علم لدنی کے اعتبار سے سات زمانوں پر بھاری ہے دریا کے کنارے اگنے والی سبزیوں سے غذا حاصل کرتے رہ۔ جس سے جسم و جان والا رشتہ تو برقرار رہا مگر گردن سے سبز رنگ جھلکنے لگا اس کے علاوہ جن آزمائشوں سے ان کو گزرنا پڑا چشم تصور و احساس سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ایک شب غوث پاک ورد و وظائف میں مشغول تھے کہ ایک سراپا حسین جہاں سوز دوشیزہ اپنے نسوانی ہتھیاروں سے مسلح ان کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ یہ ایسا ابلیسی وار تھا جس سے بچنا پیغمبری شان کے مترادف تھا یوسف ؑ بھی اس آزمائش سے گزرے تھے لیکن ہم جانتے ہیں کہ قرآن میں ان کی سلامتی کو برہان ربی سے مشروط کیا گیا ہے اگر وہ خدا کی برہان نہ دیکھتے تو ظلم کا ایسا پہاڑ ٹوٹ پڑتا جس کے تصور ہی سے ہر مومن کانپ جاتا ہے۔

خاتون بے حیا تو کون ہے اور یہاں تیرا کیا کام ہے؟ غوث پاک ؓ نے قہر آلود نگاہوں سے حسن جہاں سوز سے پوچھا "یہ بھول جائیں کہ میں کون ہوں میں تو آپ کی تشنگی مٹانے آئی ہوں" اس دوشیزہ نے تبسم کی بجلیاں گراتے ہوئے کہا ساری بات پل بھر میں صاف ہو گئی۔ دوشیزہ کا مخاطب بھی کوئی معمولی انسان نہ تھا در اصل ولی اللہ تھا اور ولی بھی ایسا جو اپنی مثال آپ تھا "اچھا تو تم دنیا ہو جو ابلیس لعین ساکت کرنے کے

بعد مجھے یادالٰہی سے غافل کرنے آئی ہو" غوث پاک نے صورت حال کی وضاحت کر دی۔ مگر محترمہ میرا جواب بھی وہی ہے جو میرے جداعلیٰ علی المرتضیٰ کا تھا میں تمہیں تین طلاقیں دے چکا ہوں اب میری نظروں سے دفع دور ہو جاورنہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں ذبح کردوں گا یہ سنناتھا کہ وہ سجی سنوری دوشیزہ روتی پیٹتی غائب ہو گئی واپس جاتے وقت اس کی صورت اتنی مکروہ تھی کہ اگر ایک عام آدمی بھی اسے پاتا تو سامان دنیا کو واقعی طلاق بائن (غیر رجعی) دے دیتا آخر کا ایک شب ندائے غیبی نے مژدہ سنایا

"عبدالقادر! اب تم بغداد میں داخل ہو سکتے ہو"

فصیل شہر سے باہر لب دریا سات برس تک قیام کی وضاحت کوئی دشوار مرحلہ نہیں شہر کے اندر جو طوفان بد تمیزی بپا تھا اس کا قلع قمع کرنے کے لئے سالار جیش کی تربیت بے حد ضروری تھی تاکہ کہیں پائے استقامت میں لغزش نہ آجائے۔ غوث پاک نے آنحضرت کے نقش پا پر چل کر جو فریضہ ادا کرنا تھا وہ کوئی آسان کام نہ تھا۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

فصیل شہر سے باہر سات برس قیام والی روایت کی سچائی زیر بحث نہیں مناقب غوث کی مستند کتب میں یہ موجود ہے۔ بہرحال ارشاد رسالت مآب کے عین مطابق جیلان کا غریب الدیار مفلس طالب علم بغداد میں داخل ہوا اور مدرسہ نظامیہ میں اکتساب علم میں مصروف ہو گیا اسے بغداد کی بلند مرتبہ یونیورسٹی کہا جائے تو مبالغہ

آرہاتی نہ ہوگی۔ کیسے کیسے یگانہ روزگار اساتذہ بیک وقت علم و آگہی کی قندیلیں روشن کئے بیٹھے تھے۔ درس گاہ کا گوشہ گوشہ بقعۂ نور ہو رہا تھا ادب و تفسیر کی بات چلتی تو پھر چلتی ہی رہتی۔ ابو ذکریا تبریزی دنیائے ادب کا مہر پر تنویر تھا کہ

جب بھی اس کی بات چلی ہے
ساری ساری رات چلی ہے

کی منہ بولتی تصویر فقہ و اصول کے آفتاب عالمتاب علی ابن عقیل حنبلی اور ابو الحسن محمد بن قاضی ابو العلی حنبلی۔ پھر شیخ ابو الخطاب محفوظ الکلوذاتی مشائخ حدیث میں ابو البرکات طلحہ العاقولی۔ ابو الغنائم محمد بن علی میمون الفرسی ابو عثمان اسماعیل بن محمد الاصبہانی۔ ابو طاہر عبدالرحمان۔ ابو غالب الباقلانی۔ ابو العز بن المختار الہاشمی اور ابو منصور عبدالرحمان القزاز۔ گویا سارے عراق کی علمی شخصیات کا جھرمٹ تھا کہ بغداد کی اس درسگاہ کو فیض یاب فرما رہا تھا بے شک مدرسہ نظامیہ مینارہ نور کا درجہ رکھتا تھا مگر جیلان کے دور افتادہ مقام سے روشن جبین طالب علم نے جب اس چار دیواری میں قدم رکھا تو در و دیوار نے اہلاً و سہلاً مرحبا کہا مگر افسوس کوئی ایک حیوان ناطق بھی اس آنے والے کے مقام و مرتبہ کو پہچان نہ پایا جس طرح دوسرے تہی داماں طالب علم چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پس رہے تھے اس دنیاوی بے سرو سامان کو بھی تہ سنگ آسیا ہونا پڑا۔

فصلوں کی کٹائی کا موسم آیا تو حسب دستور طلباء دیہاتوں کی جانب نکل پڑے تاکہ

اپنے اپنے مقدر کی مہر لگے اناج کے دانے اکٹھے کر لاتیں اور دوران تعلیم آتش شکم ٹھنڈی کرتے رہیں، کیسی ستم ظریفی تھی وہ جو غوث الثقلین کے مقام و مرتبہ پر فائز ہونے والا تھا اسے بھی ان کاسہ گدائی والوں کا ساتھ دینا پڑا۔ بغداد کے نواحی گاؤں یعقوبا پہنچے تو ایک زمیندار شریف یعقوبی کی چشم حیراں نے قوس قزح کے رنگوں کو پہچان لیا کر گسوں میں شاہین کو پہچاننا اگرچہ کوئی حیرت انگیز کارنامہ نہیں پھر بھی شریف یعقوبی کو داد نہ دینا بخل سے کام لینے والی بات ہے۔

"فرزند! تمہارا نام کیا ہے اور کس خاندان کے روشن چراغ ہو" زمیندار نے اپنے تجسس کی پیاس بجھائی "بندے کو عبدالقادر کہتے ہیں اور خاندان کی عظمت کا اعتراف روزانہ پانچ مرتبہ کرہ ارض کے گوشے گوشے سے ہوتا ہے" طالب علم نے چونکا دینے والا جواب دیا۔

"بیٹا نجیب الطرفین مردان خدا، دست سوال دراز نہیں کیا کرتے زمانے کو دست نگر بناتے ہیں" زمیندار نے بڑی رسان سے کہا "اس گھرانے کے لوگ تو منگتوں کو سلطنتیں عطا کرتے ہیں مگر شاید لوح محفوظ پر اسی طرح مرقوم ہے"

اس پل اس گھڑی کے بعد آپ نے درس گاہ کے اس دستور پر خط تنسیخ کھینچ دیا اور اناج حاصل کرنے والے طلباء کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اس کا کیا علاج کہ طالب علم کو دوسرے طلباء کی طرح بھوک پیاس ستاتی تھی اور ظاہری وسائل سے دامن یکسر خالی تھا یہ بھی تو جد اعلیٰ کے نقش قدم پر چلنا تھا کہ کائنات کا سب سے بڑا انسان رحمت مجسم گداؤں کو ہفت اقلیم کی دولتیں لٹانے والے کے اپنے گھر میں چولہا اکثر و بیشتر ٹھنڈا ہی رہتا تھا جن کے مراتب بلند ہوں ان کی آزمائشیں بھی پہاڑوں ایسی بلند ہوتی ہیں۔

"بھائی! ڈیڑھ روٹی بطور قرض دے دیا کرو۔ قدرت ہوتے ہی قرض چکا دوں گا"
ایک قریبی نان فروش سے بات اس لب و لہجے میں کی گئی کہ ان پڑھ نانبائی کا کلیجہ کٹ کے رہ گیا

"جان عزیز! جب چاہیں اور جو چاہیں لے جایا کریں" نانبائی آبدیدہ ہوگیا۔ آنسوؤں کی دھند کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ صاف دکھنے والی ہستی کی پہچان مشکل ہوجاتی ہے اسی طرح لرزاں لہجے میں مدعا گم ہو جاتا ہے اور الفاظ کا پیرہن نامناسب رہ جاتا ہے کچھ عرصہ اس کشمکش میں گزرا۔ نانبائی کا قرض بڑھتا گیا اور غوث پاک کی تفکیر میں اضافہ ہوتا چلا گیا بالآخر یہ قرض "صراف قدر" کی مہربانی سے ادا ہوا۔ (وہ ہستی جو بطور خاص اولیاؤں کا قرض چکانے کے لئے منجانب اللہ مقرر ہوتی ہے صراف قدر کہلاتی ہے) آپ کو سونے کا ایک ٹکڑا مہیا کیا گیا اور نانبائی کے قرض سے سبکدوشی ہوئی جبین نیاز سجدہ شکر میں جھک گئی اسی تنگی ترشی میں دو برس بیت گئے بغداد میں خشک سالی کا دور دورہ ہوا زمین بوند بوند کو ترسی، سبز پتے زرد ہو گئے اشجار بے برگ و بار ہوتے فصلیں جھلس گئیں اور قحط پھوٹ پڑا اس زمانے میں آپ کا قیام محلہ قطبیہ شرقیہ میں تھا (ایک روایت کے مطابق یہ وا ... اس محلہ میں پیش آیا اور آپ نے عبداللہ سلمی سے بیان فرمایا (تفصیل ملاحظہ ہو)

تنگ دستی کے وہ ایام ایسے تھے کہ اشیاء خوردنی خواب و خیال ہو کر رہ گئیں تھیں جسم و جان کا سلسلہ برقرار رکھنے کے لئے ان اشیاء کی بہرحال ہر ذی روح کو ضرورت ہے ایک شخص اچانک کاغذ کا ایک پرزہ آپ کو تھما کر چلا گیا کاغذ میں کچھ رقم موجود تھی یہ گویا امداد غیبی والا ماجرا تھا آپ نے اس رقم کا کھانا وغیرہ خریدا اور محلے کی مسجد میں

تشریف لے گئے دل میں طرح طرح کے خیال اٹھ رہے تھے جن سے فصیل جاں سپرد اضطراب ہو گئی اور آپ نے قبلہ رو بیٹھ کر کھانے یا کھانے کے متعلق غور و خوض فرمانا شروع کیا سمت قبلہ سے رشتہ استوار ہوا تو یقین کامل تھا کہ غیب سے رہنمائی کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکل آئے گی۔

دیوار مسجد کے قریب ایک کاغذ دکھائی دیا جس کا وجود یقیناً چند لمحے پہلے وہاں نہیں تھا آپ نے لپک کر اسے اٹھایا، کاغذ پر واضح حروف میں تحریر تھا "ہم نے کمزور مومنین کے لئے خواہش رزق پیدا کی تاکہ وہ بندگی کے لئے اس سے قوت حاصل کریں" آپ نے اپنا رومال اٹھایا کھانا اسی جگہ رہنے دیا دو رکعت نماز ادا کی اور مسجد سے باہر آ گئے آپ کی نگاہ میں صرف لفظ "کمزور مومنین" اہمیت کا حامل تھا وسائل کی کمی مسائل کو جنم تو ضرور دیتی ہے مگر نہ کہ غوث میں ایمان کی کمزوری کا رسائل سے اگر کوئی تعلق تھا وہ تو تعلق معکوس ہونا چاہئے تھا یعنی وسائل کی کمی ایمان کی مضبوطی کا سبب ہونا چاہئے تھی نہ کہ اس کے برعکس۔ بغداد میں تحصیل علم کا یہ دورانیہ بڑا ہی صبر آزما تھا مفلسی الگ سر راہ ہوتی۔ اپنے صبر و استقلال و مجاہدے کے متعلق خود غوث پاک فرماتے ہیں "اس دوران جتنی مشقتیں میں نے برداشت کیں اگر پہاڑوں پر ڈال دی جاتیں تو وہ پارہ پارہ ہو جاتے جب تکالیف میری برداشت سے باہر ہو جاتیں تو میں سر بسجود ہو کر صدق دل سے تلاوت کرتا۔ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا (بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک ہر تنگی کے ساتھ آسانی ہے) پھر جب سجدے سے سر اٹھاتا تو سکون کی دولت سے مالا مال ہو چکا ہوتا۔ علم فقہ حاصل کرنے کے دوران میں اکثر ویرانوں میں راتیں بسر کرتا اونی لباس اور پا پیادہ

کانٹوں پر چلنا پڑتا۔ درختوں کے پتے اور خود رو گھاس پھوس سے پیٹ بھر لیتا۔ لوگوں نے مجھے دیوانہ بھی قرار دیا کئی بار مجھے مردہ سمجھ لیا گیا۔ ایک بار غوث پاک تو مسلسل بیس روز تک کوئی مباح شے بھی میسر نہ آئی جس سے آتش شکم کو ٹھنڈا کیا جاسکتا۔ مجبوراً آپ ایوان کسریٰ کے کھنڈرات کی طرف چل پڑے۔ وہاں ایک اور ہی طرفہ تماشہ آپ کا منتظر تھا۔ وہاں پہلے ہی چالیس اولیاء (بعض روایات کے مطابق ستر) اسی جستجو میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے انہیں دیکھ کر غوث پاک اپنی تکلیف بھول گئے اور واپس شہر کی جانب چل پڑے فصیل شہر کے قریب ہی آپ کی ملاقات ایک آشنا سے ہو گئی جو آپ ہی کو تلاش کرتا پھر رہا تھا۔ جیلان کا یہ باشندہ آپ کے گھر سے کچھ رقم لایا تھا جو ام الخیر نے ممتا کے ہاتھوں مجبور ہو کر بھیجی تھی غوث پاک نے سجدہ شکر ادا کیا اور اس رقم سے کھانے پینے کی اشیاء خرید کر کھنڈرات میں مارے مارے پھرنے والے اولیاء اللہ کی دعوت کر ڈالی۔ یہ بات مستند ہے کہ غوث پاک کھانے کھلانے کے عمل کو بہترین قرار دیا کرتے تھے۔

شہر سے باہر ویرانے میں ایک برج تھا جہاں آپ نے مسلسل گیارہ برس شب و روز عبادت و ریاضت میں گزار دیئے اس بنا پر اس برج کا نام ہی "برج عجمی" پڑ گیا بھوک سے متعلق ایک اور واقعہ خود غوث پاک نے ابو بکر تمیمی سے بیان فرمایا کہ قیام بغداد کے دوران ایک روز میں بھوک سے جاں بہ لب ہو گیا چند روز تک جب بھوک مٹانے کی کوئی سبیل نہ ہو سکی تو میں مجبوراً دریا کے کنارے جا پہنچا تاکہ گری پڑی گھاس وغیرہ سے اس کا تدارک کر سکوں وہاں مجھے چند لوگ ادھر ادھر مارے مارے پھرتے نظر آتے میں یہی سمجھا کہ وہ سب مجھ جیسی مصیبت میں مبتلا ہیں۔

مزاحمت کو نامناسب تصور کرتے ہوئے میں واپس آگیا اور ریحانین کے بازار میں موجود مسجد میں جا پہنچا۔ اس وقت میں بھوک سے نڈھال ہو رہا تھا مگر دست سوال دراز کرنا میرے بس میں نہ تھا مجھے یقین تھا کہ بھوک سے میری موت واقع ہو جائے گی اچانک مجھے روٹی اور بھنے ہوئے گوشت کی اشتہا انگیز مہک نے بے تاب کر دیا۔ ایک عجمی نوجوان یہ نعمت لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک کونے میں بیٹھ کر گوشت روٹی کھانے لگا۔ ایک بار تو بھوک کی شدت سے میرا منہ کھل گیا پھر میں نے نفس کو ملامت کی زد میں رکھ لیا اچانک وہ نوجوان میری طرف متوجہ ہوا "آیئے جناب بسم اللہ کیجئے" اس نے مجھے دعوت دی مگر میں نے انکار کر کے اپنے نفس کو ایک اور کوڑا رسید کیا اس نوجوان کا اصرار بڑھتا ہی گیا تو میں نے اس کی دل شکنی کو ناپسند کرتے ہوئے اس کی دعوت قبول کر لی۔

"آپ کا شغل کیا ہے" اس نوجوان نے بر سبیل تذکرہ مجھ سے پوچھا

"میں درس گاہ نظامیہ میں فقہ کی تعلیم حاصل کر رہا ہوں" میں نے جواب دیا

"آپ کس غرض سے بغداد تشریف لائے ہیں" میں نے بھی اس کا حال دریافت کیا

"غرض تو جو تھی سو تھی آج کل مجھے عبدالقادر جیلانی کی تلاش ہے مگر اس شہر ناسپاس میں میں خود گم ہو کر رہ گیا ہوں" اس نے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا

"آپ کا مطلوبہ شخص میں ہی ہوں میرا ہی نام عبدالقادر ہے" میں اس حسن اتفاق پر حیران رہ گیا میرا جواب سن کر اس نوجوان کا رنگ پھیکا پڑ گیا پھر اس نے اپنی روداد رنج والم بیان کی

"خدا کی قسم جب میں آپ کی تلاش میں بغداد پہنچا تو میرے پاس تین روز کا زادِ راہ

موجود تھا مگر میں آپ کی تلاش میں ناکام رہا تو مزید تین روز آپ کو بھوکا پیاسا تلاش کرتا رہا میرے پاس آپ کی کچھ رقم بطور امانت موجود تھی مگر اس نے خرچ کرنے کا تصور بھی میرے لئے سوہان روح تھا آخر میری کیفیت اس حد تک دگرگوں ہو گئی کہ جہاں شریعت لقمہ حرام کو بھی جائز قرار دے دیتی ہے تب میں آپ کی رقم سے یہ روٹی سالن خریدا لہذا یہ آپ کا ہی مال ہے اطمینان سے شکم سیر ہو کر کھایئے اور مجھے اپنا مہمان تصور کیجئے" پھر وہ شخص امانت میں خیانت کے ارتکاب پر مجھ سے معذرت طلب کرنے لگا۔

غور طلب و قابل توجہ بات:۔

غوث پاک کی حیات طیبہ کے یہ واقعات بالتفصیل دو وجوہات کی بنا۔پر بیان کئے گئے ہیں پہلی یہ کہ آج کے طلباء اشیاء کی فراوانی سے نگاہیں ہٹا کر، صرف ایک پل کے لئے اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ سکیں اور اندازہ لگائیں کہ تحصیل علم کے لئے کن کن مصائب کا سامنا کر کے مقام و مرتبے پر فائز ہوا جاتا ہے علم دین حاصل کرنے والے طلباء بھی اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیئے جاسکتے سنت رسول کی اتباع میں سرمہ لگانا (اور حلوہ کھانا) تو وہ ہرگز نہیں بھولتے مگر جہاں ذرا سی تنگی ترشی کا سامنا ہوا چھٹ قرض حسنہ کا کشکول لئے ادھر ادھر بھاگنے لگتے ہیں اور دعویٰ اتباع رسول کا یا ان کے غلاموں کی پیروی کا کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ وسائل کی فراوانی کسی زمانے میں بھی کسی مقام پر تقرب الٰہی کی دلیل نہیں رہا بلکہ وجہ آزمائش و ابتلا ضرور رہی ہے اس دور ابتلاء کا زمانہ برسوں پر محیط ہے فاقہ مستیاں رنگ لاتی رہیں مگر علم و آگہی پر۔ عمر

عزیز ۲۴ برس کی ہوئی تو ۴۹۶ھ میں درسگاہ سے فارغ التحصیل ہوتے دستار فضیلت باندھی گئی تو پورے بغداد میں مروجہ علوم کے لحاظ سے کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ فخر وانبساط کا حق تھا تمکنت روا تھی مگر کھنکتی ہوئی نیک مٹی سے خمیر اٹھایا گیا ہو تو فخر و تمکنت کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے ادھر میدان عمل میں قدم رکھا تو ایک طوفان بد تمیزی اپنی لپیٹ میں لینے کو بے قرار نظر آیا بغداد کے کوچہ وبازار میں فروعی مسائل پر مناظرے کشتی گاہوں میں دنگلوں ہی کے انداز میں انعقاد پذیر ہو رہے تھے۔ کہیں معتزلہ عقل کی اپسراؤں کے ناز اٹھا رہے ہیں تو کہیں رافضیت و شیعیت دست و گریبان، خلق قرآن کا مسئلہ الگ تھا محدثین اپنے نکات ہائے فکری کی ترویج و ترقی میں کوشاں تھے۔

الغرض ایک عرصہ سے علماء شریعت وارباب طریقت کے مابین متعدد امور پر اختلاف چلا آرہا تھا اور مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اختلاف کی یہ خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جارہی تھی علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ امام وقت کا دعویٰ بھی کر سکتے تھے کہ مسائل فقہ پر جتنی گہری نگاہ آپ کی تھی اس دور میں کسی کو نصیب نہ تھی آپ کی رائے حرف آخر سمجھی جانے لگی تھی مگر اس کے باوجود اپنے حنبلی مسلک کے مطابق فتوے دیتے اور اسی مسلک کی ترویج و ترقی میں کوشاں رہے۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ مسلک احکام شرعی کی اتباع میں سخت ترین رویوں کا حامل ہے اس کی اساس ہی روایت پر استوار ہوتی ہے گویا عقل کے مقید علماء سوء کی یہ ضد تھی اس طرح جب اپنے حنبلی مسلک کی اتباع کرتے ہوتے طریقت کو اوڑھنا بچھونا بنالیا اور سر عام قال سے حال کا مظاہرہ کرتے ہوتے سامعین و حاضرین کو تڑپا دیا تو علماء شریعت وارباب

طریقت کے مابین اختلاف خود بخود ختم ہوگیا حضور غوث الاعظم نے ثابت کر دیا کہ مذہبی شعور نابالغ رہ جاتے تو اہل شریعت و طریقت میں اختلاف جنم لیتا ہے یہ شعور بلوغت کے بلند مقام پر ہو تو دونوں میں کوئی فرق نہیں رہتا شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کے علاوہ آپ نے عقل پرست معتزلہ فرقے کا ناطقہ بند کر دیا خلق قرآن کا مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا وعظ شریعت کا متن تھا قرآن کلام الٰہی ہے جو صفت خداوندی کے زمرے میں آتا ہے فانی ذات کی ہر صفت فانی ہو سکتی ہے غیر فانی اور قیوم (ذات جو اپنے سہارے پر قائم ہو) کی ہر صفت بھی غیر فانی ہو گی لہذا قرآن کبھی نہیں مٹ سکتا۔

شیعیت و رافضیت کے دلائل کو رد کرنے کے لئے آپ کا نجیب الطرفین سید ہونا ہی کافی تھا کیونکہ ان کے ہاں سیاسی و روحانی پیشوائی کا حق صرف اسی خاندان کو ہے جسکے آپ چشم و چراغ تھے کسی کو جرات نہ تھی کہ آپ کی موجودگی میں امامت کا دعویٰ کر سکے کوئی مدمقابل تھا ہی نہیں۔ علم و فضل زہد و تقویٰ اصل و نسل ہر لحاظ سے آپ بلند و بالا تھے۔

لقب محی الدین

۵۱۱ھ میں ایک جمعہ کے روز غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی سفر سے پا برہنہ بغداد شریف کی طرف آ رہے تھے کہ راستہ میں ایک ناتواں بیمار شخص دکھائی دیا۔ نقاہت و بیماری سے وہ جاں بہ لب نظر آ رہا تھا اس نے آپ کو پورے آداب و اکرام کے سلام کیا "السلام وعلیک واعبدالقادر" آپ نے سلام کا جواب دیا تو وہ یوں گویا ہوا

"اے عبدالقادر، مجھے سہارا دے کر اٹھائیے" غوث پاک فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی خواہش پوری کی تو چند لمحات ہی میں اس کے چہرے پر رونق آگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا لاغر جسم خوب موٹا تازہ ہوگیا میں حیرت زدہ ہوا تو وہ شخص مسکرا کر کہنے لگا "میں آپ کے جد پاک کا دین ہوں جو قریب المرگ ہو چکا تھا اب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے مجھے از سر نو زندہ کر دیا ہے لہذا آپ "محی الدین" ہیں۔ اس کے بعد جب میں جامع مسجد کی حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے مجھے جوتا پہنایا اور پہلی بار یا سیدی محی الدین کے نام سے پکارا۔ نماز جمعہ کے اختتام پر لوگ جوق در جوق میری جانب آنے لگے اور یا محی الدین یا محی الدین کے نام سے پکار پکار کر میرے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے، حالانکہ اس سے پہلے مجھے کبھی بھی کسی نے اس نام سے نہیں پکارا تھا"

مناقب غوث پاک کے سلسلے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں یوں رقمطراز ہیں

"اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان باطنی اعتقاد کا اور دین ان دونوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔ گویا دین وہ جامع نظام ہے جو بنی نوع انسان کے عقائد و اعمال ظاہر و باطن، صورت و معانی، روحانیت اور جسمانیت پر مشتمل ہے ایسے نظام کا احیاء نبی مرسل یا اس کا حل ترین نائب کے بغیر ممکن نہیں۔ اگرچہ آنحضرت نے ہر صدی کے سرے پر ایسی ہستی کی نشان دہی فرمائی ہے جن سے تجدید دین کا فریضہ انجام پذیر ہوتا ہے مگر تجدید اور احیاء میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے مجددین کی فہرست میں ابتداء سے لے کر اس وقت تک بہت سے حضرات کے اسمائے گرامی

پائے جاتے ہیں مگر محی الدین کا لقب کسی اور کو عطا نہیں ہوا۔ تاریخ اسلام کے مطالعے سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ احیائے دین کا اہم ترین فریضہ حقیقتاً جناب غوث الاعظم کی ذات گرامی قدر ہی سے پایہ تکمیل کو پہنچا اور یہ عظیم الشان لقب صرف آپ ہی کے وجود مسعود پر صادق آتا ہے۔"

تصانیف و تالیفات

غوث صمدانی شہباز لا مکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار تالیفات ہیں ان میں سے ایک مشہور کتاب (۱) سر الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار ہے یہ کتاب تصوف میں بلند پایہ کتاب تسلیم کی جاتی ہے اور عرفان میں یہ کتاب مشعل راہ ہے۔ علامہ ابراہیم عبدالغنی الدروبی المتوفی ۱۳۷۷ھ نے کتاب "المختصر فی تاریخ شیخ الاسلام سید نا عبدالقادر الگیلانی و اولادہ میں سر الاسرار فی التصوف کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ القادریہ بغداد شریف میں بھی موجود ہے اور اس کتاب کا ذکر عمر رضا کحالہ نے "معجم المؤلفین ج ۵ ص ۳۰۷ پر کیا ہے اور دائرۃ المعارف اسلامیہ اردو ج ۱۲ ۹۲۲ پر مولانا عبدالنبی کوکب نے بھی اپنے مقالہ میں کیا ہے۔ یہ کتاب لاہور سے کئی بار شائع ہوئی ہے اور باآسانی مل سکتی ہے۔

(۲) الفتح الربانی: یہ کتاب مواعظ پر مشتمل ہے اس کتاب کو ترتیب آپ کے مرید خاص شیخ عفیف الدین اور بعض کتب میں آپ کے نواسے نے دیا ہے۔ یہ کتاب باسٹھ مجالس پر مشتمل ہے اور ابتداء صبح اتوار کے دن ۳ شوال ۵۴۵ھ مدرسہ عالیہ میں ختم ہوئی یہ کتاب پہلے ۱۲۸۱ھ میں مصر میں طبع ہوئی اس کتاب کے تراجم مختلف زبانوں میں ہوئے اس میں بھی عرفان حق کا درس موجود ہے۔ اس کتاب کا ذکر اردو دائرہ المعارف پنجاب یونیورسٹی لاہور کے ج ۱۲ ص ۸۳۲ پر موجود ہے اور سرکیس نے معجم المطبوعات عمود ص ۷۲۸ پر بھی کیا ہے البغدادی نے ایضاح المکنون ج ۲ ۱۶۴ پر اس کا نام الفتح الربانی والفیض الرحمانی تحریر کیا ہے۔

(۳) فتوح الغیب: یہ کتاب تصوف کی دنیا میں ایک بحر بے پایان کی حیثیت رکھتی ہے اس کتاب میں بھی علم و عرفان حق سے فتوحات کے متعلق زبردست وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے یہ کتاب اپنی مثل آپ ہے اسی کتاب کی بھی. بہت سے محققین نے شرح لکھی ہیں اور تراجم بھی کئے ہیں حضرت شاہ ابو المعالی قادری ؒ نے۔ حضرت العلامہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی کو فارسی زبان میں اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا تھا تو آپ نے اپنی شرح لکھی کہ طالبان حق کی آنکھیں اس شرح پر روشن ہو گئیں آپ نے مفتاح المفتوح کے نام سے فارسی میں اس کی شرح لکھی۔

کشف الظنون میں حضرت حاجی خلیفہ نے فتوح الغیب کا ذکر کیا ہے اور آپ کی تالیفات میں شمار کیا ہے اور ہدایۃ العارفین و ایضاح المکنون میں بھی اس کتاب کا تذکرہ موجود ہے۔

قاضی ابوبکر ابن قاضی موفق الدین اسحاق بن ابراہیم المعروف بہ ابن عبدالفتاح المصری فتوح الغیب کی شان میں یوں رقم طراز ہے

وھو المنطق و المؤید قولہ
ولد فتوح الغیب آیۃ قادر

(قلائد الجواہر ع بی ص ۱۲۸)

یہ کتاب کو آپ کے صاحبزادے شرف الاسلام ابو محمد عبدالرحمان عیسیٰ ؒ نے جمع فرمائی (مفتاح فتوح الغیب ص ۲)

یہ کتاب ۵۰۲ھ میں مرتب ہوئی۔ شمس بریلوی نے بھی رموز الغیب ترجمہ فتوح الغیب

کے نام سے ترجمہ کیا ہے اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے اپنی کتاب تصوف اسلام میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔

(۴) مکتوبات شریف:- آپ کی کتاب خطوط پر مشتمل ہے اور عربی فارسی زبانوں کا عجیب امتزاج اور مرقع ہے۔ ان مکتوبات شریف میں آپ نے حقائق و اسرار طریقت کے علاوہ علوم شریعہ کو بھی بیان کیا ہے۔ کتاب کا ترجمہ لاہور کے اللہ والے کی قومی دوکان سے شائع ہو چکا ہے اور اخبار الاخبار میں آپ کے دو مکتوب مذکور ہیں اور سید ظہیر الدین گیلانی نے کتاب الفتح مبین ص ۱۰ پر پندرہ مکتوبات کا ذکر فرمایا ہے اور ملا علی قاری نے بھی نزہتہ الخاطر والفاتر میں آپ کے مکاتب کے متعلق ذکر کیا ہے۔

(۵) الرسالتہ الغوثیہ:- اس کتاب میں چون الھامات مذکور ہیں جو علم و فرحان کے حقائق و دقائق ہیں اور آپ کے الہامات و مکاشفات پر مبنی رسالہ ہے اس کا ذکر دائرۃ المعارف الاسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی ج ۱۲ ص ۹۳۲ پر موجود ہے اور البغدادی نے بھی ہدایتہ العارفین ج ۱ عمود ۵۹۶ پر کہا ہے اور قاضی عبدالصمد فاروقی نے سوانح بندہ نواز گیسو دراز میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور شاہ محمود رضا بن شیخ فاضل نے ارشاد الطالبین میں اس رسالہ کا ذکر کیا ہے اور مولانا قادر بھیروی نے اپنی کتاب نور ربانی میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور سید شریف احمد شرافت نوشاہی نے اپنی کتاب شریف التواریخ ج ۱ ص ۶۸۴ پر اس کا ذکر کیا ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے مکتوبات میں اس رسالہ کا ذکر فرمایا ہے اس رسالہ کے اور بھی نام ہیں الرسالتہ المعراجیہ الھامات غوثیہ، رسالہ معرفت فتح ربانی، سلوک قادریہ وغیرہ۔

(۶) غنیتہ الطالبین۔ یہ ایک ضخیم کتاب ہے اس میں شریعت اسلامی کے ارکان کی تفصیل اور متعلقہ مسائل فقیہ بیان کئے گئے ہیں اور اس میں انفرادی اور مجلسی زندگی کے بارے میں شرعی آداب بتاتے گئے ہیں اور اس کتاب میں آخری اوراق میں طریقت کے متعلق بحث کی گئی ہے اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا ہے اگرچہ علماء ظاہر نے اس کتاب کو غوث صمدانی شہباز لا مکان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کی تالیف قرار دی ہے لیکن اہل عرفان و محققین کے نزدیک یہ کتاب بغداد کے ایک واعظ عبدالقادر کی تالیف ہے اس کتاب میں حدود اسلامیہ سے تجاوز بھی کیا گیا ہے جس سے غوث پاک جیسی شخصیت مبرا ہے فقیر کی بھی یہی تحقیق ہے کہ غنیتہ الطالبین غوث اعظم کی تالیف نہیں ہے اس سلسلہ میں فقیر چند محققین کے دلائل پیش کرتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

سلطان الفقراء نور محمد سروری قادری کلاچوی رحمتہ اللہ علیہ مخزن الاسرار میں لکھتے ہیں "ہم یہاں اس کتاب میں اس حقیقت کے اظہار پر مجبور ہیں کہ کتاب غنیتہ الطالبین حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کی تصنیف نہیں ہے" آگے یہی موصوف تحریر کرتے ہیں "بعض لوگ ہماری اس حق گوئی پر اعتراض یہ کریں گے کہ پھر یہ کتاب غنیتہ الطالبین کیوں اور کس طرح آپ کے نام سے منسوب ہو گئی دراصل بات یہ ہے کہ چند کتابیں آج تک موجود اور معلوم ہیں جو معمولی عالموں کی تصانیف و تالیفات ہیں لیکن دکانداروں کتب فروشوں اور ناشروں نے ان کی محض خریداری بڑھانے کی خاطر انہیں کسی بہت مشہور اور معروف اور برگزیدہ ہستی کے نام سے منسوب کر دیا ہے چنانچہ فتوح الحرمین فارسی نظام کی ایک ضخیم کتاب ہے جسے

حرمین شریفین کی تعریف و توصیف میں حضرت جامی رحمتہ اللہ علیہ نے تصنیف فرمائی ہے لیکن حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ کے اسم گرامی سے منسوب کردی گئی ہے یہ کتاب ہر دکاندار سے چھپی ہوئی ملتی ہے اور ہر شخص اسے دیکھ سکتا ہے نیز ایک دیوان محض غلط طور پر حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کے نام موسوم کیا گیا ہے اس کی تمام غزلیں حضرت ملا معین کاشفی کی کتاب معارج النبوۃ سے لی گئی ہیں اور اسے دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا غلط نام دیا گیا ہے اس کتاب میں ہر دو حضرات کے تخلص اسم معین کی مماثلت تو موجود ہے لیکن کتاب فتوح الحرمین میں وہ مماثلت بھی مفقود ہے"

(مخزن الاسرار ص ۱۷۳، ۱۷۴)

حضرت سید پیر عبدالستار شاہ المعروف بہ "باچہ جان صاحب" کے خلیفہ حمزہ شنواری اپنی تالیف وجود و شہود میں لکھتے ہیں "غنیتہ الطالبین جیسی کمزور کتاب کا ان کی طرف منسوب کرنا حضرت کی توہین کے مترادف ہے وہ بلند ہمت انسان جو کہ فرما سکتے ہیں" یہی صاحب موصوف آگے تحریر کرتے ہیں "ہمارے سلسلہ نظامیہ کے تمام بزرگ اس پر متفق ہیں کہ غنیتہ الطالبین کو حضرت غوث پاک نے نہیں لکھا" (وجود شہود ص ۴۳۵)

حضرت العلماء مولانا عطاء محمد گجراتی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تالیف تفسیر غوثیہ کے اختتام پر لکھتے ہیں۔

سوال : کیا غنیتہ الطالبین فی الحقیقت میں حضرت غوث الثقلین کی تصنیف ہے؟

جواب : انتباہ بعض لوگ غنیتہ الطالبین کے حوالہ جات کو پیش کر کے نہ صرف غلط

پروپیگنڈہ کر رہے ہیں بلکہ مسلمانوں میں بالعموم اور عقیدت مندان جناب پیران پیر دستگیر روشن ضمیر میں بالخصوص نفاق اور پھوٹ کا بیج بو رہے ہیں یہ لوگ حضور کی دیگر تصانیف مثلاً فتوح الغیب، سر الاسرار وغیرہ نیز بھجتہ الاسرار جو آپ کے حالات میں نہایت مستند کتاب ہے سے کیوں استدلال نہیں کرتے غنیتہ الطالبین کی طرز تحریر حضور کی دوسری تصانیف سے بالکل نرالی ہے اور جداگانہ ہے اول تو یہ جناب غوثیت مآب قدس سرہ کی تصنیف ہی نہیں (تفسیر غوثیہ ص ۳۱۹)

صاحب موصوف آگے لکھتے ہیں "مولوی غلام قادر اور مولوی عبدالعزیز ملتانی پرہاروی نے لکھا ہے کہ غنیتہ الطالبین تصنیف حضرت پیر دستگیر کی نہیں ہے۔ مفتی سید الفتاح حسینی قادری گلشن آبادی نے اپنے جامع الفتویٰ میں ج ۳ ص ۳۱۶ میں بھی انکار کیا ہے اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا حوالہ دیا ہے پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے ملفوظات مہریہ ص ۱۰۵ میں ہے کہ غنیتہ الطالبین کے متعلق اختلاف ہے اور سواد اعظم لاہور پرچہ ۲۳ شوال ۱۳۷۶ھ میں غنیتہ الطالبین کے متعلق بحث کی ہے۔

فخر المتکلمین مولانا علامہ محمد عبدالعزیز پرہاروی قدس سرہ العزیز النبراس شرح شرح العقائد میں لکھتے ہیں۔

فانسبۃ غیر صحیحۃ الاحادیث الموضوعۃ فیھا وافرۃ (النبراس ص ۴۷۵) یعنی آپ کو دھوکہ نہ ہوجائے جو غنیتہ الطالبین میں ہے یہ کتاب غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور یہ نسبت

صحیح نہیں کیونکہ اس میں موضوع احادیث زیادہ ہیں۔

النبراس کی شرح میں علامہ برخوردار ملتانی اس پر تبصرہ کرتے ہوتے لکھتے ہیں قولہ فانسبۃ غر صحیحۃ و یشھد لہ قول الشیخ عبدالحق الدھلوی فی عنوان ترجمہ الغنیہ بالفارسیۃ ہرگز ثابت نہ شد کہ ایں از تصنیف انجناب است اگرچہ انتساب بانحضرت شہرت دارد و نظر برایں کہ شاید درآں حرف از انجناب بود

ترجمہ کردم چنانچہ علامہ میبذی در دیباچہ دیوان کہ نزد عوام منسوب بحضرت امیر المومنین علیؓ ابست برہمیں اسلوب معذرت کردہ انتہیٰ و حاصلہ انہ لم یثبت ان الغنیۃ من تصانیفہ و ان اشتھر انتسابھا الیہ

(حاشیۃ النبراس ص ۴۷۵)

ترجمہ:۔ النبرس میں لکھا ہے کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں اس قول کا گواہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جو کہ غنیۃ الطالبین کے ترجمہ میں لکھا ہے اور ترجمہ فارسی زبان میں ہے کہ ہرگز یہ ثابت نہیں کہ یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے اگرچہ اس کتاب کا منسوب ہونا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہرت بھی رکھتی ہے اور صرف اس لئے میں نے ترجمہ کیا کہ شاید غوث پاک کا کلام ہو۔ چنانچہ میبذی کے دیباچہ میں یہ عذر پیش کیا گیا ہے کہ عوام میں اس دیوان کا منسوب ہونا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی طرف ہے حاصل کلام یہ ہوا کہ یہ ثابت نہیں کہ غنیۃ الطالبین غوث پاک کی تصنیف ہے اگرچہ اس کا منسوب ہونا آپ کی طرف ہے۔

حافظ ابن حجر فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں و ایاک ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین و قطب الاسلام و المسلمین الاستاد عبدالقادر جیلانی فانہ دسہ علیہ فیہا من سینتقم اللہ منہ فھو بری من ذالک (فتاوی حدیثیہ ص ۲۰۳) اور تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے جو غنیہ میں ہے اور یہ امام العارفین قطب الاسلام والمسلمین کی طرف منسوب ہے اس میں کسی نے ملاوٹ کی ہے جلد اللہ تعالیٰ اس سے بدلہ لے گا اور وہ ان باتوں سے بیزار ہیں علماء دیوبند کے مسلم پیشوا عبدالحئی لکھنوی الرفع و التکمیل فی الجرح والتعدیل میں لکھتے ہیں۔

ان الغنینہ لیس من تصانیف الشیخ محی الدین رضی اللہ عنہ لم یثبت ان الغنیہ من تصانیفہ و ان اشتہر انتسابھا الیہ۔ بے شک غنیۃ الطالبین حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ کی تصانیف میں سے نہیں ہے اور یہ ثابت نہیں کہ غنیۃ الطالبین آپ کی تصانیف میں سے ہے اور اگرچہ آپ کی طرف اس کتاب کا منسوب ہونا مشہور ہے۔ فتاوی نظامیہ مشمولہ جامع الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۳۵ میں ہے "بڑے بڑے علماء دین مورخین نے لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی نہیں ہے یہ کوئی اور عبدالقادر ہے"

علامہ غلام رسول سعیدی توضیح البیان میں لکھتے ہیں "غنیۃ الطالبین غوث اعظم کی تصنیف نہیں ہے گکھڑوی صاحب کے ناقص مطالعہ اور انتہائی بے باکی کی اور ایک بین مثال یہ ہے کہ انہوں نے غنیۃ الطالبین کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی تصنیف قرار دیا حالانکہ شیخ ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں علامہ عبدالعزیز نے النبراس میں علامہ ملتانی نے حاشیہ النبراس میں اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ

غنیۃ الطالبین میں تصریح فرمائی ہے کہ یہ کتاب آنجناب کی تصنیف نہیں ہے طوالت کے خوف سے ہم نے اصل عبارات پیش نہیں کیں علاوہ ازیں غنیۃ الطالبین میں بعض حنفیہ کو فرقہ مرجیہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس میں ایسے مسائل شامل ہیں جو جمہور اہل سنت کے معتقدات کے خلاف ہے مثلاً اس میں اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے کو قرار دیا گیا ہے حالانکہ یہ معتزلہ کا مسلک ہے اور اس نظریہ کا اہل سنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جناب غوث اعظمؓ کی ذات ستودہ صفات اس بر عقیدگی سے بہت بلند وبالا ہے (توضیح البیان ص ۱۶۱، ۱۶۲)

محمد طفیل قادری تذکرہ غوثیہ میں لکھتے ہیں "مسئلے مسائل کی ایک ضخیم کتاب جو بغداد کے ایک واعظ عبدالقادر نامی کی تصنیف ہے غلط طور پر آپ کے نام سے منسوب کردی گئی ہے یہ بات ہم ہی اکیلے نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ بہت سے بزرگان دین ہم سے پہلے اس بات کا اظہار کر چکے ہیں کہ غنیۃ الطالبین حضرت پیر محبوب سبحانی رحمۃ اللہ کی تصنیف نہیں ہے" آگے یہی موصوف لکھتے ہیں "اب ناظرین کا فرض ہے کہ ہماری اس حق گوئی کی تحقیقات کریں یہ اندھیر گردی ہر جگہ کچھ نہ کچھ موجود ہے سوائے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے قیامت تک کے لئے محفوظ و مامون فرما دیا ہے ورنہ انسانی حرص ہر جگہ حق و انصاف کا خون کر کے مطلب برآری کر لیتی ہے کتاب غنیہ الطالبین حضرت محبوب سبحانیؓ کی تصنیف نہیں ہرگز نہیں (تذکرہ غوثیہ ص ۱۸ از محمد طفیل)

حضرت محدث ہزاروی پیر سید محمود شاہ صاحب مرحوم و مغفور اپنی کتاب انوار قادریہ

میں لکھتے ہیں کہ غنیتہ الطالبین حضرت غوث اعظمؓ کی تصنیف نہیں ہے (انوار قادریہ)

حضرت مولانا مفتی احمد اویسی صاحب نے ہدایتہ السالکین فی غنیتہ الطالبین میں لکھتے ہیں۔

رضوان رسالہ ماہنامہ لاہور سے شائع ہوتا ہے اس میں بھی ہمارے مسلک کے مطابق جواب مندرج ہے جسے ہم من و عن لکھ رہے ہیں وہ فتویٰ مع سوال و جواب یہ ہے۔

سوال: کتاب غنیتہ الطالبین حضور پاک کی کتاب ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں یہ ان کی تصنیف نہیں ہے (مولوی غلام فرید)

جواب: تحقیق یہی ہے کہ غنیتہ الطالبین حضور پرنور غوث الثقلین شہنشاہ بغداد کی تصنیف نہیں ہے یہ کتاب کیا ہے ذخیرہ موضوعات ہے احناف پر وہ کیچڑ اچھالا گیا ہے کہ حضور پرنور کی طرف جس کی نسبت قطعاً ناروا ہے یہ صرف میری تحقیق نہیں بلکہ کتنی اور محقق بھی میرے ساتھ ہیں سلطان العارفین امام الواصلین شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ غنیتہ الطالبین کے فارسی ترجمہ کی ابتداء میں فرماتے ہیں۔

"ہر گز ثابت نہ شد کہ ایں تصـ ـہ، آں جناب است اگرچہ انتساب بآں حضرت شہرت دار دالخ (فتویٰ)"، (ہدایتہ المسالکیں)

حضرت العلامہ مفتی احمد یار خان کے صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب العطایہ الاحمدیہ میں لکھتے ہیں

۱ جس کے متعلق مشہور ہے کہ حضرت غوث پاک کی تصنیف ہے اگرچہ صاحب

النبراس ص ۴۷۶ پر لکھتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین المنسوبۃ الی الغوث الاعظم عبدالقادر قدس سرہ العزیز فانسبۃ غیر صحیحتہ والاحادیث الموضوعۃ فیہا وافرۃ غنیۃ الطالبین جو غوث اعظم عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی طرف منسوب ہے پس یہ نسبت غلط ہے اور اس کتاب میں بے شمار بناوٹی روایتیں ہیں اس طرح نبراس کے حاشیہ پر ہے ویشھد قول الشیخ عبدالحق محدث دہلوی فی ترجمتہ بالفارسیتہ ہرگز ثابت نہ شد کہ ایں از تصنیف آں جناب است اگرچہ انتساب بآنحضرت شہرت دارد۔ النبراس کے اس قول کے حق میں غنیۃ الطالبین کے ترجمہ جو شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس بات پر گواہی دیتی ہے کہ یہ ہرگز ثابت نہیں کہ غنیۃ الطالبین آنجناب کی تصنیف ہے اگرچہ آپ کی طرف منسوب ہونا مشہور ہے (العطایہ احمدیہ ص ۵۵۲)

مراۃ غوثیہ میں علامہ صوفی محمد صدیق بیگ قادری نے کئی صفحات میں غنیۃ الطالبین پر تبصرہ کیا ہے اور اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تالیف ہے لیکن ان کی تحقیق کسوٹی پر پرکھنے سے صحیح نہیں اس لئے کہ غنیۃ الطالبین اور غوث پاک کی دوسری کتابوں کے درمیان جو طرز تحریر ہے وہ بالکل الگ ہے نہ اس میں تصوف کی وہ باریک بینیاں ہیں کہ کسی کے لئے مرشد کا کام دے سکے۔ اب دو قسم کے فرقہ کے لوگ اس کتاب کو غوث پاک کی طرف منسوب کرتے ہیں ایک گروہ جو اہل تشیع سے تعلق رکھنے والا ہو وہ غوث پاک کی طرف غنیۃ الطالبین کو منسوب کرتا ہے مثلاً چودہ ستاروں میں علامہ نجم الحسن کراروی

نے آپ کی طرف موسوب کی ہے اور اس سے اہل تشیع کی مراد یہ ہے کہ اس کتاب میں اہل تشیع کو برا بھلا کہا ہے اور کہیں مجوسیوں سے تشبیہ دی ہے اور کہیں کسی دوسرے کافر گروہ سے اس کتاب کی وجہ سے اہل تشیع نے غوث پاک کی سیادت سے بھی انکار کیا ہے دوسرا گروہ اہل حدیث وہابیہ کا کوشش کرتا ہے کہ اس کتاب کو غوث پاک کی طرف منوب کر کے اپنا کام نکالے کہ حنفی مسلک کے خلاف اس گروہ کو تقویت ملے کیونکہ اس کتاب میں مسلک حنفیہ پر جابجا اعتراضات کئے ہیں اور تنقید کی ہے حالانکہ سر الاسرار شریف میں جب نماز کے متعلق تحریر کرتے ہیں تو شافعی اور حنفی کے الگ الگ نام لکھے ہیں کہ وہ اپنے مسلک کے مطابق نماز پڑھیں۔ فقیر نے سیرت غوث اعظم میں اس پر خوب بحث کی ہے۔ حضرت ریاض گوہر شاہی صاحب اپنی تالیف راہ نمائے طریقت و اسرار حقیقت میں تحقیقات کتب کے عنوان کے تحت رقم طراز ہیں کہ غنیتہ الطالبین آپ کی کتاب نہیں ہے جو کہ پبلشروں نے آپ کے نام سے موسوم کر دی ہے جیسا کہ ایک اور دیوان غلط طور پر خواجہ معین الدین چشتیؒ کے نام سے منسوب ہو گیا حالانکہ اس کی تمام عبارات حضرت ملا معین کاشفی کی کتاب معارج النبوۃ سے لی گئی ہیں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے سر العبودیت کتاب لکھی ہے کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخشؒ نے لکھی ہے لیکن حال ہی میں کچھ بے دین عناصر نے اس کتاب میں ردو بدل کر دیا ہے۔ (راہ نمائے طریقت ص ۲۳)

حضرت مولانا ابو البیان محمد داؤد فاروقی نقش بندی نے سیرت غوث اعظم میں لکھا ہے۔ یہ کتاب مشہور ہے اور حجم میں ضخیم ہے اس میں شریعت و طریقت کے مسائل کی

بحث ہے اسی کا فارسی اور اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے بعض علماء نے اس کو حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ کی تصانیف میں درج کرنے سے تامل کر کے کسی دوسرے عبدالقادر جیلی کی طرف اس کو منسوب کیا ہے کیونکہ اس کی اور فتوح الغیب کی عبارات میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ (سیرت غوث اعظم مطبوعہ امرتسر)

حضرت العلامہ شریف احمد شرافت نوشاہی شریف التواریخ میں لکھتے ہیں "اکثرت علمی۔ اہل سنت اس کتاب کو حضرت غوث الاعظم کی تصنیف نہیں جانتے بلکہ کسی دوسرے شیخ عبدالقادر کی تصنیف جانتے ہیں ایسا ہی لکھا ہے مولوی عبدالعزیز ملتانیؒ پرہاری نے کتاب کوثر النبی میں" (شریف التواریخ ج ۱ ص ۶۸۳)

حکیم محمد موسیٰ امرتسری مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ میں لکھتے ہیں "غنیتہ الطالبین دونوں وجہ سے جناب عالی کا کلام ثابت نہیں کیوں نہ ان کا اپنا دعویٰ ہے نہ اس کی آپ سے نسبت اتفاقی ہے (مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ ص ۲۸)

(۷) جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر:۔ یہ کتاب آپ کے ملفوظات شریف پر مبنی ہے اور یہ کتاب آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق گیلانی رحمتہ اللہ نے مرتب کی ہے کشف الظنون میں ہے کہ جلاء الخاطر کے ملفوظات ۹ رجب جمعتہ المبارک کے روز شروع کے ۲۴ رمضان المبارک ۵۴۶ھ تک لکھے گئے اس کتاب میں اس کا نام جلاء الخاطر من کلام شیخ عبدالقادر لکھا ہے اور صاحب ہدیتہ العارفین نے ج ۱ عمود ۵۹۶ پر اس کتاب کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور معجم المؤلفین ج ۵ ص ۳۰۷ پر اس کتاب کا ذکر موجود ہے۔

غوث صمدانی ھیکل نورانی رحمتہ اللہ علیہ کا منظوم کلام بھی قصائد کی شکل میں موجود ہے آپ کے بہت سے قصائد ہیں ان میں سے چند کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

القصیدۃ العینیہ: یہ قصیدہ آپ کے تمام قصائد سے طویل ہے اور اس کا ذکر بھجتہ الاسرار شریف کے حاشیہ میں موجود ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے

فواد به شمس المحبة طالع
ولیس لنجم العذل فیه مواقع

دوسرا قصیدہ القصیدۃ البائیۃ ہے یہ قصیدہ اٹھارہ اشعار پر مشتمل ہے اس کا ذکر الفیوضات الربانیہ و حاشیہ بہجتہ الاسرار شریف میں موجود ہے۔

تیسرا القصیدۃ المقدسہ و القصیدۃ البایمہ الھمزہ الامیہ و الیایمہ الآئہ والقصیدہ والوسیلہ و المیمیہ، الرایئہ الحبیبیہ والقصیدۃ الباز الاشھب الخمریہ ہیں لیکن قصیدہ خمریہ کو جو شہرت حاصل ہے وہ بہت زیادہ ہے۔

آپ کی تمام تصانیف کی مکمل فہرست نایاب ہے البتہ پروفیسر مارگولیتھ نے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں درج ذیل فہرست دی ہے۔

(۱) فتوح الغیب (۲) الفتح الربانی (۳) الیواقیت الحکم (۴) جلاء الخاطر (۵) الفیوضات الربانیہ (۶) غنیتہ الطالبین (۷) المواہب الرحمانیہ (۸) حذب بشائر الخیرات

فتنہ تاتار

اہل علم حضرات اس تاریخی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جس فتنہ تاتار نے ۶۱۵ھ سے ۶۵۶ھ تک ممالک اسلامیہ اور اسلامی تہذیب و ثقافت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس کو نیست و نابود کرنے میں سلسلہ عالیہ قادریہ سے منسلک فقراء نے ہی اہم کردار ادا کیا جب دست "تاتار امت مسلمہ کی شہ رگ تک پہنچا تو افراد کائنات نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ غوث صمدانی شہباز لامکانی محی الدین عبدالقادر الجیلانیؒ کے فیض یافتہ ایک خراسانی بزرگ نے انسانی کھوپڑیوں کے بلند و بالا مینار تعمیر کرنے والی درندہ صفت تخریب کار اولاد چنگیز خان (تموجن) کے دل و دماغ کو خوف خدا اور عشق مصطفیٰ سے لبریز کر کے رب مصطفیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز کر دیا ایسی تخریب کار قوم بظاہر ایک نہ تھے

یہ خراسانی درویش باشادہ غوث صمدانی جب ہلاکو خان کے بیٹے تگودار خان سے مذاکرات کرنے اس کے محل پہنچا تو وہ درندہ صفت انسان شکار کھیل کر واپس آرہا تھا تگودار خان نے اپنے محل کے سامنے ایک درویش کو دیکھ کر پہلے تو بہت حیران ہوا پھر اس نے بڑے تمسخرانہ و متکبرانہ لہجے میں اس قادری درویش سے سوال کیا "اے درویش ! یہ تو بتا کہ تیری داڑھی کے بال بہتر ہیں یا میرے کتے کی دم؟"

بڑا ہی عجیب عبرت آموز سوال تھا مگر قادری درویش باخدا نے اس سے زیادہ بصیرت افروز جواب دیا "میں بھی اپنے مالک کے در کا کتا ہوں اگر میں اپنی جاں نثاری اور وفاداری سے مالک کو خوش کر لوں تو یقیناً میری داڑھی کے بال آپ کے کتے کی دم سے اچھے ہیں ورنہ ان سے کتے کی دم بہتر ہے"

تکودار نے اپنے بیہودہ و بے مقصد سوال کا اتنا معقول جواب سن کر عالم حیرت میں پوچھا "وہ کیسے" درویش باخدا نے باب مدینۃ العلم کے علم و عرفان کی روشنی میں جواب دیا آپ کا کتا آپ کے لئے شکار کی خدمت سرانجام دیتا ہے جو جانثاری و وفاداری کی پہلی سیڑھی ہے اور یہ دو وفاؤں کا مقابلہ ہے اور ظاہر بات ہے کہ جیت اسی کی ہوگی جو معیار میں اعلیٰ مقدار میں زیادہ ہوگی" درویش باخدا کا یہ جواب تکودار کی سوچ کے مطابق ہونے کی وجہ سے اسے بہت پسند آیا اور اس نے اس درویش کو اپنا مہمان بنا لیا۔

تکودار اس خراسانی درویش کے ساتھ اکثر گفت و شنید کرتا رہتا بزرگ کی عرفانی باتیں سن سن کر قلبی سکون محسوس کرتا۔ آہستہ آہستہ دیوار وحشت و بربریت مسمار ہونا شروع ہوگئی۔ آخر تکودار اولادِ آدم سے تھا اس کے دل نے درپردہ حقیقت کا اعتراف کرکے بالآخر اس خراسانی قادری درویش باخدا کے دست حق شناس پر اسلام قبول کرلیا۔

فیضان قادری سے اس کی فراست مومنانہ بیدار ہوگئی تو وہ اس درویش سے مودبانہ مخاطب ہوا "میری قوم کے سر سے ابھی وحشت و بربریت کا بھوت نہیں اترا میں نے اپنی مسلمانی کا اظہار و اعلان کردیا تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ لہذا بہتر ہے آپ وقتی طور پر منظر سے غائب ہوجائیں اور مجھے ہی ان وحشیوں کو رام کرنے کا موقع دیں۔ میں رفتہ رفتہ اپنی قوم کو دین حق اسلام اختیار کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرلوں گا" تکودار کی اس حقیقت پسندانہ عرض داشت کے پیش نظر درویش باخدا خراسان واپس آگئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے مشیت ایزدی کے تحت اس

خراسانی بزرگ کا وقت سفر آخرت آ پہنچا تو وصال حق سے قبل اپنے بیٹے کو اس ادھورے کام کی تکمیل کا فریضہ سونپ دیا والد کی وصیت کے مطابق درویش کا صاحبزادہ ایک روز تگودار کے دربار میں حاضر ہوا۔

باہمی ملاقات و تعارف کے بعد تگودار نے فکر مندانہ لہجے میں عرض کی "قوم کی اکثریت میری ہم خیال ہو چکی ہے مگر ایک زور آور اور طاقت کے نشہ میں مخمور سردا قبول اسلام کے لئے آمادہ نہیں ہوتا اس کے پاس افرادی قوت کی کمی نہیں لہذا زبردستی کی گئی تو خانہ جنگی چھڑ سکتی ہے" اس بزرگ نے تگودار کی یہ بات بغور سن کر انداز قلندرانہ میں فرمایا "آپ اس سردار سے فقیر کی ملاقات کا بندوبست کروادیں اللہ کارساز حقیقی ہے۔

تگودار نے ضدی سردار کو طلب کیا تو درویش حق نے بطریق احسن گفتگو کا آغاز کیا مگر وہ متکبر سردار ہاتھ سے اکھڑ گیا اور کہنے لگا" دیکھئے جناب میں جنگجو قسم کا انسان ہوں اور صرف طاقت پر ایمان رکھتا ہوں کیونکہ طاقت ہی سب سے بڑی سچائی ہے آپ میرے ایک سپاہی سے جنگ کریں اگر آپ غالب آ گئے تو میں آپ کا دین قبول کر لوں گا"

تگودار خان نے اس کی پیش کردہ شرط کی سختی سے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا" مگر حاضرین کو ورطہ حیرت میں ڈالنے والی بات یہ ہوئی کہ درویش باخدا نے اس متکبر و طاقت کے گھمنڈ کے سراب میں بھٹکنے والے سردار کا چیلنج جوانمردی سے قبول کر لیا اور ایک مضبوط و طاقتور سپاہی سے مقابلہ کا اعلان ہو گیا۔

تکودار خان کا خیال تھا کہ ناتجربہ کار درویش کا ایک جنگجو سے مقابلہ قتل عمد کے برابر ہے مگر ضدی و متکبر سردار کا استدلال بھی کچھ کم نہ تھا اس نے کہا کہ "یہ مقابلہ ہو کر رہے گا۔ درویش کی موت دوسرے دخل در معقولات کرنے والوں کے لئے درس عبرت ہوگی اور اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ آئندہ ہمارا "خان" ایرے غیرے لوگوں کی باتوں میں آنے سے گریز کرے گا"

مقابلے کے روز ہزارہا تماشائی یہ طرفہ تماشا دیکھنے اکھٹے ہو گئے ایک طرف وحشی و قوی ہیکل جنگجو انسان تھا تو دوسری طرف میدان کارزار میں اترنے والا ایک مرنجا مرنج قسم کا درویش باخدا۔ کوئی تمسخر اڑا رہا تھا تو کوئی قہقہے لگا رہا تھا حق و باطل کے نمائندے مدمقابل آتے تو باطل کے نشہ میں سرشار انجام بد سے بے خبر افراد نے ضرب یداللہی کی وہ تاثیر دیکھی کہ جس کے زیر اثر ان کے دل و دماغ دین حق اسلام کی قبول کرنے کے لئے بخوشی برضا و رغبت تیار ہو گئے۔

اس قادری درویش باخدا نے آگے بڑھ کر اپنی پوری قوت خداداد سے صرف ایک ہی تھپڑ قوی ہیکل منکر حق کے منہ پر ایسا مارا کہ مدمقابل حریف کا نہ صرف جبڑا ٹیڑھا ہو گیا بلکہ وہ اپنی تمام تر وحشت و بربریت و قوت باطلہ کے ساتھ زمین بوس ہو گیا مقابلہ کے منصف نے بغور دیکھا تو نمائندہ باطل تاتاری جنگجو کی فخر و تکبر سے بھرپور کھوپڑی چٹخ چکی تھی اہل تماشہ یہ سوچنے پر مجبور تھے کہ نہ جانے اس تھپڑ کے پیچھے کون سی قوت کارفرما تھی وہ یہ سوچ سوچ کر حیران و پریشان تھے کہ آخر یہ سزا تھی یا عذاب الٰہی۔ یہ فنی مہارت کا کرشمہ تھا یا قہر خداوندی تھا جو آن واحد میں باطل کے سیلاب کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے گیا یا یہ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل

کان ذھوقا کا اظہار ہو رہا تھا اسی حقیقت کو علامہ مرحوم و مغفور اقبالؒ نے یوں بیان کیا ہے ؎

ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ

تاتاری اگرچہ وحشی قوم تھی مگر طاقت کے قانون کا احترام کرنا جانتی تھی درویش باخدا کی فتح کا اعلان ہوا تو تاتاری پہلوانوں نے اس قادری درویش کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر جلوس نکالنے کی ضد کی ادھر ضدی سردار نے حسب وعدہ دست فقیر کو بوسہ دے کر نہ صرف اپنی شکست کا اعتراف کیا بلکہ قبول اسلام کا بھی اعلان کر دیا۔ اب تکو دار خان کو بھی اخفائے راز کی چنداں ضرورت نہ تھی اسلئے اس نے بھی سرعام اپنی قلبی واردات کا اظہار کرتے ہوئے اپنا نام احمد خان لکھا۔ کتب تاریخ میں ۱۲۸۱ء سے ۱۲۸۴ء تک تکو دار خان کی بجائے احمد خان مرقوم ہے۔

تاتاری جرنیل اتنی بڑی تبدیلی کو اتنی جلد ہضم نہ کر سکے اور انہوں نے اپنے ہی چنگیزی دستور کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ہی سردار کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ احمد خان نامساعد حالات کے باوجود میدان جہاد میں ڈٹ گیا اب اس کی لڑائی محض جنگ نہ تھی جو صرف کشت و خون بہانے یا تسکین ہوس و خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لیئے ہوتی ہے بلکہ اب وہ اہل باطل کے ساتھ جہاد میں مصروف تھا جو ایک عظیم مقصد حیات کے حصول یعنی رضائے الہی کے ہوتا ہے یا شاید بلکہ یقیناً وہ اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

ہلاکو خان نے جس امت مسلمہ کی شہ رگ پر وار کیا اس کا اپنا بیٹا اسی امت کے ناموس پر کٹ مرا بالآخر احمد خان نے جام شہادت نوش فرمایا یہ غوث صمدانی شہباز لا مکانی

محی الدین عبدالقادر الجیلانیؒ کا فیض روحانی و تصرف یزدانی تھا کہ اپنے وقت کے ظالم و جابر کی تیز ترین تلوار حق و صداقت کے تحفظ کے لئے بے نیام ہو گئی احمد خان کی شہادت کے بعد تاتاریوں میں تبلیغ اسلام کی رفتار سست ضرور مگر باطل کی بنیاد ہل چکی تھی ظلم و استبداد کی دیوار کو زمین بوس ہونا تھا اور وہ ہو کر رہی۔ ہلاکو خان کا چچا زاد بھائی "برکہ خان" بھی ایک اور قادری درویش باخدا شیخ شمس الدین باخوری کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوا رہی سہی کسر احمد خان کی نسل سے "غزنی محمود" نے حلقہ بگوش اسلام ہو کر پوری کر دی۔

غزنی محمود میں چیتے کی برق رفتاری اور شیر ببر کا حوصلہ تھا۔ مومنانہ فراست شامل ہوتی تو وہ ذوالفقار حیدری بن کر چمکی حسب توقع سرداروں نے علم بغاوت بلند کیا مگر محمود نے تمام سرکشوں کو سختی سے کچل کر رکھ دیا۔ نتیجتاً تقریباً تمام تاتاری قبائل اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ دین حق اسلام سے متعارف ہوتے تو پھر اسی کے ہو کر رہ گئے اور ان کے سینے نور ایمان سے منور ہو گئے۔

حضور غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے تصرف بعد از وصال کی اس سے زیادہ روشن مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ

"پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے"

اَوراد غوث الاعظم رضہ

سالک کے لئے اوراد ایک ایسی رسی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تک قرب حاصلکرتا ہے اور دربار الہیہ میں ایک خاص مقام حاصل ہوتا ہے روحانیت کے تمام سلاسل میں ایک خاص انداز سے اَوراد مقرر کئے گئے ہیں ان اوراد کے ذریعے سالک ترقی کر کے منزل مقصود سے واصل ہوتے ہیں۔

ان سلاسل میں سے چار بہت مشہور ہیں۔ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے سلاسل ہیں جو غیر مشہور ہیں مثلاً کبرویہ، شطاریہ، رفاعیہ، اویسیہ وغیرہ یہ کتاب غوث اعظم شیخ سید اعظم عبدالقادر جیلانی کے مناقب و نسب و اوراد و کرامات پر مشتمل ہے غوث اعظم سلسلہ قادریہ عالیہ کے سربراہ ہیں آپ نے جو اوراد اپنے سلسلہ کے لئے نقل کئے ہیں وہ سر الاسرار شریف کے اخیر میں جمع کر دیئے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ انسان کے لئے اللہ تعالیٰ تک رسائی کے لئے سات مقامات ہیں یعنی نفس امارہ پھر نفس لوامہ پھر نفس ملہمہ نفس مطمئنہ پھر نفس راضیہ پھر نفس مرضیہ اور نفس کاملہ ہے سب سے مشکل ترین مقام نفس امارہ کا ہے یہ مقام بڑے مشکل سے عبور ہوتا ہے اس مقام کے لئے جو وِرد ہے وہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ ہے اس کلمہ شریف کو حدیث بنویہ میں افضل الذکر فرمایا گیا ہے اس افضل الذکر سے نفس پر قابو پایا جاتا ہے۔ اسی لئے کتاب و سنت میں بعد نماز اس کی تاکید کی گئی ہے اور اہل دین و ایمان کا اسپر بالا جماع عمل ہے ذکر جہرو خفی سے یہ سرکش نفس تابع ہو جاتا ہے جب نفس امارہ مغلوب ہو جاتے تو پھر وہی مقام حاصل ہوتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں انسان کا ہاتھ پاؤں اور آنکھیں اور کان بن جاتا ہے (حدیث

قدسی) اس لئے جب منصورؒ نے انا الحق کہا تو بیچ میں منصور کا نفس امارہ نہ تھا اسی طرح جب بایزید بسطامیؒ نے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا تو یہاں بھی بایزید کا نفس امارہ شامل نہیں تھا چونکہ ان بزرگوں نے اپنے نفس امارہ کو اللہ تعالیٰ کے لئے کچل دیا ہوتا ہے اس لئے موتوا قبل ان تموتوا (یعنی مرو مرنے سے پہلے) پر عمل پیرا ہوتے ہوتے جلوہ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا تو شرع نے اس کو سب سے بڑا کافر کہا اور منصور نے جب انا الحق کہا تو امت محمدیہ کے اہل حق نے اس کو خدا رسیدہ کہا فرعون کا کہنا نفس امارہ کی وجہ سے تھا اور یہ قول فرعون کے نفس کا تھا اور منصورؒ نے نفس امارہ کو مارا تھا تو یہ انا الحق کہنا منصور کے نفس امارہ کا نہ تھا بلکہ اس نور کا تھا جس کا وہ مشاہدہ کرتا تھا ایک اللہ کے نبی کا پیارا تھا اور دوسرا اللہ کے نبی کا باغی اس لئے ایک بزرگ ہوا دوسرا کافر ہوگیا۔

ایک مقربین سے تھا دوسرا راندہ درگاہ تھا یہ ان دونوں میں فرق تھا نفس امارہ کے بعد دوسرا نمبر نفس لوامہ کا ہے اگر نفس امارہ کو قابو کیا جائیتو صرف حیوانیت باقی رہ جاتی ہے حیوانوں کو دیکھو ان میں تکبر، انانیت نہیں، نفس لوامہ کے لئے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے صرف اسم ذات شریف یعنی اَللّٰہُ کا وِرد بتایا ہے اس کے ورد سے نفس لوامہ کا مقام طے ہوتا ہے پھر نفس ملہمہ ہے اس کے لئے آپ نے ورد ھُوْ بتایا اور نفس مطمئنہ کے لئے حَقٌّ اور نفس راضیہ کے لئے حَیٌّ اور نفس مرضیہ کے لئے قَیُّوْمٌ ہے اور نفس کاملہ کے لئے قَھَّارٌ ہے یہ وِرد قادریت ہے یہ قادریہ سلسلہ کے لئے اوصول طریقت ہیں ان مقامات کی بھی تشریح کی گئی ہے اُس کتاب کا نام مقامات شریف ہے اس کتاب میں غوثؒ پاک کے ان اَوْرَاد کی شرح ہے اور یہ کتاب نقیب صاحب جو

غوث پاک کی اولاد امجاد سے ہیں ان کی اجازت سے چھپ گئی ہے اس کتاب میں تشریح جو کی گئی ہے اس کے خلاصے کا نقشہ درج کیا جاتا ہے اس نقشے میں ہر مقام کے لئے ورد خاص تعداد میں مقرر کیا گیا ہے اور یہ دو نصابوں میں مقرر کیا ہے پہلا نصاب یعنی کورس کی تعداد کم ہے اور دوسرا نصاب یعنی کورس ثانی لمبا ہے۔

مقام اول نفس امارہ مقام دوم نفس لوامہ مقام سوم ملہمہ مقام چہارم نفس مطمئنہ مقام پنجم نفس راضیہ مقام ششم مرضیہ مقام ہفتم کاملہ

لا الہ الا اللہ اَللہُ ھُوْ حَقٌّ حَیٌّ قَیُّوْمٌ قَہَّارٌ

۷۰ ہزار ۶۰ ہزار ۵۰ ہزار ۴۰ ہزار ۳۰ ہزار ۲۰ ہزار ۱۰ ہزار

مختصر تشریح اس کی یہ ہے کہ جب پہلا وِرد شروع کیا جائے تو پورا ستّر ہزار بار پڑھنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِشْتَرَیْ نَفْسَ الْاَمَّارَۃَ بِھٰذِہِ السَّبْعِیْنَ اَلْفًا ۔

یا اللہ میں اپنے نفس امارہ کو اس ستّر ہزار کلمہ کے وِرد کے ذریعے آپ سے خرید تا ہوں

پھر دوسرے وِرد کے اختتام پر جب ساٹھ ہزار بار وِرد سے فارغ ہو جائے تو دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اِشْتَرَیْ مِنْکَ نَفْسَ الْاَمَّارَۃَ بِھٰذِہِ السِّتِّیْنَ اَلْفًا ۔

یعنی یا اللہ میں نے تجھ سے اسم ذات کے ساٹھ ہزار کے ورد سے اپنے نفس لوّامہ خرید تا ہوں۔

اس کے بعد نفس ملہمہ کے لئے پچاس ہزار وِرد کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد دعا مانگے تو کہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اِشۡتَرِیۡ مِنۡکَ نَفۡسَ الۡمُلۡھِمَۃَ بِھٰذِہِ الۡخَمۡسِیۡنَ اَلۡفًا

یا اللہ میں تم سے اپنے اس نفس ملہمہ کو ورد ھُوۡ کے پچاس ہزار سے خرید تا ہوں اس کے بعد نفس مطمئنہ کے لئے چالیس ہزار ورد حَقّ ہے اور جب یہ ورد پورا ہوجاتے تو دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اِشۡتَرِیۡ مِنۡکَ نَفۡسَ الۡمُطۡمَئِنَّۃَ بِھٰذِہِ الۡاَرۡبَعِیۡنَ اَلۡفًا

یا اللہ میں تم سے اس چالیس ہزار وِرد حَقّ سے اپنے نفس مطمئنہ کو خرید تا ہوں اس کے بعد نفس راضیہ کے لئے تیس ہزار ورد حَیّ ہے جب یہ وِرد مکمل ہوجاتے تو یہ دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اِشۡتَرِیۡ مِنۡکَ نَفۡسَ الرَّاضِیَۃَ بِھٰذِہِ الثَّلَاثِیۡنَ اَلۡفًا

یا اللہ میں تم سے اس تیس ہزار وِرد حَیّ سے اپنے نفس راضیہ کو خرید تا ہوں اس کے بعد نفس مرضیہ کے لئے ورد قَیُّوۡمُ ہے اور اس کی تعداد بیس ہزار ہے جب یہ وِرد مکمل ہوجاتے تو یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِشۡتَرِیۡ مِنۡکَ نَفۡسَ الۡمَرۡضِیَۃَ بِھٰذِہِ الۡعِشۡرِیۡنَ اَلۡفًا

یا اللہ میں تم سے اس بیس ہزار وِرد قَیُّوۡمُ سے اپنے نفس مرضیہ کو خرید تا ہوں پھر نفس کاملہ کے لئے و قہار ہے اور اس وِ[illegible] لئے تعداد دس ہزار ہے جو یہ وِرد مکمل ہوجاتے تو دعا مانگے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اِشۡتَرِیۡ مِنۡکَ نَفۡسَ الۡکَامِلَۃَ بِھٰذِہِ الۡعَشۡرَۃَ

یا اللہ میں اس دس ہزار وِرد قَھَّارُ سے اپنے نفس کاملہ کو تم سے خرید تا ہوں پھر دو رکعت نفل پڑھ کر بغداد شریف کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر

غوث اعظمؓ کو اپنی طرف فیض کی توجہ کا استغاثہ کرے پھر دوسرا کورس یعنی نصاب شروع کریں اس کا نقشہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

نفس امارہ	نفس لوامہ	نفس ملھمہ	نفس مطمئنہ
نفس راضیہ	نفس مرضیہ	نفس کاملہ	

لَاالٰہ الا اللہُ	اَللہُ	ھُوْ	حَقٌّ	حَیٌّ	قَیُّوْمٌ	قَھَّارٌ
پانچ لاکھ	پانچ لاکھ	پانچ لاکھ	پانچ لاکھ	پانچ لاکھ	پانچھ لاکھ	پانچ لاکھ

جب یہ پورا ہوجاتے تو نادِ علی پڑھ کر تمام سلاسل کے حضرات کی روحانی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کے لئے ان کی ارواح کو کچھ ایصال ثواب کے لئے پیش کرے۔ ان اوراد سے انسان نفس امارہ کی قید سے آزاد ہوجاتا ہے اور انسانیت کے عروج پر پہنچ کر الصلوٰۃ معراج المومنین کی حقیقت سے آشنا ہوتا ہے اور انسان کامل کی خوش خبری سننے کا اہل ہوجاتا ہے۔ پھر ہر ورِد کا ایک فرع ہے اسماء اوصول تو لکھ چکا ہوں اب اسماء اوصول کے فروع بھی لکھ دیتا ہوں لا اللہ الا اللہ کا فرع وَھَّابٌ ہے اور اسم ذات کا فرع فَتَّاحٌ ہے اور ھُوْ کا فرع وَاحِدٌ اور حَقٌّ کا اَحَدٌ اور حَیٌّ کا صَمَدٌ اور قَیُّوْمٌ کا عَلِیٌّ اور قَھَّارٌ کا فرع عَظِیْمٌ ہے۔ نیچے ایک نقشہ لکھا جاتا ہے اس سے قاری کے لئے آسانی ہوگی اور آسان طریقے سے ہر اصل کا فرع معلوم کر سکتا ہے نقشہ درج ذیل ہے۔

نفس امارہ نفس لوامہ نفس ملھمہ نفس مطمئنہ نفس راضیہ نفس مرضیہ نفس کاملہ

اوصول لاالہ الااللہُ اَللہُ ھُوْ حَقٌّ حَیٌّ قَیُّوْمٌ قَہَّارٌ

فروع وَھَّابٌ فَتَّاحٌ وَاحِدٌ اَحَدٌ صَمَدٌ عَلِیٌّ عَظِیْمٌ

اب ان سات مقامات کے اوراد مندرجہ ذیل ترتیب وار لکھے جاتے ہیں

(۱) نفس امارہ کے لئے مخصوص ورد لَاالہ الااللہُ

(۲) نفس لوامہ کے لئے مخصوص ورد اَللہُ

(۳) نفس ملھمہ کے لئے مخصوص ورد ھُوْ

(۴) نفس مطمئنہ کے لئے مخصوص ورد حَقٌّ

(۵) نفس راضیہ کے لئے مخصوص ورد حَیٌّ

(۶) نفس مرضیہ کے لئے مخصوص ورد قَیُّوْمٌ

(۷) نفس کاملہ کے لئے مخصوص ورد قَہَّارٌ

ان اسباق کے لئے غوث ہمدانی شہباز لامکانی نے دنیاوی مشکلات سے نجات کے لئے چہل کاف شریف لکھا تھا وہ بھی قارئین کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

چہل کاف شریف۔ چہل کاف شریف کے تین اشعار ہیں اور یہی اشعار نہایت ہی فصیح، بلیغ، مشکل اور ادق ہیں عوام ان کو بالکل غلط پڑھتے ہیں اس لئے ہر ایک شعر صحیح اعراف، ترکیب صرفی و نحوی، وزن عروضی، حل لغات اور شرح ترجمہ کے

ساتھ درج کیا تاکہ پڑھنے میں غلطی نہ ہو۔

(۱)

پہلا شعر: کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیْکَ وَاکِفَۃً
کِفْکَافُھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ لُکُکٍ

تقطیع: کَفَاکَ رَبْ۔ مَفَاعِلُنْ
بُ کَ کَمْ۔ فَعِلُنْ
یَکْفِیْ کَ وَا۔ مُسْتَفْعِلُنْ
کِفَۃً۔ فَعِلُنْ
کِفْکَافُھَا۔ مُسْتَفْعِلُنْ
کَکَمِیْ۔ فَعِلُنْ
نِ کَانَ مِنْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ
لُکُکٍ۔ فَعِلُنْ

ترکیب صرفی و نحوی:۔ کَفٰی باب ضَرَبَ سے فعل ماضی معروف دو مفعول کو چاہتا ہے۔

ک:۔ مفعول بہ اول، دوسرا مفعول تصمیم اور اختصار کے واسطے حذف کر دیا گیا ہے
ربک:۔ مرکب اضافی فعال، کم:۔ خبریہ مفعول مطلق تاکیدی یا مفعول فیہ فعل اور فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا
یکفی:۔ باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف، اس میں ضمیر مستتر ہے جو رب کی طرف پھرتی ہے وہ اس کا فاعل ک:۔ مفعول بہ اول وَاکِفَۃً:۔ مفعول بہ دوسرا اور

موصوف کُفِکَافُہَا۔ مرکب اضافی بتدا۔ ک۔ رِکَمِیْنٍ۔ مجرور اور موصوف کان تامہ بمعنی فصل اس کے اندر ضمیر ھُوَ مُسْتَتِرْ وہ اس کا فاعل مِنْ۔ جار مُلِکْ۔ مجرور مل کر کان کے متعلق ہوتے فعل، فاعل اور متعلق مل کر جملہ صفت کَمِیْنٍ کی ہوتی موصوف صفت مل کر جار کا مجرور ہوا کَکَمِیْنٍ جار مجرور مل کر بتدا۔ کی خبر بنی، بتدا خبر جملہ بن کر وَاکِفَۃٍ کی پہلی صفت ہوتی

حل لغات۔ وَاکِفَۃٍ۔ ناگہانی مصیبت یا بلائے آسمانی

کِفَافٌ۔ مصدر ہے بمعنی روکنا پھیرنا یا دفاع کرنا محاورہ عرب میں بولتے ہیں کُفْکَفْتُہٗ فَکَفْکَفَ یعنی اس کو روکا وہ رک گیا۔

کَمِیْنٍ۔ گھات لگانا

مُلِکْ۔ بھاری لشکر

ترجمہ و شرح۔ اے میرے دل! تیرا رب پہلے بھی کئی دفعہ تجھے سخت مصائب سے کفایت کرتا رہا ہے اب بھی تجھے ایسی ایسی مصیبتوں سے کفایت کرے گا کہ جن کی واپسی یا استادگی (یعنی رکے رہنا) بھاری لشکر کے ساتھ گھات لگانے کی مانند ہے یعنی ان مصائب کا پسپا ہونا ان کے دوبارہ حملہ کرنے کی آمادگی پر مبنی ہے جیسے ایک بڑا بھاری لشکر اس خیال سے اپنے مقابل سے منہ موڑ کر اپنی پسپائی ظاہر کرے کہ مقابل کو دھوکہ دے کر غفلت میں ڈال کر شدت کا حملہ کر کے اس کو بیخ کنی کر دے یا ان مصائب کا رکنا گویا ایک عظیم الشان لشکر کا اس خیال سے گھات لگانا اور دبکے بیٹھے رہنا ہے کہ موقع پاتے ہی جھٹ سے نکل کر اپنے مقابل کا استعمال کر دے۔

(۲)

تَکِرُّ کَرًّا کَکَرِّ الْکَرِّ فِیْ کَبَکٍ   تَحْکِیْ مُشَکْشِکَۃً کَلُکْلُکِ لَکَکٖ

تقطیع۔ تَکِرُّ کَرْ۔ مَفَاعِلُنْ
رًا کَکَرْ۔ فَاعِلُنْ
رِ الْکَرْ رِ فِیْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ
کَبَکِ۔ فَعِلُنْ
تَحْکِیْ مُشَکْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ
شِکَۃً۔ فَعِلُنْ
کَلُکْلُکِ۔ مَفَاعِلُنْ
لَکَکِ۔ فَعِلُنْ

ترکیب صرف و نحوی

تَکِرُّ:۔ باب ضَرَبَ سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب ضمیر ھی اس کے اندر مُسْتَتِرْ ہے جو وَاکِفَۃٌ کی طرف پھیرتی ہے اور وہ اس کا فاعل کرا:۔ مصدر مفعول مطلق اور موصوف ک:۔ جار کر:۔ مجرور اور مضاف اَلْکَرُّ:۔ مضاف الیہ جار مجرور مل کر صفت ہوئی فِیْ:۔ جار کبد:۔ مجرور، جار مجرور متعلق تشبیہ کے جو کاف سے مستفاد ہے فع فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ دوسری صفت وَاکِفَۃٌ کی ہوئی تحکی باب ضرب سے فعل مضارع معروف صیغہ واحد مونث غائب اس کے اندر ضمیر ھی مستتر ہے جو وَاکِفَۃٌ کی طرف پھیرتی ہے وہ اس کا فاعل مُشَکْشِکَۃٍ مفعول بہ ک:۔ جار کَلُکْلُکِ مجرور اور

موصوف لُکُکٌ۔ صفت فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ تیسری صفت وَاکِفَۃٌ کی ہوئی

حل لغات تکِرُّ۔ وہ مصائب بار بار حملہ آور ہوتے ہیں

کَرًّا۔ بار بار حملہ کرنا کَرًّا لکَرِّ۔ مضبوط موٹی رسی کے اجزا۔ کا آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب زور سے لپٹنا کَبَدٌ سختی اور دشواری کحکِیٌّ مصائب مشابہ ہیں مُشَکشِکَۃٌ نیزہ زن مسلح فوج و لشکر لُکُکٌ۔ خوب موٹا اونٹ

لُکُکٌ۔ گھٹے ہوئے گوشت والا اونٹ

ترجمہ و تشریح۔ وہ مصیبتیں ایسا سخت اور مضبوط حملہ کرتی ہیں جو اپنی مضبوطی اور یکجان ہونے ہونے میں ایک بڑی موٹی رسی کی لڑیوں کی مضبوطی اور ان کے یکجان ہونے کی مانند ہیں اور وہ مصیبتیں اپنی تیزی تندی دلیری اور سختی میں ایک ایسے بھاری مسلح نیزہ زن لشکر کی مانند ہیں جو اپنی جسارت طاقت اور یکجان ہونے میں ایک فربہ جوان اور سخت گوشت اونٹ کی مانند ہیں

(۳)

کَفَاکَ مَا بِیْ کَفَاکَ الْکَافِ کُرْبَتُہٗ

یَا کَوْ کَبًا کَانَ یَحْکِیْ کَوْکَبَ الْفَلَکَ

تقطیع۔ کَفَاکَ مَا۔ مَفَاعِلُنْ بِیْ کَفَا۔ فَاعِلُنْ کَالْکَافِ کُرْ۔ مُسْتَفْعِلُنْ بَتُہٗ۔ فَعِلُنْ یَا کَوْکَبًا مُتَفْعِلُنْ، کَانَ یَحْ۔ فَاعِلُنْ کِیْ کَوکَبَ لْ مُسْتَفْعِلُنْ۔ فَلَکَ۔ فَعِلُنْ

ترکیب صرفی و نحوی۔ کَفَا۔ باب ضَرَبَ سے ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب ضمیر

ھُوَ اس میں مستتر ہے جو رب کی طرف پھیرتی ہے وہ اس کا فاعل یا الکاف اس کا فاعل کَ:۔ پہلا مفعول بہ ما:۔ موصولہ بِیْ:۔ جار مجرور فعل محذوف کے متعلق ہو کر صلہ ہوا موصول صلہ مل کر دوسرا مفعوبہ ہوا، فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ، دعائیہ یا خبریہ ہوا، کَفَا:۔ فعل کَ پہلا مفعول بہ الکاف:۔ اسم فاعل مخفف الکَافِیْ کا وہ دس کا فاعل کربتہ:۔ مرکب اضافی، دوسرا مفعول بہ فعل فاعل پہلا اور دوسرا مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ دعائیہ یا خبریہ ہوا یا:۔ حرف ندا، کُوْکَباً:۔ منادیٰ موصوف کان:۔ فعل ضمیر اس میں فاعل یَحکِیْ:۔ باب ضرب سے مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب، ضمیر مستتر، فاعل کُوْکَبُ الْفَلَکَ:۔ مرکب اضافی مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر کُوْکَباً کی صفت ہوتی۔

حل لغات:۔ اَلْکَافُ:۔ کُرْبَتْ رنج، تکلف اور پریشانی سے کفایت کرنے والا اصل میں اَلْکَافِیْ ہے جو خداوند تعالیٰ کا اسم صفاتی ہے ضرورت شعری سے الکاف پڑھا گیا ہے کَوْکَبَ:۔ ستارہ یَحکِیْ:۔ مشابہت رکھتا ہے اَلْفَلَکُ:۔ آسمان

ترجمہ و تشریح:۔ اے میرے دل جیسے میں ستارہ تصور کرتا ہوں اور جو آسمانی ستارہ کے ہم پلہ ہے خدا تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے کفایت کی جو مجھ پر نازل ہوتی تھیں یا خدا تعالیٰ ان تمام مصائب سے نجات دے اور کفایت کرے جو مجھ پر نازل ہوں کفایت کرنے والے خدا نے تجھے تیرے رنج و تکلیف سے کفایت کی یا کرے۔

ترکیب:۔ نماز مغرب کے بعد ۱۴ بار یومیہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف روزانہ ورد کرے۔ جنات وغیرہ کے شر اور جادو ٹونہ کے شر سے نہ صرف خود بلکہ تمام گھر محفوظ رہے گا مداومت کرنے سے جنات مطیع ہو سکتے ہیں بشرطیکہ درستی اعتقاد

اکل حلال و صدق مقال کے پرہیز چلہ میں بیٹھ کر عمل کرنا پڑے گا اور حصول مطلب تک کوئی ظاہری آواز کان میں نہ پڑنی چاہیے۔

سبع کاف :۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیْکَ وَاکِفَۃً کِفْکَافُھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ کَلَکِ

قُصِدَتُّ الْکَافِیْ وَجَدْتُّ الْکَافِیْ نِعْمَ الْکَافِیْ لِکُلِّ الْکَافِیْ کَفَانِیَ الْکَافِیْ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ترکیب :۔ نماز تہجد کے بعد روزانہ ہر نیک مقصد کے لئے ایک ہزار ایک سو بار ورد کرے اعمال موافق شریعت رکھے دینی و دنیوی مرادوں کے حصول کے لئے اکثیر اعظم ہے۔

چہل قاف

بسم اللہ الرحمان الرحیم

قَادِرٌ رَبٌّ قَدَرَ قَضَاءً فَقَھْقَرَ اَقُوْلُ بِقَرْ قَارٍ مَعَ قَرْقَنْسٍ فِیْ قَیْقُوْشٍ بِحَقِّ قَلَاسِ الْقُطْبِ الْقُمْقَامِ الْقَنَاقِنِ فَقَرْ قَرِیْرِیْ تَقَبَّلْ بِقَبُوْلٍ قُرْبٍ قُدْسٍ عَنِ الْقِرَامِ بِقَوْمِھَا قَامَھَا فِیْ قَیْقَانٍ بِقَفْقَفَۃٍ فَقَفْقَہُ فَقَھَرَ قَطَاطِیْ وَ قَسَمِ فَقَنَّہٗ یَاقَوِیُّ

ترکیب :۔ نماز تہجد کے بعد روزانہ بلا ناغہ ۴۱ بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ ورد کیا جائے بدبو دار اشیاء خوردنی سے پرہیز لازمی صدق مقال و اکل حلال کا ہونا لازمی ہے رو بقبلہ ہونا چاہیے بلکہ جتنے وظائف درج ہیں یا آئندہ کسی جگہ بھی درج ہوں گے سب کے لئے یہ شرط لازمی ہے دیدار حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ و دیگر اولیاء کرام کے لئے ورد کیا جاتے۔ دنیاوی فوائد از خود حاصل ہوں گے۔

قصیدہ غوثیہ

(۱) سَقَانِیْ الْحُبُّ کَاْسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

داد جانان در کفم جام وصال
گفتم اے ساقی بمن کن انتقال
عشق نے مجھ کو پلائی وصل دلبر کی شراب
تب کہا میں نے یہ مے سے آ میری جانب شتاب

(۲) سَعَتْ وَ مَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

پس بیامد پیش من باجا مہا
پس ز خود رفتم میاں اہل حال
دوڑ کر میری جانب پیالوں میں بھری
کر گئی سب دوستوں میں بھی اثر مستی مری

(۳) فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

پس بگفتم جملہ اقطاب را
در خمار من در آئد اے رجال
پس کہا میں نے یہ سب قطبوں سے آؤ سب کے سب

اور مریدوں میں میرے ہو جاؤ داخل جلد اب

(۴) وَهَمُّوْا وَشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَأَ لِیْ

درکشید از شوق اے دندان من
و رخسار من بخشد ایں نوال
کرکے ہمت سب پیو لشکر ہو تم میرا تمام
دے رہا ہے قوم کا ساقی مجھے بھر بھر کے جام

(۵) شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَانِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَ اتِّصَالِ

دروے از پیمانہ من خوردہ اید
مرشمارا نشہ ام باشد محال
مست جب میں ہو گیا تم نے میرا جھوٹا پیا
میرے قریب و شان کو کب پہنچ سکتے بھلا

(۶) مَقَامُکُمْ الْعُلیٰ جَمْعاً وَلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا ذَالَ عَالِیْ

گرچہ بس عالی ست جاہائے شما
از مقام من بود صف تعالی
شک نہیں اس میں کہ ہے عالی تمہارا مرتبہ
پر مرا تم سب سے بڑھ کر ہے ہمیشہ مرتبہ

(۷) اَنَا فِیْ حضرۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّ فُنِیْ وَ حَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِیْ

من یگانہ در جناب قربتم
برمدارج برد نم بس ذوالجلالی

منزل قرب الٰہی میں ہوں میں یکتا کمال
ہوں ترقی پر سدا کافی ہے مجھ کو ذوالجلال

(۸) اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَ مَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

شاہ بازم من زہر پیر وجواں
کیست آں کہ یافتہ چوں من کمال

باز سب شیخوں پہ ہوں اونچی میری پرواز ہے
مجھ سے ہے کس پر عطا مجھ کو خدا پر ناز ہے

(۹) کَسَانِیْ خِلْعَۃً بِطَرَازِ عُزْمٍ
وَ تَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِیْ

خلعتم پوشاند حق بانقش عزم
ساخت سلطانم بدیہیم کمال

مجھے گلکاری اولوالعزمی کی وہ خلعت دیا
اور کمالیت کا تاج اس نے ہے سر پر رکھ دیا

(۱۰) وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ

وَ قَلَّدَنِیْ وَ اَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

اطلاعم دادہ برراز قدیم
خواجہ ام بنمودہ باندن سوال

اور قدیمی برراز پر اپنے مجھے محرم کیا
ہار پہنایا مجھے عزت کا اور سب کچھ دیا

(۱۱) وَ وَلاَّنِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعاً
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ کُلَّ حَالِیْ

والیم برجملہ اقطاب ساخت
حکم من جاری شدہ در جملہ حال

مجھ کو سب قطبوں پہ اس نے کردیا ہے حکمران
ساری خلقت پہ ہے ہر دم حکم اب میرا رواں

(۱۲) فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
فَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِیْ

پس بدریا راز خود گر افگنم
خشک گرد د چوں زمین پامال

پھینک دوں دریا کے اندر بھید کو اپنے اگر
خشک ہو دم میں رہے پانی نہ اس میں بوند بھر

(۱۳) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَ اخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِیْ

راز خود اگر افگنم بر کوہسار
ریزہ پوشیدہ گرد د در رمال
بھید کو اپنے پہاڑوں پر اگر ڈالو کہیں
ریزہ ریزہ ہو کے چھپ جاتے وہ ریت میں کہیں

(۱۴) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَ انْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ
راز خود گر افگنم بر آتشے
سرد و خامش میشود از سر حال
پھینک دوں اگر راز کو اپنے کبھی میں آگ پر
سر کی تاثیر سے ٹھنڈی وہی ہو سر بسر

(۱۵) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی
راز خود اگر افگنم بر مردہ
مردہ بر خیزد بحکم ذوالجلال
پھینک دوں مردہ کے اوپر بھید کو اپنے اگر
اللہ کرتا ہو قدرت خلاق سے وہ جلد تر

(۱۶) وَمَا مِنْھَا شُھُوْرٌ اَوْ دُھُوْرٌ
تَمُرُّ وَ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ
نگزرد زاں ہیچ ماہ ہیچ سال

تو نهی آید مرا بہر مقال
ہے نہیں ہوتا بسر کوئی مہینہ یا زمانہ
جب تک مجھ سے اجازت لے نہ وہ آکر یہاں

(۱۷) وَ تُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَ یَجْرِیْ
وَ تُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

در حوادث مے نما یندم خبر
دوستداراں بگزرید از قیل و قال
جو گزرتا ہے جہاں میں اس پر دیویں اطلاع
سب خبر ہوتی ہے مجھ کو چھوڑ دے یکسر نزاع

(۱۸) مُرِیْدِیْ هِمْ وَ طِبْ وَاشْطَحْ وَ غَنِّیْ
وَ اَفْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ

عاشقان مست برگو رمز عشق
کوششے بنما بلند از حسب حال
چین کر خوش رہ میرے طالب تمہیں پرواہ کیا
کر جو تیرے جی میں آئے وہ اسم ہے عالی میرا

(۱۹) مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

غم مخور عاشق کہ حق رب من است
پایہ ام داد و رسیدم برمنال

طالبا مت ڈر کہ اللہ ہے میرا پروردگار
جس نے دی ہے مجھ کو رفعت اور کیا عالی وقار

(۲۰) طُبُوْلِیْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَ شَاوُشُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

درد عالم کوس اقبالم زدند
پایہ بختم عیاں شد در حنال

آسمان پر اور زمین پر میرے نقارے بجے
اور رقیبان سعادت چلتے ہیں آگے میرے

(۲۱) بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَ وَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

زیز فرما نم ہمہ ملک خدا است
وقت من خوش گشتہ پیش از انتقال

ملک حق ہے ملک میرا اس پہ ہے قبضہ میرا
دل سے پہلے وقت میرا صاف حق نے کردیا

(۲۲) نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَ لَہٗ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

درنگاہ من ہمہ ملک خدائی
ذرہ باشد بحکم اتصال

شرق سے غرب تک دیکھا سبی ملک خدا

مجھ کو سب معلوم مثل دانہ فردل ہوا

(۲۳) وَ کُلٌّ وَلِیٌّ لَہٗ قَدَمٌ وَ اِنِّیْ
عَلیٰ قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِیْ

ہر ولی را رتبہ دا دند و من
پیرو پیغمبر م بدر کمال
چلتے ہیں سارے ولی ہیں اپنی اپنی چال پر
ہے قدم میرا فقط بر قدم نبی

(۲۴) دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً
وَ نِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

علم حق خواندم کہ گشتم قطب وقت
نیک بختی یافتم اندر کمال
پڑھ کے میں علم طریقت ہوگیا قطب زمان
ہے سعادت پر مجھے پہنچایا حق نے بے گمان

(۲۵) مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَانِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِیْ

عاشقان ہرگز مترس ازبد سگال
من دلیرم غازیم اندر قتال
ڈر مخالف سے نہ بالکل میرے طالب زینہار
ہوں دلاور اور قوی بے شک بوقت کارزار

(۲۶) اَنَا اَلْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مُقَامِی
وَ اَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

با حسن منسوبم و مخدع مقام
پلے من برگر دن مردان حال

میں حضرت امام ربی اولاد سے ہوں اور میرا مقام مخدع ہے
اور میرا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے

(۲۷) اَنَا اَلْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِی
وَ اَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

من محی الدین و من جیلانی ام
کوہ زیر حکم من در امتثال

ہے وطن گیلان سب کہتے ہیں محی الدین مجھے
ہیں پہاڑوں پر میرے اقبال کے جھنڈے گڑے

(۲۸) وَ عَبْدُالْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِی
وَ جَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِی

نام من مشہور عبدالقادر است
جد من شد صاحب ذات کمال

اور عبدالقادر میرا مشہور نام ہے
اور میرا جد پاک صاحب عین الکمال ہیں

فضائل قصیدہ غوثیہ:-

یہ قصیدہ جذب کی حالت میں آپ کی زبان در فشاں مبارک سے صادر ہوا تھا اس کو پڑھنے اور معانی کو سمجھنے سے محبت الٰہی کا ایک ایسا سبق حاصل ہوتا ہے کہ کبھی فراموش ہونے نہیں پاتا اور حقیقت اظہر من الشمس یہ کہ محبت الٰہی کیا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہے محب اور محبوب کے درمیان کیا رابطہ ہے اور محب محبوب سے واصل ہو کر کیا پاتا ہے۔ اس میں جلالی و جمالی دونوں اثر موجود ہیں اس لئے اسی کو پڑھنے والے کی طبیعت میں دونوں اثر پیدا ہو جاتے ہیں یہ قصیدہ مبارک تمام دینی و دنیاوی حاجتوں کو پورا کرنے مشکلات کو آسان کرنے بزرگوں کی زیارت بلکہ اللہ تعالیٰ کے حصول دیدار اور جناب رسول مکرم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہونے کے لئے اور تمام امور دینی و دینوی کے بر لانے میں موثر ہے مگر شرط یہ ہے کہ صاحب عمل کو کسی کامل بزرگ سے اجازت ہو جلالی اور جمالی اشیاء سے پرہیز رکھے شریعت کا پابند ہو اور حق گو اور اکل حلال و صدق مقال پر عمل پیرا ہو اس کے پڑھنے کی کئی ترکیبیں ہیں۔

پہلی ترکیب یہ ہے کہ پورا قصیدہ مبارکہ روزانہ پڑھنا ب ول و آخر درود شریف پڑھنا چاہئے اور جب ورد کو پورا کیا جائے تو سرکار بغداد کی روح مبارکہ اور حضور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تحفہ پیش خدمت کرے یعنی ایصال ثواب کا تحفہ پیش کرے۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ روزانہ اکتالیس بار پڑھنا چاہئے اور تصور مرشد پڑھتے وقت کرنا ضروری ہے تیسری ترکیب یہ ہے کہ ہر شعر مطلوبہ مطلب کے لئے پڑھا جاتا ہے اور یہ چاند کی پہلی تاریخ پر شروع کرنا چاہئے

اب ہر شعر کے خواص درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) سَقَانِیْ الْحُبُّ الخ برائے معرفت ایزد باری گیارہ روز تک ہزار بار پڑھنا چاہئے اور رجوع محبوب یا مخلوق کے لئے پانچ سو بار ہر روز پڑھنا چاہئے نماز عشا کے بعد اول و آخر گیارہ بار درود شریف پڑھنا ضروری ہے اور پرہیز جلالی و جمالی اشیاء سے لازمی ہے اور منہ قبلہ کی طرف ہو۔

(۲) سَعَتْ وَ مَشَتْ الخ برائے دینی و دینوی مقاصد کے لئے اکتالیس روز تک ایک ہزار پانچ سو بار پڑھنا چاہئے اور اگر ایک ہزار بار روزانہ پڑھے تو خزانہ غیب سے قسم قسم کے باطنی خزائن اس پر منکشف ہوں گے اور اگر ننگے سر روزانہ چلے میں ہزار بار پڑھے اول و آخر درود شریف پڑھنا لازمی ہے آسمان سے اگر بارش نہ ہو تو بارش ضرور برسے گی۔

(۳) فَقُلْتُ لِسَائِرِ الخ برائے تسخر خلائق کے لئے روزانہ پانچ سو بار کسی گوشہ میں بیٹھ کر قبلہ رخ پڑھنا چاہئے پرہیز جلالی و جمالی ضروری ہے۔

(۴) وَهُمُوْاالخ برائے زیادتی طاقت و ہمت براہ خدا سو بار روزانہ قبلہ رخ پڑھنا چاہئے جلالی اور جمالی اشیاء سے پرہیز کریں۔

(۵) شُرِبْتُمْ الخ برائے طلب وفنائی الشیخ جو کوئی ہر روز پانچ سو بار ورد کرے گا انشاء اللہ کامیاب ہو گا۔ ہر ورد کے لئے جلالی و جمالی اشیاء سے پرہیز ضروری ہے۔

(۶) مَقَامُكُمُ الْعُلٰی برائے بلندی درجات ہر روز ایک ہزار ایک سو بار پڑھے

(۷) اَنَا فِی حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ برائے حصول مقام یکتائی ہر روز سو بار پرہیز کے ساتھ پڑھنا چاہئے

(۸) اَنَا الْبَازِیُّ الخ برائے تسخیر خلائق ہر روز گیارہ سو بار پڑھنا چاہیئے۔ پرہیز جلالی و جمالی لازمی ہے

(۹) کَسَانِیْ خِلْعَۃً الخ برائے درجات و طلب کمال کے لئے کسی گوشہ میں قبلہ رخ بیٹھ کر روزانہ پندرہ سو بار ورد کرنا چاہیئے۔

(۱۰) وَاَطْلَعَنِیْ الخ برائے عطا وانکشاف رموزات و واردات الٰہی کے لئے پندرہ سو بار پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۱) وَوَلَّانِیْ الخ برائے تسخیر خلائق کے لئے ہر روز ایک ہزار بار روزانہ پڑھنا لازمی ہے۔

اگر بانجھ عورت کے لئے اس کا نقش بنا کر زعفران اور عرق گلاب سے لکھ کر بعد فراغت حیض گلے میں ڈالیں وظیفہ زوجیت پر انشاء اللہ حمل ہو جائے گا نقش مذکور کے نیچے گیارہ اسم غوث پاک کے لکھے جو اسم قطب مشہور ہیں اور دشمن کو نیست و نابود کرنے کے لئے روزانہ گیارہ سو بار ورد کرنا ضروری ہے۔

(۱۲) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ الخ برائے شکستن و تفرقہ دشمن گیارہ دن پانچ سو بار پڑھنا چاہیئے۔

(۱۳) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ الخ برائے ہلاکت دشمن کے لئے سو بار پڑھنا ہے۔

(۱۴) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ الخ برائے امراض لاعلاج کے لئے گیارہ روز، روزانہ گیارہ سو بار پڑھنا ضروری ہے اور پھر مریض پر دم کرے انشاء اللہ صحت یاب ہو گا۔

(۱۵) وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ الخ برائے زخم چشم گیارہ بار پانی پر دم کر کے

تھوڑا پانی پلاتے اور تھوڑا آنکھوں پر ڈالے اور اگر کسی کا دل مردہ ہو اور ہر وقت غم ناک ہو تو گیارہ روز تک ہر روز گیارہ سو بار پڑھنا لازمی ہے اور عشق الٰہی کے لئے بھی تریاق ہے۔

(۱۶) وَمَا مِنْهَا الخ برائے تسخیر کو ایک با پرہیز گیارہ سو بار گیارہ دن روزانہ قبلہ رخ ورد کرے۔

(۱۷) وَتُخْبِرُنِی الخ برائے اطلاع اسرار غیبی ہر روز گیارہ سو بار گیارہ دن ورد کرے

(۱۸) مُرِیْدِیْ هِمْ الخ برائے حصول مقاصد و مراتب دینی و دینوی ایک سو بار روزانہ پڑھے

(۱۹) مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ الخ برائے دفع خوف و خطر شیطانی روزانہ ایک ہزار بار گیارہ دن پڑھے۔

(۲۰) طُبُوْ اِلَیَّ فِی السَّمَاءِ الخ برائے تسخیر خلائق و برائے طلب جاہ و جلال و مال و صال و بلند آوازگی و حصول نیک بختی ہر روز بلا ناغہ پانچ سو بار ہمیشہ ورد کرے

(۲۱) بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ الخ برائے تسخیر جملہ خلائق و برائے حصول جاہ و جلال گیارہ روز ہزار بار پرہیز کے ورد کرے اور خطرات شیطانی کے دفعیہ کے واسطے سو بار روزانہ ورد رکھے۔

(۲۲) بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ الخ برائے تسخیر جملہ خلائق و برائے حصول جاہ و جلال گیارہ روز ہزار بار پرہیز کے ورد کرے اور خطرات شیطانی کے دفعیہ کے واسطے سو بار روزانہ ورد کرے۔

(۲۲) نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ الخ برائے کشود وحدت وجود گیارہ روز پانچ ہزار پانچ سو بار

وزانہ پڑھے اور پھر ایک سو بار روزان مداومت کرے نیز موافقت مرد اور عورت
کے گیارہ دفعہ شکر پر دم کر کے کھلاوے انشاء اللہ موافقت ہو جائے گی۔

(۲۳) دَرَسْتُ الْعِلْمَ الخ برائے حصول علم ظاہری اور باطنی ایک سو گیارہ مرتبہ بعد
از صبح بلا ناغہ ورد کرے۔

(۲۴) وَكُلُّ وَلِيٍّ لَهُ قَدَمٌ الخ برائے زیارت معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ
لم یا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز یَا رَزَّاقُ یَا فَتَّاحُ یَا وَهَّابُ یَا عَزِیْزُ
غَنِیُّ یَا مُغْنِیْ یَا اللهُ یَا مُعِزُّ ہر بار شعر کے بعد ملا کر پڑھے ایسی جگہ جہاں کسی کی
از کان میں نہ پڑھے اور ہزار دفعہ روزانہ چلہ میں بیٹھ کر چالیس یوم پڑھے انشاء اللہ
ب حاصل ہو گا۔

(۲۵) مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ الخ برائے فتح و نصرت براعداء روزانہ ایک سو بار گیارہ روز
تر پڑھنا چاہیے۔

(۲…) اَنَا الْجِیْلِیُّ الخ یَا بَاسِطُ یَا رَافِعُ یَا عَالِمَ الْغَیْبِ الشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ
حِیْمُ حَسْبِیَ اللهُ گیارہ سو بار برائے خلقت میں مشہوری کے لئے نیز اس شعر کا
کال کر پر کر کے نوزائیدہ کے گلے میں باندھے انشاء اللہ تمام آفات سے محفوظ و
رہے گا۔

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مُقَامِیْ الخ برائے حصول بلندی مراتب روزانہ با
ایک سو گیارہ بار معمول بنائے۔

عَبْدُ الْقَادِرِ الخ برائے ہر جائز مشروع مقصد و دفع دشمن و بلیات ایک سو دفعہ
ورد رکھے اور بعد وظیفہ ختم شریف پڑھ کر ثواب روح پر فتوح پر پہنچائے۔

مندرجہ بالا وضاحت سے معلوم ہوا کہ قصیدہ غوثیہ شریف کی زکواۃ دے کر پڑھنا
دنیا و مافیہا کے خزائن سے مستفید ہونے کا ایک اہم ذریعہ ہے

درود کبریت احمر

درود کبریت احمر غوث صمدانی ہیکل نورانی کی تصنیف ہے اس درود شریف کا پڑھنا قادری طالب کے لئے یعنی مبتدی اور منتہی کے لئے کیمیائے سعادت ہے۔ سلوک کے منازل طے کرنے میں زیادہ تر بہدف ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ عَدَدًا وَ اَنْمٰى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَ اَزْكٰى تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا مُؤَبَّدًا وَ اَسْنٰى سَلَامِكَ اَبَدًا مجددا عَلٰى اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْاِنْسَانِيَّةِ وَ الْجَانِيَّةِ مَعْدِنِ الدَّقَائِقِ الْاِيْمَانِيَّةِ وَ طُوْرِ التَّجَلِّيَاتِ الْاِحْسَانِيَّةِ وَ مَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ عُرُوْسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدُّوْسِيَّةِ وَ اِمَامِ الْحَضْرَتِ الرَّبَّانِيَّةِ وَاسِطَةِ عِقْدِ النَّبِيِّيْنَ وَ مُقَدَّمَةِ جَيْشِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ قَائِدِ رَكْبِ الْاَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَ اَفْضَلِ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِيْنَ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰى وَ مَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰى شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَ مُشَاهِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ وَ تَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَ الْحِكَمِ مُظْهِرِ سِرِّ الْجُوْدِ الْجُزْئِيِّ وَ الْكُلِّيِّ وَ اِنْسَانِ عَيْنِ الْوُجُوْدِ الْعِلْوِيِّ وَ السِّفْلِيِّ رُوْحِ جَسَدِ الْكَوْنَيْنِ وَ عَيْنِ حَيٰوةِ الدَّارَيْنِ الْمُتَخَلِّقِ بِاَعْلٰى رُتَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ الْمُتَحَقِّقِ بِاَسْرَارِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِيَّةِ الرَّبُوْبِيَّةِ سَيِّدِ الْاَشْرَافِ وَ جَامِعِ الْاَوْصَافِ الْخَلِيْلِ الْاَعْظَمِ الْحَبِيْبِ الْاَكْرَمِ نَبِيِّكَ الْعَظِيْمِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْاَوَّلِ الْاٰخِرِ الْبَاطِنِ الظَّاهِرِ الْعَاقِبِ الْحَاشِرِ النَّاهِيْ الْاٰمِرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ الشَّاكِرِ الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمَاحِيْ الْمَاجِدِ الْعَزِيْزِ

اَلْحَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَابِدِ الْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ الْقَائِمِ السَّاجِدِ التَّابِعِ الشَّهِيْدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيْدِ
الْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ الْمُطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ الْخَاشِعِ الْبَرِّ الْمُسْتَنْصِرِ الْحَقِّ
الْمُبِيْنِ طٰهٰ يٰسٓ الْمُزَمِّلِ الْمُدَثِّرِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ
وَحَبِيْبِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى الرَّسُوْلِ الْمُجْتَبٰى الْحَكَمِ الْعَدْلِ
الْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ الْعَزِيْزِ الرَّؤُفِ الرَّحِيْمِ الْكَرِيْمِ نُوْرِكَ الْقَدِيْمِ وَصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ
مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَفِيِّكَ وَخَلِيْلِكَ وَحَبِيْبِكَ وَنَبِيِّكَ وَوَلِيِّكَ
وَاَمِيْنِكَ وَدَلِيْلِكَ وَنَجِيِّكَ وَنَجِيْبِكَ وَنُخْبَتِكَ وَذَخِيْرَتِكَ وَخِيْرَتِكَ
اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْبِرِّ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَيْشِيِّ الْهَاشِمِيِّ
الْمَكِّيِّ الْمَدَنِيِّ التِّهَامِيِّ الشَّاهِدِ الْمَشْهُوْدِ الْوَلِيِّ الْمُقَرَّبِ الْعَبْدِ الْمَسْعُوْدِ الْحَبِيْبِ
الشَّفِيْعِ الْحَسِيْبِ الرَّفِيْعِ الْمَلِيْحِ الْبَدِيْعِ الْوَاعِظِ الْعَطُوْفِ الْحَلِيْمِ النَّذِيْرِ الْجَوَادِ
الْكَرِيْمِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ الْاَمِيْنِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ
بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ الَّذِيْ اَدْرَكَ الْحَقَائِقَ بِجُمْلَتِهَا وَفَاقَ الْخَلَائِقَ بِرُمَّتِهَا
وَجَعَلْتَهٗ حَبِيْبًا وَنَاجَيْتَهٗ قَرِيْبًا وَاَدْنَيْتَهٗ رَقِيْبًا وَخَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ
وَالْبِشَارَةَ الدَّلَالَةَ النِّذَارَةَ وَالنُّبُوَّةَ وَنَصَرْتَهٗ بِالرُّعْبِ وَظَلَّلْتَهٗ بِالسَّحَبِ وَ
رَدَدْتَ لَهُ الشَّمْسَ وَشَقَقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَاَنْطَقْتَ لَهُ الضَّبَّ وَالظَّبْيَ وَالذِّئْبَ
وَالْجِذْعَ وَالذِّرَاعَ وَالْجَمَلَ وَالْجَبَلَ الْمَدَرَ وَالشَّجَرَ وَاَنْبَعْتَ مِنْ اَصَابِعِهِ الْمَاءَ
الزُّلَالَ وَاَنْزَلْتَ مِنَ الْمُزْنِ بِدَعْوَتِهٖ فِيْ عَامِ الْمَحْلِ وَالْجَدْبِ وَابِلَ الْغَيْثِ
وَالْمَطَرِ فَاَعْشَوْشَبَ مِنْهُ الْقَفْرُ وَالْوَعْرُ وَالصَّخْرُ وَالسَّهْلُ وَالرَّمْلُ وَالْحَجَرُ وَ
اَسْرَيْتَ بِهٖ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اِلَى السَّمٰوَاتِ الْعُلٰى اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى اِلٰى

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى وَاَرَيْتَهُ الْاٰيَتَهُ الْكُبْرٰى وَاَنَلْتَهُ الْغَايَتَهُ الْقُصْوٰى وَاَكْرَمْتَهُ
بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَالْمُشَافَهَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ بِالْبَصَرِ وَخَصَّصْتَهُ
بِالْوَسِيْلَةِ الْعُظْمٰى وَالشَّافِعَةِ الْكُبْرٰى يَوْمَ الْفَزْعِ الْاَكْبَرِ فِى الْمَحْشَرِ وَ
جَمَعْتَ لَهُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ الْحِكَمِ وَجَعَلْتَ اُمَّتَهُ خَيْرَ الْاُمَمِ وَغَفَرْتَ لَهُ
مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ الَّذِىْ بَلَّغَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّى الْاَمَانَةَ وَنَصَحَ الْاُمَّةَ
وَجَلَى الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتّٰى اَتَاهُ الْيَقِيْنُ اللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اللّٰهُمَّ عَظِّمْهُ فِى الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ
ذِكْرِهِ وَاِبْقَاءِ شَرِيْعَتِهِ وَفِى الْاٰخِرَةِ بِشَفَاعَتِهِ فِىْ اُمَّتِهِ وَاَجْزِلْ اَجْرَهُ وَمَثُوْبَتَهُ وَ
اَبِدْ فَضْلَهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَتَقْدِيْمِهِ عَلٰى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِيْنَ
ذَوِى الشُّهُوْدِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرٰى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَاَعْطِهِ سُؤْلَهُ
فِى الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى كَمَا اٰتَيْتَ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى سه بار

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ اَكْرَمِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ فَضْلًا وَّمِنْ اَرْفَعِهِمْ عِنْدَكَ دَرَجَةً
وَاَعْظَمِهِمْ خَطَرًا وَّاَمْكَنِهِمْ عِنْدَكَ شَفَاعَةً اللّٰهُمَّ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَاَفْلِحْ حُجَّتَهُ وَ
اَبْلِغْهُ مَامُوْلَهُ فِىْ اَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاُمَّتِهِ مَا تَقَرَّبَ بِهِ عَنْهُ وَاَجْزِهِ عَنَّا خَيْرَ مَا
جَزَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهِ وَاجْزِ الْاَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرًا اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا
محمد عدد ما شاهدته الابصار و سمعته الاذان و صلِ و سلم عليه عدد من
صلى اليه وصل وسلم عليه عدد من لم يصل عليه وصل وسلم عليه كما
تحب و ترضى ان يصلى عليه وصل وسلم عليه كما امرتنا انْ يصلى عليه
وصل وسلم عليه كما ينبغى ان يصلى عليه

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ عَدَدَ نَعْمَاءِ اللّٰهِ وَاَفْضَالِهٖ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَحْفَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَعَشِيْرَتِهٖ وَاَصْهَارِهٖ وَاَخْتَانِهٖ وَاَحْبَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَاَنْصَارِهٖ وَخَزَنَةِ اَسْرَارِهٖ وَمَعَادِنِ اَنْوَارِهٖ كُنُوْزِ الْحَقَائِقِ وَهُدَاةِ الْخَلَائِقِ وَنُجُوْمِ الْاِهْتِدَاءِ لِمَنِ اقْتَدٰى وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا دَائِمًا اَبَدًا وَارْضَ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضًى سَرْمَدًا عَدَدَ خَلْقِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَرِضَاءَ نَفْسِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَاكِرٌ وَكُلَّمَا سَهٰى عَنْ ذِكْرِكَ غَافِلٌ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَلَنَا صَلَاحًا وَاٰتِهِ الْوَسِيْلَةَ الْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَاللِّوَاءَ الْمَعْقُوْدَ الْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَصَلِّ يَارَبِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ گیارہ بار — ١١

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ الرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهٗ عَدَدَ مَا مَضٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلٰوةً تَسْتَغْرِقُ الْعَدَّ وَتُحِيْطُ بِالْحَدِّ صَلٰوةً لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا اِنْتِهَاءَ وَلَا اَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَوَاتِكَ الَّتِيْ صَلَّيْتَ عَلَيْهِ صَلٰوةً مَعْرُوْضَةً عَلَيْهِ مَقْبُوْلَةً لَدَيْهِ صَلٰوةً دَائِمَةً بِدَوَامِكَ بَاقِيَةً بِبَقَائِكَ لَا مُنْتَهٰى لَهَا دُوْنَ عِلْمِكَ صَلٰوةً تُرْضِيْكَ وَتُرْضِيْهِ وَتَرْضٰى بِهَا عَنَّا صَلٰوةً تَمْلَاُ الْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ صَلٰوةً تَحُلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهَا الْكُرَبُ وَتَجْرِيْ بِهَا لُطْفُكَ مِنْ اَمْرِيْ وَاُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَبَارِكْ لَنَا عَلَى الدَّوَامِ وَاهْدِنَا وَعَافِنَا وَاجْعَلْنَا اٰمِنِيْنَ وَيَسِّرْ لَنَا اُمُوْرَنَا نَافِعَ

الرَّاحَۃَ لِقُلُوْبِنَا وَ اَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَۃَ الْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِنَا وَ دُنْیَانَا وَ اٰخِرَتِنَا وَ تَوَفَّنَا عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَاجْمَعْنَا مَعَہٗ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ غَیْرِ عَذَابٍ بَئِیْسٍ وَ اَنْتَ رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمْکُرْ بِنَا وَ اخْتِمْ لَنَا مِنْکَ بِخَیْرٍ وَ عَافِیَۃٍ بِلَا مِحْنَۃٍ اَجْمَعِیْنَ خَتَمَ اللّٰہُ لَنَا بِالْحُسْنٰی ھُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرِ وَ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(آمین)

اَوْرَادُ الْاُسْبُوْعِ

یہ اَوْراد بھی غوث اعظم محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس العزیز کے معمولات میں سے ہیں۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد یا بوقت نماز مغرب بھی مناسب وقت ہو اُس روز کی مناسبت سے پڑھنا چاہیے۔

وِرْدُ یَوْمِ الْاَحَدِ (وظیفہ اتوار)

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْجَلِیْلُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اللَّطِیْفُ الْحَکِیْمُ الرَّؤُفُ الْعَفُوُّ الْمُؤْمِنُ النَّصِیْرُ الْمُجِیْبُ الْمُغِیْثُ الْقَرِیْبُ السَّرِیْعُ الْکَرِیْمُ ذُوالْاِکْرَام ذُوالطَّوْلِ رَبِّ اَکْسِنِیْ مِنْ جَمَالِ بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّۃِ مَا یُدْھِشُ اَلْبَابَ الذَّوَاتِ الْکَوْنِیَّۃِ فَتَتَوَجَّہُ اِلٰی حَقَائِقِ الْمُکَوَّنَاتِ تَوَجُّہَ الْمَحَبَّۃِ الذَّاتِیَّۃِ الْجَاذِبَۃِ اِلٰی شُھُوْدِ مُطْلَقِ الْجَمَالِ الَّذِیْ لَا یُضَادُّہٗ قُبْحٌ وَ لَا یَقْطَعُ عَنْہُ اِیْلَامٌ وَ اجْعَلْنِیْ مَرْحُوْمًا مِنْ کُلِّ رَاحِمٍ بِحُکْمِ الْعَطْفِ الْحُبِّیِّ الَّذِیْ لَا یَشُوْبُہٗ اِنْتِقَامٌ وَلَا یُنَقِّصُہٗ غَضَبٌ لَا یَقْطَعُ مَدَدَہٗ ھُوَ الرَّحِیْمُ رَبَّاہُ رَبَّاہُ غَوْثَاہُ یَا خَفِیًّا لَا یَظْھَرُ یَا

ظَاهِراً لَا يَخْفٰى لُطفتْ اَسْرَارُ وُجُوْدِكَ الْاَعْلٰى فَتَرٰى فِيْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ وَ عَلَتْ اَنْوَارُ ظُهُوْرِكَ الْاَقْدَسِ فَبَدَتْ فِيْ كُلِّ مَشْهُوْدٍ فَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الْمَنَّانُ بِالرَّافَةِ وَالْعَفْوِ السَّرِيْعِ بِالْمَغْفِرَةِ مَاْمَنُ الْخَائِفِيْنَ نَصِيْرُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ الْقَرِيْبُ بِمَحْوِ اجِهَاتِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ عَنْ عُيُوْنِ الْعَارِفِيْنَ يَا كَرِيْمُ يَا ذَ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سَلَامٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۞

وِرْدُ الْاِثْنَيْنِ (وظیفہ سوموار)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

هُوَ اللهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَكِيْمُ الرَّحِيْمُ الْفَعَّالُ اللَّطِيْفُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الصَّبُوْرُ الرَّشِيْدُ الرَّحْمٰنُ رَبِّ اَذِقْنِيْ بَرْدَ حِلْمِكَ عَلَيَّ حَتّٰى اَبْتَهِجَ بِهٖ فِيْ عَوَالِمِيْ فَلَا اَشْهَدُ فِي الْكَوْنِ اِلَّا مَا يَقْتَضِيْ سُكُوْتِيْ وَرِضَائِيْ فَاِنَّكَ الْحَقُّ وَاَمْرُكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبِّ اَشْهِدْنِيْ مُطْلَقَ فَاعِلِيَّتِكَ فِيْ كُلِّ مَفْعُوْلٍ حَتّٰى لَا اَرٰى فَاعِلاً غَيْرَكَ لَا كَوْنُ مُطْمَئِنًّا كَيْفَ جَرَيَانِ اَقْدَارِكَ مُنْقَادُ الْكُلِّ حُكْمٍ وَ وُجُوْدٍ عَيْنِيْ وَ غَيْبِيْ وَ بَرْزَخِيْ يَا نَافِخًا رُوْحَ اَمْرِهٖ فِيْ كُلِّ عَيْنٍ اِجْعَلْنِيْ مُنْفَعِلاً فِيْ كُلِّ حَالٍ لِمَا يُحَوِّلُنِيْ عَنْ ظُلُمَاتِ تَكْوِيْنَاتِيْ وَالْحِقْ فِعْلِيْ وَ فِعْلَ الْفَاعِلِيْنَ فِيْ اَحَدِيَّةِ فِعْلِكَ وَ تَوَلَّنِيْ بِجَمِيْلِ حَمِيْدِ اِخْتِيَارِكَ فِيْ تَوَجُّهَاتِيْ وَ اَفْنِ مِنِّيْ اِرَادَتِيْ وَ صَبِّرْنِيْ وَ سَدِّدْنِيْ وَارْحَمْنِيْ وَ اصْبِحْنِيْ يَا لَطِيْفُ الْعِنَايَةِ بِمَعِيَّةٍ خَاصَّةٍ مِّنْكَ وَ حَقِّقْنِيْ بِقُرْبِكَ الَّذِيْ لَا وَحْشَةَ مَعَهٗ يَا رَحْمٰنُ يَا سَلَامُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۞

وِرْدِ یَوْمُ الثُّلاثَاء (وظیفہ منگل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِلٰھِیْ مَا اَحْلَمَکَ عَلٰی مَنْ عَصَاکَ وَمَا اَقْرَبَکَ مِمَّنْ دَعَاکَ وَمَا اَعْطَفَکَ عَلٰی مَنْ سَئَلَکَ وَمَا اَرْاَفَکَ بِمَنْ اَمَلَکَ مَنْ ذَالَّذِیْ سَاَلَکَ فَحَرَمْتَہٗ اَوِ الْتَجَاءَ اِلَیْکَ فَاَسْلَمْتَہٗ اَوْ تَقَرَّبَ مِنْکَ فَاَبْعَدْتَہٗ اَوْ ھَرَبَ اِلَیْکَ فَطَرَدْتَہٗ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اِلٰھِیْ اَتَرَاکَ تُعَذِّبُنَا وَ تَوْحِیْدُکَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ مَا اَخَالُکَ تَفْعَلُ وَلَئِنْ فَعَلْتَ لَتَجْمَعُنَا مَعَ قَوْمٍ طَالَ مَا بَغَضْنَاھُمْ لَکَ فَبِالْمَکْنُوْنِ مِنْ اَسْمَاءِکَ وَمَا وَارَتْہُ الْحُجُبُ مِنْ بَھَائِکَ اَنْ تَغْفِرَ لِھٰذَا النَّفْسِ الْھَلُوْعِ وَلِھٰذَا الْقَلْبِ الْجَزُوْعِ اَلَّذِیْ لَا یَصْبِرُ لِحَرِّ الشَّمْسِ فَکَیْفَ یَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِکَ یَا حَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا رَحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الذُّلِّ اِلَّا اِلَیْکَ وَ مِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْکَ وَ مِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ کَمَا صُنْتَ وُجُوْھَنَا اَنْ تَسْجُدَ لِغَیْرِکَ فَصُنْ اَیْدِیْنَا اَنْ تَمْتَدَّ بِالسُّوَالِ بِغَیْرِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

وِرْدِ یَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ (وظیفہ بدھ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِلٰھِیْ عَمَّ قِدَمُکَ حَدَثِیْ وَلَا اَنَا وَالشَّرَقَ سُلْطَانُ نُوْرِ وَجْھِکَ فَاَضَاءَ ھَیْکَلَ بَشَرِیَّتِیْ وَلَا سِوَاکَ فَمَا دَامَ مِنِّیْ فَبِدَوَامِکَ وَمَا فَنِیَ عَنِّیْ فَبِرُبُوْبِیَّتِیْ اِیَّایَ وَاَنْتَ الدَّائِمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْاَلُکَ بِالْاُنْسِ اِذَا تَقَدَّمْتَ وَ بِالْھَاءِ اِذَا تَاَخَّرْتَ وَ

بِالْهَاءِ مِنِّیْ اِذَا انْقَلَبْتُ لَا مَا اَنْ تُفْنِیَنِیْ بِکَ عَنِّیْ حَتّٰی نَلْتَحِقَ الصِّفَۃُ بِالصِّفَۃِ وَ تَقَعَ الرَّابِطَۃُ بِالذَّاتِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ ۔

وِرْدُ یَوْمَ الْخَمِیْسِ (وظیفہ جمعرات)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الٓمّٓ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ عَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ بِمَا سَاَلَکَ بِہٖ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْاَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ مَلَاَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ وَ بِقُدْرَتِکَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِھَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ وَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ یَا لَطِیْفُ قَبْلَ کُلِّ لَطِیْفٍ وَ یَا لَطِیْفُ بَعْدَ کُلِّ لَطِیْفٍ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ لَطُفْتَ بِخَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْاَلُکَ یَا رَبِّ کَمَا لَطُفْتَ بِیْ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَحْشَاءِ اُلْطُفْ بِیْ فِیْ قَضَائِکَ وَ قَدَرِکَ وَ فَرِّجْ عَنِّی الضِّیْقَ وَ لَا تُحَمِّلْنِیْ مَا لَا اُطِیْقُ بِحُرْمَۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمْ وَ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِیْ بِخَفِیِّ خَفِیِّ خَفِیِّ لُطْفِکَ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ الْخَفِیِّ اِنَّکَ قُلْتَ وَ قَوْلُکَ الْحَقُّ اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ

يرزق من يشاء وهو القوي العزيز وحسبنا الله و نعم الوكيل والحمد لله رب العالمين ٥

وِرْدُ يَوْمِ الْجُمُعَة (وظيفه بروز جمعه)

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ انّي اَسْئَلُكَ بِعظيم قديم كريم مكنونِ مخزونِ اسْمائِكَ وَ بانواع اجناسِ رقوم نقوش انوارك وَ بعزيز اِعزازِ تعزّز عزّتِكَ وَ بحول طول جول شديد قوّتك و بقدر مقدار اقتدار قدرتِكَ وبتاييد وتحميد تمجيد تعظيم عظمتك وبسمو نمو علو رفعتِكَ و بقيوم ديموم دوامك مدّتك وبرضوان غفران امان مغفرتك وَرفيع بديع منيع سلطانك وسطوتك وَ برهبوت عظموت جبروت جلالك و بصلات سعات سعة بساط رحمتك و بلوامع بوارق صواعق عجيج هجيج رهج نور ذاتك وبقهر جهر ميمون ارتباط وحدنيتك بهدير هيار تيار نبار امواج بحرك المحيط بملكوتك و باتساح انفساح ميادين برازخ كرسيك و بهيكليات علويات روحانيات املاك افلاك عرشك و باملاك الروحانيين المدبرين للكواكب المديرة ـ بافلاكك وبحنين انين تسكين قلوب المريدين بقربك و بخضعات حرقات زفرات الخائفين من سطوتك و بآمال نوال اقوال المجتهدين في مرضاتك و بتخضيع تفظيع تفظع تعظيم مرائر الصابرين على بلوائك و بتعبد تمجد تجلد العابدين على

طَاعَتِکَ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا مُقِیْمُ یَا قَوِیْمُ اِطْمِسْ بِسْمِ اللّٰهِ
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شَرَّ سُوَیْدَاءِ قُلُوْبِ اَعْدَائِنَا وَاَعْدَاءِکَ وَ دُقَّ اَعْنَاقَ رُءُوْسِ
الظَّلَمَۃِ بِسُیُوْفِ نَشَاتِ قَهْرِکَ وَ سَطْوَتِکَ وَ اَحْجِبْنَا بِحُجُبِکَ الْکَثِیْفَۃِ
بِحَوْلِکَ وَ قُوَّتِکَ وَ قُدْرَتِکَ عَنْ لَحَظَاتِ لَمَحَاتِ لَمْعَاتِ اَبْصَارِهِمُ الضَّعِیْفَۃِ
بِعِزَّتِکَ وَ قُدْرَتِکَ وَ سَطْوَتِکَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ وَصُبَّ عَلَیْنَا مَانَ اَنَا بِیْبِ
التَّوْفِیْقِ فِیْ رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اٰنَاءَ لَیْلِکَ وَ اَطْرَافِ نَهَارِکَ وَ غَمِّسْنَا فِیْ
اَحْوَاضِ سَوَاقِیْ مَسَاقِیْ بَرِّ بِرِّکَ وَ رَحْمَتِکَ وَ قَیِّدْنَا بِقُیُوْدِ السَّلَامَۃِ عَنِ
الْوُقُوْعِ فِیْ مَعْصِیَتِکَ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا قَوِیْمُ یَا مُقِیْمُ یَا
مَوْلَائِیْ یَا قَادِرُ یَا مَوْلَائِیْ یَا غَافِرُ یَا لَطِیْفُ یَا خَبِیْرُ اَللّٰهُمَّ ذَهِلَتِ الْعُقُوْلُ
وَانْحَصَرَۃِ الْاَبْصَارُ وَ حَارَتِ الْاَوْهَامُ وَ ضَاقَتِ الْاَفْهَامُ وَ بَعُدَتِ الْخَوَاطِرُ وَ
قَصُرَتِ الظُّنُوْنُ عَنْ اِدْرَاکِ کُنْهِ کَیْفِیَّۃِ ذَاتِکَ وَ مَا ظَهَرَ مِنْ بَوَادِیْ عَجَائِبِ
اَنْوَاعِ اَصْنَافِ قُدْرَتِکَ دُوْنَ الْبُلُوْغِ اِلٰی تَلَاْلُؤِ لَمْعَاتِ لَمَحَاتِ بُرُوْقِ شُرُوْقِ
اَسْمَائِکَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَوَّلُ یَا اٰخِرُ یَا ظَاهِرُ یَا بَاطِنُ یَا قَدِیْمُ یَا قَوِیْمُ یَا مُقِیْمُ
یَا نُوْرُ یَا هَادِیْ یَا بَدِیْعُ یَا بَاقِیْ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا
اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اِرْحَمْنَا اَللّٰهُمَّ مُحَرِّکَ الْحَرَکَاتِ وَ مُبْدِیَ نِهَایَاتِ الْغَایَاتِ وَ
مُخْرِجَ یَنَابِیْعِ قُضْبَانِ قَضَبَاتِ النَّبَاتِ وَ مُشَقِّقَ صُمِّ جَلَامِیْدِ الصُّخُوْرِ
الرَّاسِیَاتِ وَ الْمُنْبِعَ مِنْهَا مَاءً مَعِیْنًا لِلْمَخْلُوْقَاتِ وَالْمُحْیِیَ بِهِ سَائِرَ الْحَیَوَانَاتِ

وَ النَّبَاتَاتِ وَالْعَالَمِ بِمَا اِفْتَلَجَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ اَسْرَارِهِمْ وَ اَفْكَارِهِمْ وَ فَكِّ
رُمُوْزِ نُطْقِ اِشَارَاتِ خَفِيَّاتِ لُغَاتِ النَّمْلِ السَّارِحَاتِ يَا مَنْ سَبَحَتْ وَ قَدَّسَتْ
وَعَظَمَتْ وَ كَبُرَتْ وَ مَجَّدَتْ لِجَلَالِ كَمَالِ اَقْدَامِ اَقْوَالِ اَعْظَامِ عِزِّهِ الشَّهْرِ وَ فِیْ
هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَ فِیْ هٰذَا الْيَوْمِ وَ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ
مِمَّنْ دُعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَ اِلٰى دَارِكَ دَارُ السَّلَامِ اَدْنَيْتَهٗ بِفَضْلِكَ يَا جَوَادُ يَا جَوَادُ يَا
جَوَادُ جُدْ عَلَيْنَا وَ عَامِلْنَا بِمَا اَنْتَ اَهْلُهٗ وَ لَا تُقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ اَهْلُهٗ اِنَّكَ اَنْتَ
اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَوَّلُ يَا آخِرُ يَا ظَاهِرُ
يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ يَا قَوِيْمُ يَا مُقِيْمُ يَا نُوْرُ يَا هَادِیْ يَا بَدِيْعُ يَا بَاقِیْ يَا ذَا الْجَلَالِ
وَالْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اِسْتَغِيْثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا لَا
اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَسْئَلُكَ اَللّٰهُمَّ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ سَلَّمْ وَ اَنْ تَقْضِیَ حَوَائِجَنَا يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ـ

وِرْدُ یومِ السَّبْتِ (وظیفہ ہفتہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اَللّٰھُمَّ یا مَنْ نِعَمُہ لا تُحْصٰی وَ اَمْرُہٗ لا یعصی و نورہ لا یُطْفٰی وَ لُطْفُہ لا یخفٰی یا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ بِمُوْسٰی وَ اَحْیَ الْمیت لعیسی و جعل النّارِ بَرْدًا وسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ صَلِّ عَلٰی سیدِنَا مُحَمَّد و علٰی ال سیدنا محمد و اجعل لی من امری فَرْجًا وَ مَخْرَجًا اَللّٰھُمَّ بِتَلَألُؤِ نُوْرِ بَھَاءِ حجب عرشک من اعداء ی احْتَجَبْتُ وَ بِسَطْوَتِ الْجَبَرُوْتِ مِمَّنْ یَکِیْدُنِیْ تَحَصَّنْتُ و بحول طولِ حَوْلِ شدیدِ قوّتک مِنْ کُلِّ سُلْطَانٍ تَحَصَّنْتُ وَ بِدَیْمُوْمِ قَیُّوْمِ دُوَامِ ابدیتک مِن کُلِّ شَیْطَانٍ اِسْتَعَذْتُ و بمکنون السِّرِّ مِنْ سِرِّ سِرِّکَ مِنْ کُلِّ ھَامَۃٍ تَخَلَّصْتُ وَ تَحَصَّنْتُ یَا حامِلَ الْعَرْشِ عن حملۃِ الْعرش یا حابِسَ الْوحْش یا شَدِیْدُ الْبَطْشِ علیک تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْکَ اَنَبْتُ احبس عنی مَن ظَلَمَنِیْ و اغلب عَلٰی مَنْ غَلَبَنِی

كَتَبَ اللهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اِنَّ اللهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ اَللهُ اَكْبَرُ اَللهُ اَكْبَرُ اللهُ اَكبر و اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَمِيْعًا جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ تَفْعَلُ مَا تَشَاءُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

فضائل اسبوع شریف

اسبوع شریف حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے اَوراد میں سے ہے یہ سات دنوں کے الگ الگ اوراد ہیں یہ سلسلہ قادریہ اور دوسرے سلاسل کے اولیاء کرام کے معمولات میں سے ہے اس میں ذات الٰہی کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا گیا ہے یہ عرفان الٰہی کا خزینہ ہے اس سے باطن کھل جاتا ہے اور حجابات دور ہوجاتے ہیں اور اس سے مغفرت الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہونا ہے نصیب ہوجاتا ہے اور یہ بھی قرب الٰہی کے حصول کا احسن ذریعہ ہے اس کا عامل دین و دنیا میں کامران و کامیاب ہوتا ہے اگر تمہیں کوئی مصیبت آجائے تو بروز جمعہ دو رکعت نفل پڑھ کر اس کا ثواب بارگاہ غوثیہ میں پیش کر کے اس اسبوع شریف کو گیارہ بار پڑھ کر بارگاہ الٰہیہ میں اپنا سوال پیش کرے اللہ تعالیٰ جلد اس مصیبت کو اس سے ہٹا دے گا۔

صلواۃ کنز الاعظم

یہ درود شریف غوث اعظم محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کی تالیف ہے اور زیارت معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اکثیر اعظم کا درجہ رکھتا ہے دین و دنیا کے حصول مقاصد کے لئے نہایت زود اثر ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِکَ اَبَدًا وَاَنْمٰی بَرَکَاتِکَ سَرْمَدًا وَاَزْکٰی تَحِیَّاتِکَ فَضْلًا وَعَدَدًا عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلَائِقِ الْاِنْسَانِیَّۃِ وَمَجْمَعِ الْحَقَائِقِ الْاِیْمَانِیَّۃِ وَطُوْرِ تَجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّۃِ وَمَھْبَطِ الْاَسْرَارِ الرُّوْحَانِیَّۃِ وَعُرُوْسِ الْمَمْلَکَۃِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَاسِطَۃِ عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ وَمُقَدَّمِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ وَقَائِدِ رَکْبِ الْاَنْبِیَاءِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَاَفْضَلِ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ۔ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ الْاَعْلٰی وَمَالِکِ اَزِمَّۃِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی شَاھِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ وَمُشَاھِدِ اَنْوَارِ السَّوَابِقِ الْاُوَلِ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ مَظْھَرِ الْوُجُوْدِ الْکُلِّیِّ وَالْجُزْئِیِّ وَاِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ الْعُلْوِیِّ وَالسُّفْلِیِّ رُوْحِ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ وَعَیْنِ حَیَاتِ الدَّارَیْنِ الْمُتَحَقِّقِ بِاَعْلٰی رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّۃِ الْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِیَّۃِ الْخَلِیْلِ الْاَکْرَمِ وَالْحَبِیْبِ الْاَعْظَمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہٖ الْغَافِلُوْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

ختم قادریہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۱۱۱ مرتبہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۱۱۱ مرتبہ

سورۃ یٰسٓ شریف ۱ مرتبہ

سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ ۱۳۱ مرتبہ

یَا بَاقِیْ اَنْتَ الْبَاقِیْ ۱۱۱ مرتبہ

درود شریف مذکورہ ۱۱۱ مرتبہ

درود شریف مذکورہ ۱۱۱ مرتبہ

سورۃ اخلاص ۱۱۱۱ مرتبہ

حَسْبُنَا اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۱۱۱ مرتبہ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۱۱۱ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ آمِیْنَ ۱۱۱ مرتبہ

قصیدہ غوثیہ قطبیہ بائیہ

(۱) مَا فِی الصَّبَابَۃِ مَنْھَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِیَ فِیْہِ الْاَلَذُّ اَلْاَطْیَبُ

عشق محب کی کوئی بھی ایسی شراب نہیں جس کا سب سے
خوشگوار اور عمدہ جام میرا نہ ہو۔

(۲) اَوْ فِی الْوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ
اِلَّا وَ مَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَ اَقْرَبُ

اور وصال محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں۔ جہاں میری
منزلت سب پر فائق اور سب سے زیادہ قریب تر نہ ہو

(۳) وَھَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِھَا
فَحَلَتْ مَنَاھِلُھَا وَ طَابَ الْمَشْرَبُ

زمانے نے اپنی ہر پاکیزگی اور خوبی مجھے بطور نذر پیش کردی ہے
اور اسی کا ہر گھاٹ میرے لئے مبارک اور پانی میرے لئے
خوشگوار ہے۔

(۴) وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِکُلِّ کَرِیْمَۃٍ
لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا اللَّبِیْبُ وَ یَخْطُبُ

ہر وہ عالی قدر کمال مجھ سے وابستہ کردیا ہے جس کو صاحب
استعداد لوگ بھی حاصل نہیں کر سکتے بلکہ وہ اس کے حاصل کرنے
میں بھٹک کر رہ جاتے ہیں۔

(۵) أَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسُهُمْ
رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يُرَى مَا يُرْهِبُ

میں ان افراد میں سے ہوں جن کے پاس بیٹھنے والا زمانہ کے حوادث
سے گھبراتا ہے اور نہ کسی ڈراؤنی شے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔

(۶) قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ
عُلْوِيَّةٌ وَ بِكُلِّ جَيْشٍ مَرْكَبٌ

وہ ایسے افراد ہیں کہ ہر عزت و شرف میں ان کا بلند مرتبہ ہے اور
ہر جماعت میں انہیں امتیاز حاصل ہے۔

(۷) أَنَا بُلْبُلُ الْأَفْرَاحِ أَمْلَئُنِي دَوْحُهَا
طَرَباً وَ فِي الْعَلْيَاءِ بَازٌ أَشْهَبُ

میں عندلیب مسرت ہوں کہ باغ طرب میں مستانہ وار چہچہاتا رہا
ہوں اور عالم ملکوت میں باز اشہب ہوں (جو طاقت پرواز اور تیز
رفتاری کی صفت سے متصف اور مشہور ہے)

(۸) أَضْحَتْ جُيُوشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِيئَتِي
طَوْعاً وَمَهْمَا رُمْتُهُ لَا يَعْزُبُ

عشق و محبت کی تمام قوتیں اپنی خوشی سے میری مطیع ہو گئی ہیں
اور جس بھی محبوب حق کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اس کو اپنے
سے دور نہیں پاتا۔

(۹) أَصْبَحْتُ لَا أَمَلاً وَلَا أُمْنِيَّةً

اَرْجُوْا وَلَا مُوْعُوْدَةَ الرَّقَبُ

اب میں کسی بات کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ کسی مقرر وعدہ کا منتظر ہوں۔

(۱۰) مَازِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنَ الرِّضٰی
حَتّٰی وُهِبْتُ مَکَانَةً لَا تُوْهَبُ

میں رضامندی اور قرب الٰہی کے سبزہ زاروں سے اول دن سے ہی مستفید ہوں اور اب مجھے وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے جو کسی کو نہیں دیا جاتا۔

(۱۱) اَضْحَے الزَّمَانُ کَحُلَّةٍ مَرْقُوْمَةٍ
تَزْهُوْ وَ نَحْنُ لَهَا الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

زمانہ اپنے عمدہ مزین اور منقش لباس پر ناز کر رہا ہے اور ہم اس کے نقش و نگار کے جوہر حسن ہیں۔

(۱۲) اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اگلے لوگوں کا آفتاب ڈوب چکا ہے ہمارا آفتاب آسمان رفعت پر درخشاں ہے جو کبھی غروب نہ ہو گا۔ یعنی گزشتہ امتوں کے افتاد ہدایت (انبیاء کرام) غروب ہو چکے ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکیں مگر ہمارے آفتاب ہدایت (امت محمدیہ کے نبی) آسمان نبوت و رفعت پر تا قیامت درخشاں رہے گا کہ خاتم النبیین ہے

اس کی شریعت چار دانگ عالم میں تا قیامت جاری و ساری رہے گی۔

شریعت و طریقت

اوراد کے متعلق جو عارفانہ معلومات اس ناچیز کو میسر ہوتیں وہ سپرد قلم کئے بغیر اوراد سے یہ علم معرفت کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا اوران اوراد سے ہی مقامات سبعہ کو طے کیا جاسکتا ہے اوران تمام مقامات میں سے مقام نفس امارہ کو طے کرنا سب سے زیادہ مشکل ہے اور جب تک نفس امارہ کو قابو نہ کیا جائے تو معرفت میں ایک قدم آگے نہیں چل سکتا یہ ایک حجاب ظلمت ہے اس حجاب کو کلمہ طیبہ کے ذریعے سے ہی اٹھایا جاسکتا ہے باقی مقامات جلد طے ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ عبدیت گے مقام ہیں اور عبد غلام کو کہا جاتا ہے جب تک غلامی میں وفاداری نہ ہو اور غلام کی صفات سے موصوف متصف نہ ہو وہ آقا کا وفادار بن ہی نہیں سکتا اور آقا اپنے تابع دار غلام سے ہی خوش ہوتا ہے اور آقا کا منظور نظر ہوتا ہے جیسا کہ ایاز محمود غزنوی کا غلام تھا خلوص دل سے اس کا تابع فرمان تھا محمود غزنوی اپنے اس غلام سے۔ بہت زیادہ خوش تھا اور محمود غزنوی جن انعامات و کرامات سے ایاز کو نوازتے تھے وہ عوام و خواص سے پوشیدہ نہیں اس طرح اگر ایک بندہ جو کہ غلام کے معنیٰ میں ہے اس میں صفات غلامی کی پائی جائیں اور وہ خالق کائنات کا تابع فرمان بن جائے تو خالق کائنات اس سے جس وقت راضی ہوجاتا ہے اس وقت آسمانوں میں اعلان ہوتا ہے کہ فلاں ابن فلاں میرا دوست ہے پھر آسمان کے ملائک زمین کے ملائک میں یہ اعلان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ عوام و

خواص کے دلوں میں اس بندے کی بزرگی بیٹھ جاتی ہے اور لوگ اس شخص کو ولی اللہ کہنا شروع کر دیتے ہیں اس کے برعکس اگر کوئی شیطان کی بات کو مان کر نفس کا غلام بنے تو وہ شیطان کا دوست بن جاتا ہے اور اللہ کے نیک بندے اس کو شیطان کا ساتھی کہتے ہیں وہ معرفت حق سے محروم ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم محبوبان خدا کے غلام بن کر بندگان خدا کے اوصاف سے سرشار ہوں اور اس میں سب سے بڑا وصف عجز وانکساری ہے اَنَا کو مٹاتا ہے اور تکبر و غرور کو پس پشت ڈالتا ہے اگر کوئی اس کی عزت نہ کرے تو وہ خفہ نہیں ہو سکتا اور نہ یہ دل میں لا سکتا ہے کہ کسی نے میری عزت نہیں کی اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عزت مند ہے تو بندوں کی عزت کا کیا سوال ہے اور یہ تمام عنایات نفس امارہ کی مخالفت سے حاصل ہوتی ہیں اہل عرفان نے کیا خوب کہا ہے

شیر نر کو مارا تو کیا مارا بڑے اژدھے کو مارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا گر نفس امارہ کو مارہ

اللہ تعالیٰ ہمیں عبدیت کے ان مقامات سے سرفراز فرماتے جو ہمارے لئے نہایت ضروری ہے اور ہماری رواجابت ہمیں تب حاصل ہوگی جب کہ ہم نفس امارہ کی غیر مشروع مکروہ چالوں سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنا جوڑ اللہ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لگائیں اور یہ سعادت اولیاء کرام کی معیت میں ہی ہمیں حاصل ہو سکتی ہے اسی لئے خالق کائنات نے ارشاد فرمایا ہے "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین یعنی سچے

لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ طریقت شریعت کا مغز ہے بغیر طریقت کے شریعت کی مٹھاس حاصل کرنا محال ہے ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن ظاہر کا تعلق باطن سے اور باطن کا تعلق ظاہر کے ساتھ ہے دونوں لازم و ملزوم ہیں جس طرح عبادت کے لئے اپنے ظاہری کپڑوں اور بدن اور جگہ کا صاف کرانا ضروری ہے اس طرح انسان کا اپنے باطنی بدن کو باطنی نجاست سے بچانا بھی ضروری ہے اور اندر یعنی باطن کو صاف رکھے اپنے دل سے یہ نجاست غلیظہ دور کریں اور اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت اور عشق کے حصول کے لئے یہ صفائی ضروری ہے کیونکہ اگر برتن صاف نہ ہو تو کوئی اس میں دودھ نہیں ڈالتا اور اگر تمہارے گھڑے میں ایک قطرہ پیشاب کا ڈالا جائے تو وہ تمام گھڑا پلید ہو جائے گا اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے محبت رسول سے بھرپور صاف دل ہونا لازمی ہے۔

قصیدہ روحی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

(۱) شَهِدْتُ بِاَنَّ اللّٰهَ وَلِیُّ وِلَایَتِیْ
وَ قَدْ مَنَّ بِالتَّصْرِیْفِ فِیْ کُلِّ حَالَتِیْ

بے شک مجھے مشاہدہ سے یہ بات حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ولایت کا نگہبان ہے اور اس نے بلاشک مجھ پر احسان کیا ہے کہ مجھے ہر حال میں تصرف کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۲) سَقَانِیْ رَبِّیْ فِیْ کُئُوْسِ شَرَابِهٖ
وَاَسْکَرَنِیْ حُقْبًا فَهِمْتُ بِسَکْرَتِیْ

میرے رب نے اپنی شراب (محبت) مجھے پیالوں میں پلائی اور نشہ شراب سے میں مست ہوگیا پس سالہا سال اس نشے میں مخمور و سرمست رہا۔

(۳) وَ مَلَّکَنِیْ جَمِیْعَ الْجِنَانِ وَ مَاحَوَتْ
وَ کُلُّ مُلُوْکِ الْعَالَمِیْنَ رَعِیَّتِیْ

رب تعالیٰ نے جمع بہشت مع جملہ انعام واکرام ساز و برگ میری ملکیت کر دیئے ہیں اور جملہ عالم کے بادشاہ میری رعیت ہیں

(۴) وَ شَاءَ وَسَرُّ مُلْکِیْ سَاءَ شَرْقًا وَ مَغْرِبًا
وَ صِرْتُ لِاَهْلِ الْکَوْنَیْنِ غَوْثًا بِرَحْمَتِیْ

میرے ڈنکے جملہ عالم میں مشرق سے لے کر مغرب تک بج رہے ہیں میں اپنی رحمت سے موجودات ہر دو عالم کی فریادیں سن رہا ہوں۔

(۵) وَ فِیْ خَانِنَا اُدْخُلْ تَرَی الْکَأْسَ دَائِرًا
عَلٰی مَنَابِرِ الْاَقْطَابِ صَحَّتْ وِلَایَتِیْ

ہمارے خانہ حال میں داخل تو ہو وہ پھر دیکھے گا کہ جام محبت مصطفٰی کا دور چل رہا ہے ہماری ولایت (امر) جملہ اقطاب پر ثابت ہے۔

(۶) اَنَا قَادِرُ الْوَقْتِ قُطْبًا مُبَجَّلًا
وَلَا شَرِبَ الْعُشَّاقَ اِلَّا بَقِیَّتِیْ

میں ہی قادر الوقت اور بڑی عظمت و جلال والا قطب ہوں یعنی جملہ اقطاب کا سردار ہوں اور جملہ عشاق نے میری ہی پس خوردہ شراب محبت پی ہے۔

(۷) رُفِعْتُ عَلٰی مَنْ یَدَّعِیْ الْحُبَّ فِی الْوَرٰی
تَطُوْفُ بِیَ الْاَفْلَاکَ فِیْ حِیْنِ حَضْرَتِیْ

زمانہ بھر میں تمام داعیان محبت سے میرا مقام بلند ہے میرے دربار میں بوقت حاضری افلاک میرا طواف کرتے ہیں۔

(۸) نَعَمْ نَشَاْقِ فِی الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ اٰدَمَ
وَ قَرَّبَنِیْ الْمَوْلٰی فَعُزْتُ بِدَوْلَتِیْ

میں نے حضرت آدم علیہ السلام کے ظہور سے بھی قبل عشق الٰہی میں پرورش پائی۔ مجھے (ازل ہی سے) رب تعالیٰ کی حضوری حاصل ہے اور مجھے اس نے سرداری کے منصب سے نوازا ہوا ہے۔ ۹ اَنَا کُنْتُ فِیْ الْعُلْیَا وَ نُوْرُ مُحَمَّدٍ بِمَکْنُوْنِ عِلْمِ اللّٰہِ بِنُبُوَّتِیْ

(۹) مجھے اس وقت علیا مراتب حاصل تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک اللہ تعالیٰ کے علم میں نبوت کے ساتھ مکنون اور مستور تھا

(یعنی ازل میں اللہ تعالیٰ کے علم میں حضور علیہ السلام نبی تھے اور میں ولی تھا)

(۱۰) اَنَا کُنْتُ مَعَ اِدْرِیْسَ کَمَا ارْتَقیٰ الْعُلیٰ
وَ اَسْکَنْتُہٗ الْفِرْدَوْسَ اَحْسَنَ جَنَّتِیْ

جب حضرت ادریس علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو میں ان کے ساتھ تھا اور میں نے ہی ان کو جنت الفردوس میں عمدہ جگہ پر بٹھایا۔

(۱۱) اَنَا کُنْتُ مَعَ نُوْحٍ بِفُلْکٍ اِذَا جَرَتْ
وَ بِطُوْفَانٍ حَفِظْتُہٗ عَلیٰ کَفِّ رَاحَتِیْ

جب طوفان میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جاری ہوئی تو میں ان کی حکومت میں ان کے ساتھ تھا اور میں نے ہی کشتی کو ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر طوفان سے حفاظت کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔

(۱۲) اَنَا کُنْتُ مَعَ اِبْرَاھِیْمَ فِی النَّارِ مُلْقِیًا
وَ مَا طَفِئَتِ النَّارُ اِلَّا بِتَفْلَتِیْ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کے ساتھ تھا اور میں نے ہی اس آگ کو اپنے دم سے بجھایا تھا۔

(۱۳) اَنَا کُنْتُ مَعَ یَعْقُوْبَ فِیْ حُزْنِ یُوْسُفَ
وَ مَا اجْتَمَعَ الْاِثْنَانِ اِلَّا بِبَرَکَتِیْ

جب حضرت یعقوب علیہ السلام غم یوسفؑ میں مبتلا تھے تو میں ان کی معیت میں تھا اور ان دونوں کا ملاپ میری ہی برکت سے ہوا تھا۔

(۱۴) اَنَا کُنْتُ مَعَ رُؤْیَا الذَّبِیْحِ مُشَاهِدًا
وَ مَا اُنْزِلَ الْکَبْشُ اِلَّا بِفُتُوَّتِیْ

جب حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بیٹے کو ذبح کرنے کا خواب دیکھا تو میں ان کے ہمراہ تھا اور میری ہی مروت سے دنبہ نازل ہوا تھا۔

(۱۵) اَنَا کُنْتُ مَعَ اَیُّوْبَ فِیْ زَمَنِ الْبَلَاءِ
وَمَا بَرِئَتْ بَلْوَاهُ اِلَّا بِدَعْوَتِیْ

جب حضرت ایوب علیہ السلام بلا میں مبتلا تھے تو میں ان کے ساتھ تھا اور اس آزمائش سے نجات کے لئے میں نے ہی ان کے لئے دعاء کی اور میری ہی دعا سے ان کو بلا سے نجات ملی۔

(۱۶) وَ عَصَا مُوْسٰی مِنْ عَصَائِیْ اِسْتَمَدَّ بِهٖ
وَ مَا عَصَاهُ اِلَّا عَصَائِیْ وَ سَنَدَتِیْ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا میرے ہی عصا سے استمداد کرتا تھا وہ درحقیقت میرا ہی عصا اور سہارا تھا یعنی ان کی مدد بھی میں نے ہی کی تھی۔

(۱۷) اَنَا کُنْتُ مَعَ عِیْسٰی فِی الْمَهْدِ نَاطِقًا
وَ اَعْطَیْتُ دَاوٗدَ حَلَاوَةَ نِعْمَتِیْ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گہوارے میں میں نے ہی کلام کیا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی کی نعمت میں نے ہی عطا کی تھی۔

(۱۸) اَنَا اَوَّلُ الْقُدْسِ فِیْ عِلْمِ خَالِقِیْ
اَنَا اٰخِرُ الْمَبْعُوْثِ فِیْ سَرْمَدِ یَّتِیْ

اپنے خالق تعالیٰ کے علم میں جملہ قدسی صفات ارواح سے اول پیدا کیا گیا ہوں اور سب سے آخر مبعوث کیا گیا ہوں یہ منصب عالی مجھے دائمی حاصل ہے۔

(۱۹) وَ مَنْ قَبْلُ قَبْلَ الْاٰنِ فِیْ دَرَجِ الْعُلٰی
مُقِیْمًا وَّ فِی الْفِرْدَوْسِ مَسْمُوْعٌ کَلِمَتِیْ

میرے مدارج بہت عالی ہیں کون ہے جو میرے مرتبہ میں آگے ہیں جنت میں میرے نغمات سنے جاتے ہیں۔

(۲۰) وَاَعْطَانِیَ الرَّحْمٰنُ مِنْ غَیْبِ عِلْمِہٖ
ثَمَانِیْنَ عِلْمًا غَیْرَ عِلْمِ حَقِیْقَتِیْ

رب تعالیٰ نے مجھے علم حقیقت کے علاوہ اسی اور علوم اپنے علم غیب میں سے عطا کئے ہوتے ہیں۔

(۲۱) نَظَرْتُ اِلَی الدُّنْیَا جَمْعًا وَجَدْتُّھَا
کَخَرْدَلَۃٍ فِیْ وَسْطِ کَفِّیْ وَ رَاحَتِیْ

میں نے ساری دنیا پر نظر ڈالی اور اسے اپنی ہتھیلی کے وسط میں ایک رائی کے دانے کے برابر پایا۔

(۲۲) وَلَا مِنْبَرٌ اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ خُطْبَۃٌ
وَلَا مَسْجِدٌ اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ رَکْعَتِیْ

کوئی ایسا منبر نہیں جس پر میرا خطبہ نہیں پڑھا جاتا اور کوئی ایسی مسجد نہیں جس میں میرا ذکر خیر نہ ہو۔

(۲۳) مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا

اَنَا اَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَ یَوْمَ الْقِیَامَتِیْ

اے مرید! میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے میں تیری دنیا میں بھی اور روز قیامت کو بھی حمایت کروں گا۔

(۲۴) وَاَعْلَمُ بِمَوْجِ الْبَحْرِ وَ اَحْصٰی اَعْدَادَهَا
وَاَعْلَمُ بِرَمْلِ الْاَرْضِ کَمْ هِیَ رَمْلَتِیْ

میں سمندر کی امواج اور ان کی تعداد کو بھی جانتا ہوں اور روئے زمین پر ریت کے جتنے ذرات ہیں ان سب کی تعداد مجھے معلوم ہے۔

(۲۵) وَ اُوْصِیْکُمْ لَا تَقْعُدُوْ بِتَکَبُّرٍ
وَ اُوْصِیْکُمْ تَمْشُوا الطَّرِیْقَ الْحَمِیْدَتِیْ

میں تم سب کو وصیت کرتا ہوں کہ تکبیر کے ساتھ مت بیٹھو نیز وصیت کرتا ہوں کہ میرے عمدہ طریقہ کی پیروی کرو۔

(۲۶) وَمَا قُلْتُ هٰذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَّ اِنَّمَا
اُوْتِیَ الْاِذْنَ ـ یَعْرِفُوْنَ حَقِیْقَتِیْ

میں نے یہ قصیدہ فخریہ نہیں کہا بلکہ مجھے ، کا اذن دیا گیا ہے اور منشا الٰہیہ یہ ہے کہ لوگ میری حقیقت کو جان لیں۔

(۲۷) وَمَاقُلْتُ حَتّٰی قِیْلَ لِیْ قُلْ وَلَا تَخَفْ
لِاَنَّکَ وَلِیُّ اللہِ فِیْ کُلِّ حَالَتِیْ

میں نے یہ کلام نہیں کہا جب تک مجھے امر نہیں ہوا کہ کلام کر اور خوف نہ کر کیونکہ تو بیشک ہر حالت میں اللہ کا دوست ہے۔

(۲۸) وَ وَالِدَتِیْ زَهْرَاءُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ
وَ اَبِیْ اَمِیْرَ الْخَیْلِ دَامَ بِهِمْ بَرَکَتِیْ

میری دادی حضرت سیدۃ النساء زھراء علیہا السلام جناب محمد پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی ہے اور میرا دادا لشکر کے سردار حضرت شاہ علیؓ ہیں ان سب کی برکات ہر وقت میرے شامل حال ہیں۔

(۲۹) وَجَدِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ طٰهٰ مُحَمَّدٌ
اَنَا عَبْدُالْقَادِرِ شَیْخُ کُلِّ طَرِیْقَتِیْ

میرے نانا پاک جناب رسول اللہ طٰہٰ کے خطاب والے جناب محمد پاک ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میں سب طریقوں کا شیخ عبدالقادر ہوں۔

(۳۰) مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا
قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیَّتِیْ

اے میرے مرید! میرے دامن مضبوطی سے پکڑ لے میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

تعلیم آداب المریدین بحق مرشد کامل

مرید کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ اعتقاد کامل اور اخلاص و محبت سے صحبت مرشد میں رہ کر خدمت کرے اور کوئی فعل بد ہو یا نیک اور خیال و خطرہ قلب جو بھی مرید کے دل میں آتے مرشد سے نہ چھپائے اور چاہئے کہ اپنے افعال اور اپنی جان و مال اس کے سپرد کردیوے اور اس پر کسی حالت میں کوئی اعتراض نہ کرے یعنی اپنے آپ کو مرشد کے تصرف میں دے دیوے اور ہر حال میں مطیع اور فرمانبردار رہے اور کسی وجہ سے اپنے ظاہر و باطن میں مرشد کے تصرفات پر مجال اعتراض نہ لائے اور ہر حکم و فرمان کو ظاہراً و باطناً برضا و رغبت قبول کرے اور بحالت تنگ دستی غریبی مفلسی اور عاجزی اس کے حکم سے روگردانی نہ کرے اور خوشحالی میں اپنا مال و جان و تن بلکہ جو کچھ بھی ملکیت میں ہو مرشد پر قربان کرنے والا ہو چنانچہ مرید مرشد کے ہاتھ میں مانند مردہ کے ہو رہے تاکہ تعمیم حق کے مطابق جدھر اس کی مرضی ہو ادھر پھیرتا رہے نیز اس کے آگے نہ چلے بلکہ پیچھے چلے اور اس کے ہر امر کی تعمیل کرنے والا ہو اور اس کی گفتگو سے رنجیدہ خاطر نہ ہو اور مرشد کے ایسے حکم کے فرماتے جانے سے ڈرتا رہے جس کی تعمیل اس سے ناممکن ہو اور یہ بھی کہ مرشد سے تعلیم و تربیت حق لے کر دوسروں کو نصیحت کرنے کے لائق ہو کر نصیحت کرنے والا ہو اور خود بھی فرمانبردار ہو اور اس کے ہر حال و قال اور معاملات میں خاص طور پر لحاظ رکھنے والا ہو اور تعمیل حکم کے لئے ہر وقت تیار رہے اور اپنے تمام افعال و احوال مرشد کے سپرد کردے اور اس کے رازوں کو چھپائے اور جو کچھ مرشد فرمادے اس کو نگاہ میں رکھے اور کسی بات کو بے فائدہ سمجھ کر ترک نہ کرے اور کسی بات یا حکم کو فراموش نہ

کرے اور اس کے ہر آداب میں ادب ملحوظ رکھے اور اس کی ہر خصلت اپناتے اور اس کے ہر حال و قال اور دیگر امورات وغیرہ میں پیروی کرنے والا ہو وہ کام جس میں مرشد راضی نہ ہو ترک کردیوے اور کسی کام کو خواہ وہ دینی ہو یا دینوی بے اجازت و بے اشارت مرشد شروع نہ کرے اور نہ پہنے اور لے نہ دے اور نہ بے اجازت کھاتے نہ پیئے بلکہ اسی طرح عبادات ذکر و فکر تلاوت قرآن کریم و مراقبہ وغیرہ وغیرہ بے اجازت مرشد شروع نہ کرے اور جس کام کو مرشد ناپسند کرے ہرگز نہ کرے بلکہ کوئی کام اپنی مرضی سے بلا اجازت مرشد نہ کرے اور جو کچھ اوامر و نواہی سے فرماوے اس کی فوراً تعمیل کرے یعنی جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے نہ کرے جس طرح والدین کا ادب ضروری ہے اس طرح پیر و مرشد کا ادب اور زیادہ ہے کیونکہ وہ روحانی باپ ہے اس نے روحانی تربیت کرنی ہے۔

مقامات سبعہ کی پہچان خواب میں

مرید جب طریقت کے سلوک میں داخل ہو کر اوراد و وظائف مرشد کے بتاتے ہوتے طریقہ پر عمل میں لاتا ہے تو بذریعہ خواب کوئی نشانی اس کو دکھائی جاتی ہے جسے وہ اپنے پیر و مرشد کو بتا کر مزید رہنمائی حاصل کر سکتا ہے (۱) نفس امارہ کے لئے خواب میں حرام جانور مثلاً سور، کتا یا ہاتھی، بچھو، سانپ، چوہا، پسو، جوں دیکھے گا پس اس کو اپنے نفس امارہ کی صفائی کے لئے خدا کی یاد اور عبادت کی سخت ترین ضرورت ہے اور ذکر کلمہ پاک کی طرف متوجہ ہونا لازمی ہے زیادہ ضروری کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھنا ہے

اور اس کو پانچ لاکھ تک پڑھنا اس کے لئے بہت مفید ہے۔

(۲) دوسرا مقام نفس لوامہ ہے اس مقام کے طے کرنے میں بہت دشواری بڑھ جاتی ہے اور اس دشواری کو دور کرنے کے لئے وِرد اللہ ہے اس میں حلال جانوروں کی صورتیں اور شکلیں خواب میں نظر آئیں گی مثلاً بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ، مچھلی، کبوتر، بطخ، درخت، کھجور، گھوڑا اس وِرد اسم ذات اَللہُ سے یہ مقام طے ہو سکتا ہے اور اس ورد کو پانچ لاکھ کی تعداد پڑھے۔

(۳) تیسرا مقام نفس ملہمہ ہے اور اس کا ذکر ھُوْ ہے خواب میں، عورتیں، فاسق، کافر، ملحد، بے دین اور بد اعتقاد، بہرا، گونگا، چوکیدار، قصہ گو، دلال، قصاب وغیرہ دیکھے گا اور یہ مقام اس ورد ھُوْ سے طے ہو گا اور یہ بھی پانچ لاکھ تک پڑھنا ضروری ہے۔

(۴) چہارم مقام نفس مطمئنہ ہے اس میں وِرد حقٌ ہے اور خوابوں میں، قرآن مجید، انبیاء علیہم اسلام، عالم، پیر، قاضی کعبہ شریف، مدینہ منورہ، بیت المقدس یا جامع مسجد یا مدرسہ یا نیک لوگوں کا مکان وغیرہ نظر آتے ہیں۔ یہ مقام نفس مطمئنہ اسم حَقٌ سے طے ہو گا اور اس کا ورد بھی پانچ لاکھ پورا کرنا ہے۔

(۵) پنجم نفس راضیہ اس مقام کو نفس راضیہ کہا جاتا ہے اس کا ورد حَیٌّ ہے اور خوابوں میں فرشتے، غلمان، حور، براق، جنت دیکھے گا اور حَیٌّ سے یہ مقام طے ہو گا اور پانچ لاکھ تک پورا کرنا ضروری ہے۔

(۶) چھٹا مقام نفس مرضیہ ہے اس کے لئے ورد قَیُّوْمٌ ہے اور خوابوں میں اس کو ساتوں آسمان، سورج، چاند، ستارے، قندیل نظر آئیں گے اور یہ ورد پورے پانچ لاکھ تک پڑھنا ضروری ہے۔

(۷) ساتواں مقام نفس کاملہ ہے اس کے لئے وِرد قہّارٌ ہے اور خوابوں میں بارش، برف ندی، چشمہ، کنواں کو دیکھے گا اس مقام کو طے کرنے کے لئے ورد قہّارٌ کو پانچ لاکھ تک پڑھنا چاہئے۔

جواز وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیأً للّٰہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَا تَکْفُرُوْن (پ ۲ بقرۃ آیت ۱۵۲)

ترجمہ۔ پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور کفر نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کو متعدد مشروع طریقوں سے یاد کیا جاتا ہے اگر کوئی گناہ میں ملوث ہو رہا ہو اللہ تعالیٰ یاد آجائے اور اس گناہ کو ترک کردے یہ بھی ایک قسم کا ذکر ہے احکام الٰہی مسائل دینی کتاب لکھی ہو اور اس کتاب کو پڑھنے سے لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو یہ بھی ایک قسم کا ذکر ہے مشہور و معروف ذکر زبان اور دل سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے خواہ وہ جہری ہو یا سری۔ بہرحال ذکر ہی ذکر ہے۔ ہم تو قلبی ولسانی طور پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا ہم کو یاد کرنا کس طرح ہے مفسرین، محدثین، عارفین نے لکھا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی دیگر مخلوق سے اس کو یاد کرتا ہے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خدا کو یاد کیا اب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ذریعے غوث پاک کو یاد کرا رہا ہے کوئی گیارہویں شریف کی محفل منعقد کر کے یاد کرتا ہے کوئی تکلیف و مصیبت کے وقت یا روحانی سرور کے لئے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً للّٰہ کا وِرد کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا ہے اور اذکرکم میں

داخل ہے۔ بہجۃ الاسرار، تحفہ قادریہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی غائبانہ امداد کے متعلق مندرجہ ذیل مشہور و معروف کرامت منقول ہے شیخ ابو عمرو عثمان مریغینی اور شیخ ابو محمد عبدالحق حریری رحمۃ اللہ علیہما سے مروی ہے

کہ ۵۹۹ھ میں بمقام بغداد ہم اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ کے سامنے مدرسہ میں بروز اتوار ۱۳ صفر سنہ مذکور کو بیٹھے ہوئے تھے آپ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے یکایک کھڑے ہو گئے اور اپنی کھڑاؤں سمیت وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی جب سلام پھیر چکے تو بڑے زور سے نعرہ مارا اور اپنی ایک کھڑاؤں کو اٹھا کر ہوا میں پھینک دیا وہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی پھر آپ نے دوبارہ نعرہ مارا اور دوسرا کھڑاؤں کو پھینک دیا وہ بھی ہماری آنکھوں سے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئی پھر آپ چپ چاپ بیٹھ گئے مگر کسی کو آپ سے پوچھنے کی جرات نہ ہوئی ۲۳ دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے ہم نے حضرت سے اجازت مانگی کہ کیا ان سے نذر لی جائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک ان لوگوں سے نذر لے لو چنانچہ انہوں نے ایک من ریشم چند ریشمی کپڑے کچھ سونا اور شیخ کی وہ کھڑائیں جو آپ نے ایک دن پھینکی تھیں لاکر دے دیں ہم نے ان سے کہا کہ تمہیں یہ کھڑائیں کہاں سے ملیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم اتوار کے روز ۳ صفر کو چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ہم پر عرب کے بدو حملہ آور ہوئے انہوں نے ہمارا مال و متاع لوٹ لیا اور ہم میں سے بعض کو مار ڈالا اور بعض کو زخمی کیا پھر وہ جنگل کی طرف چل دیئے انہوں نے ہمارا مال و متاع لوٹ لیا اور ہم میں سے بعض کو مار ڈالا اور بعض کو زخمی کیا پھر وہ جنگل کی طرف چل دیئے ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے

جارہے تھے وہ ایک جگہ ٹھہر کر لوٹ کا مال و اسباب آپس میں تقسیم کرنے لگ گئے دور سے ہم بھی دیکھ رہے تھے اچانک ہمارے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس وقت ہم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے فریاد کریں اور اس سے امداد طلب کریں تو بہتر ہو گا ممکن ہے کہ آپ کی روحانی امداد سے ہم کو فائدہ پہنچے بنابریں ہم نے اپنے مال میں سے کچھ حصہ نذر مانا کہ اگر ہم کو ہمارا مال و اسباب واپس مل جائے اور ہم بھی صحیح سلامت رہے تو یہ سب کچھ ادا کر دیں گے چنانچہ ہم نے شیخ سے بایں الفاظ فریاد کرنی شروع کی یَا شَیْخ عَبْدُالْقَادِرْ جِیْلَانِیْ اَلْمَدَدْ

جب ہم تھوڑی دیر تک یہ وظیفہ پڑھتے رہے تو اچانک ایسی سخت اور مہیب آواز آئی کہ تمام لوگ کانپ اٹھے اور خوف زدہ ہو گئے اور جنگل بھی گونج اٹھا ہم نے اس وقت یہ خیال کیا کہ شاید ان لٹیروں کو لوٹنے کے لئے کوئی اور زبردست لٹیرے آ گئے ہیں جس سے یہ شور و غل پیدا ہوا ہے ابھی ہم ان خیالوں میں ہی تھے کہ چند آدمی ان کی طرف بڑھے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ اٹھو میاں ہمارے ساتھ چلو اور اپنا تمام مال و متاع گن گن کر لے لو اور جو مصیبت اس وقت ہم پر نازل ہوئی اس کو ملاحظہ کرو چنانچہ ہم ان کے ہمراہ چلے گئے وہاں پہنچ کر کیا دیکھتے ہیں کہ ان لٹیروں کے سردار مرے پڑے ہیں اور ان دونوں کے پاس ایک ایک گیلی کھڑاؤں پڑی ہے الغرض انہوں نے ہمارا تمام مال و اسباب صحیح و سلامت واپس دے کر کہا کہ یہ کوئی راز ہے جس کو ہم نہیں سمجھتے کسی اللہ کے مقبول بندے نے تمہاری یہ امداد کی ہے ہم نے کنایۃً اس راز کا افشاء کیا جب ان لٹیروں نے غوث صمدانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھی تو سچے دل سے تائب ہوئے اور وہاں سے آ کر سلسلہ عالیہ

قادریہ میں منسلک ہوتے اور روحانی منازل طے کر کے اولیاء اللہ میں داخل ہو گئے۔ گویا کہ یہ کھڑائیں موجب ہدایت میزائل تھے جو ڈاکوؤں پر گر کر تباہ کرنے کی بجائے موجب ہدایت و امن ثابت ہوتے آج کے مغرب زدہ و خارجیت کے جال میں پھنسے ہوتے اذہان و قلوب کی سمجھ سے یہ کھڑائیں بالا تر ہیں مگر اہل مغرب نے انہیں کھڑاؤں پر تحقیق کر کے میزائل وغیرہ ایجاد کر لئے۔

حضرت مولانا حافظ سید احمد صاحب سرور الخاطر الفاتر فی نداء یا شیخ عبدالقادر میں لکھتے ہیں

"غرض یہ کہ عقلی طور پر بھی روح کی مدد کرنا ممکن ہے یہ خلاصہ ہے تفسیر کبیر کا جب ان دلائل سے معلوم ہوگیا کہ اولیاء کرام اور نفوس قدسیہ کی امداد کرنا زندگی اور موت ہر دو حالت میں دور و نزدیک سے شرعاً نقلاً ثابت ہے تو اب جواز شیخ عبدالقادر جیلانی کا یا مطلق یا شیخ کہنے کا دور سے نکل آیا مگر ہم یہاں پر خاص اس مسئلہ میں ذرا مفصل لکھتے ہیں اور تبصریح اکابر دین اور خود حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز نقل کرتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ خود حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھ کو سختی کے وقت پکارے تو اس کی سختی دور ہو جاتی ہے اور صلواۃ الاسرار کا طریق فرمایا جس کو ہم نقل کر چکے ہیں اب ہم کہتے ہیں کہ وظیفہ میں نہ کوئی شرک ہے نہ فسق نہ بدعت بلکہ یہ وظیفہ معمول بھی مشائخ طریقت وغیرہم علماء کبار کا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر ہم کو اللہ کے لئے کچھ دو اب اس میں جن علماء نے موشگافی کی ہے یعنی جنہوں نے منع کیا ہے یا کفر کہا ہے اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ شیئاً للہ کے یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے لئے دو اس میں اللہ تعالیٰ کو محتاج اور اور شیخ کو محتاج الیہ بنا دیا ہے اس لئے منع ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ معنی غیر خدا میں تو ممکن ہو سکتے ہیں مگر حب اللہ کہا جائے گا تو عرفاً شرعاً یہ معنی لینا کسی عاقل کے ذہن میں نہیں آسکتا اور نہ کبھی آیا یا شریر کفار البتہ زکوٰۃ صدقات وغیرہ کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے جابجا فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے دو اس سے وہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ فقیر ہے جو ہم سے مانگتا ہے (نعوذ باللہ) ورنہ یہ معنی سلیم العقل والفہم نہیں لے سکتا بلکہ اس کا مطلب عرفاً شرعاً یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی و اکرام کے لئے ہمیں کچھ دو اسی لئے علامہ شامی نے رد المختار میں لکھا ہے اما قصد المعنی الصحیح فالظاھر انہ لا باس بہ یعنی صحیح معنی کے ارادہ میں ظاہرا کوئی حرج نہیں اور اگر مطلقاً للہ کہنا ناجائز ہو تو یہ کہنا بھی ناجائز ہو گا کہ فلاں فقیر کو اللہ کے لئے دو حالانکہ شرعاً عرفاً عقلاً یہ کہنا جائز ہے۔

(سرور الخاطر الفاتر ص ۲۹) مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نے غیر مقلد مولوی محی الدین کی کتاب الظفر المبین کے رد میں مشہور کتاب نصر المقلدین تحریر فرمائی اور اس کتاب کو علمی دنیا میں قبولیت عامہ کی سند حاصل ہوئی پیر طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف سے کسی نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پر اعتراض کیا تھا اور اس کو صاحب مہر منیر نے لکھا ہے **یا شیخ "عبدالقادر جیلانی شیا للہ پر اعتراض کا جواب"** ایک دفعہ اعتراض ہوا کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کی بجائے اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگنا چاہیئے کہ یا اللہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی کا صدقہ کچھ عطا فرما حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ سورۃ نساء میں فرماتے ہیں وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ ڈرو اس اللہ

سے جس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرتے ہو حق تعالیٰ نے یہاں اپنے نام کے واسطے سے سوال کرنے کو اپنے احسان کے طور پر بیان فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرنا جائز نہ ہوتا تو اس پر اپنا احسان نہ جتاتے بلکہ ایسا کرنے سے منع فرما دیتے لہذا جملہ مذکورہ جس کا مفاد اللہ کے نام کے واسطے سے کرنا ہے درست ہو گا"

(مہر منیر ص ۴۲۱)

بجتہ الاسرار میں ہے کہ عبداللہ جبائی لکھتا ہے کہ میں ہمدان میں اہل دمشق کے ایک شخص سے ملا جس کو ظریف کہتے تھے اس نے کہا کہ میں بشر قرظی سے نیشا پور یا خوارزم میں ملا اور اس کے ساتھ چودہ اونٹ لشکر کے تھے اس نے کہا کہ ہم ایک ایسے خوف ناک جنگل میں اترے کہ جس میں ایک بھائی دوسرے بھائی کے ساتھ خوف کے مارے ٹھہر نہ سکتا تھا اور جب شروع رات میں ہم نے اسباب اٹھایا تو چار لدے ہوئے اونٹوں کو گم پایا میں نے ان کو تلاش کیا تو نہ ملے اور قافلہ چل دیا میں قافلہ سے علیحدہ رہ گیا کہ اونٹوں کو تلاش کروں ساربان نے میری خاطر کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا ہم نے ان کو تلاش کیا تو نہ پایا جب صبح ہوئی تو مجھے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی بات یاد آگئی کہ آپ نے مجھے فرمایا تھا اگر تو کسی مصیبت میں پڑ جائے تو مجھے پکارو تمہاری تکلیف دور ہوگی تو میں نے کہا کہ یا شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں پھر میں نے صبح صادق کے وقت مشرق کی جانب ایک شخص کو ٹیلہ پر دیکھا جس کے کپڑے بہت سفید ہیں وہ مجھے اشارہ سے بلا رہا ہے کہ ادھر آؤ جب ہم ٹیلہ پر چڑھے تو وہاں کوئی آدمی نہ دیکھا پھر ٹیلہ کے نیچے چاروں اونٹوں کو جنگل میں بیٹھے ہوئے دیکھا ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلہ سے جا ملے (بجتہ

حضرت پیر سید غلام جعفر شاہ صاحب بخاری خلف الصدق حضرت پیر سلطان اکبر شاہ بھکر میاں والی اپنے فتوے جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ اپنے دارالافتاء بھکر میں لکھتے ہیں۔

سوال:- یا شیخ عبدالقادر شیاللہ کہنا شرعاً کیسا ہے اور اگر منع نہیں تو بھکر سے یہ ندا سنتے ہیں یا کہ بغداد میں جانا ضروری ہے اور محض اس کے لئے شد الرحال کیسا ہے اور حدیث شریف لا تشد الرحال کا کیا معنی ہے؟

جواب:- یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کہنا بایں معنی کہ اے شیخ عبدالقادر جیلانی کچھ دیجئے اکراماً للہ تعالیٰ جائز ہے چنانچہ وسیلہ جلیلہ میں ہے کہ یہ ترکیب مولدین عرب سے ہے اس کے دو معنی خیال میں آتے ہیں پہلے معنی یہ ہیں اے شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لئے دیجئے یہ معنی صحیح نہیں اس لئے کہ خدا کسی کا محتاج نہیں منکرین اس معنی کی لحاظ سے ناجائز کہتے ہیں تو ہم کو ان سے کوئی اختلاف نہیں ایسی حالت میں نزاع لفظی ٹھہری البلاغ المبین فی احکام رب العالمین و اتباع خاتم النبین میں ہے در ایں کلام خدارا شفیع گرایندہ اند و غوث را دہندہ و حقیقت بالعکس مے نمائد۔ دوسرے معنی یہ ہیں اے شیخ عبدالقادر جیلانی کچھ دیجئے اکراماً للہ تعالیٰ اس معنی میں کسی قسم کا فساد نہیں بلکہ منقادہم عرف ہوتے اور اس سے کسی قسم کی خرابی لازم نہیں آتی تو جملہ کو ایسے معنی پر عمل کرنا چاہئے نہ کہ معنی اول پر جو غیر صحیح ہے شامی میں ہے و اما قصد المعنی الصحیح فالظاهر انه لا باس به ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر علماء محدثین اس کے مجوز ہیں جیسے امام یافعی و خیر الدین رملی و سید عمر بصری مکی

و شیخ عبدالحق دہلوی و شیخ زین العابدین خوارزمی و شیخ حسین مکی و شاہ ولی اللہ دہلوی و علامہ شامی اگر اس سے معنی ثانی نہ ہوتے تو یہ اکابر ہرگز جائز نہ سمجھتے۔ (تحفہ جعفریہ ص ۱۹)

محمد اکرم قدسی اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں " ثقہ راویوں سے منقول ہے کہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ اِسْمِیْ کَاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی میرا نام حق تعالیٰ کے اسم اعظم کا اثر رکھتا ہے جو شخص صدق دل سے پڑھتا ہے۔ بہت موثر پاتا ہے حضرت اقدس کا اسم اعظم بغیر مؤکلات کے یہ ہے یَا شَیْخ عَبْدَالْقَادِر شَیْئًا لِلّٰہِ اور مؤکلات کے ساتھ یہ ہے کہ یا رفتائیل یا طاطائیل یا لومائیل بحق شیخ عبدالقادر شیئاً للہ اس اسم مبارک کو دونوں طریقوں سے اگر حق تعالیٰ کی محبت کے لئے پڑھتا ہے تو ہمزہ کے ضمہ کے ساتھ پڑھے اگر رفع اعداد کے لئے مطلوب ہے تو ہمزہ کی زیر پڑھے اگر تسخیر خلق کے لئے اور کشائش دنیاوی مطلوب ہے تو زبر کے ساتھ پڑھے اگر ظاہری و باطنی جمعیت کے لئے پڑھتا ہے تو ہمزہ کی سکون یعنی جزم کے ساتھ پڑھے اسم اعظم کی زکواۃ ترک حیوانات جلالی و جمالی کے ساتھ ایک لاکھ پچیس ہزار ہے اور اس کا روزانہ ورد ایک ہزار ایک بار ہے اگر کوئی شخص دولت و حشمت کی خاطر پڑھتا ہے تو روزانہ پانچ سو بار پڑھے مقصد حاصل ہو گا۔ (اقتباس الانوار ص ۲۰۰)

فوائد عثمانیہ میں سید محمد اکبر علی شاہ دہلوی حضرت پیر عثمان صاحب کے متعلق لکھتے ہیں (پیر محمد عثمان حسین علی واں بھچراں میانوالی کے استاد اور پیرومرشد ہیں) روزی ایں خادم در محفل فیض منزل حاضر گردید دراں وقت حضرت قبلہ و روحی فداہ بیان فرمودند کہ یک بار جناب حضرت لعل شاہ صاحب

برائے حج بیت اللہ شریف بطرف حرمین الشریفین تشریف بردہ بودند در مدینہ منورہ یک گروہ درویشان بمع پیر اوشان دیدند کہ حلقہ زدہ میکر دیدند او دست بردست میزند و میخواند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پیر اوشان بطور یک مرید خود نگاہ کردہ ضرب حق زدو باز ہیں طور گردید نہ پیر اوشان باز ہمیں طور بطرف دیگر مرید خود نگاہ کردہ ضرب حق زد و علی ھذا القیاس ہمیں طور درویشان خود را توجہ نمود من گفتم کہ طریقہ قادریہ داشتہ بودند (فوائد عثمانی ص ۲۷)

ایک دن یہ خادم اپنے پیر کے دربار میں حاضر ہوا تو قبلہ پیر صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ جناب حضرت لعل شاہ صاحب بیت اللہ شریف کے حج کے لئے تشریف لے گئے تھے کہ مدینہ پاک میں ایک گروپ درویشوں بمع ان کے پیر کو دیکھا کہ حلقہ باندھا تھا اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پڑھتے تھے اور ان کے پیر کسی ایک مرید کو نگاہ یعنی توجہ کرتے حق کا ضرب لگاتے پھر اس طرح دیکھتے اور کسی دوسرے مرید کو توجہ دیتے وہ حق کا ضرب لگاتا اس طرح اپنی درویشوں کو توجہ فرماتے میں نے کہا کہ یہ قادری طریقہ کے لوگ تھے۔

حضرت مولانا صوفی غوث صاحب مدراسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب النحار المفاخر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں لکھتا ہے "یا شیخ عبدالقادر شیاللہ نیز از دعوات عظیمہ و اسرار فخیمہ است و در قضائے حاجات از مجربات و معمولات شیوخ قادریہ است بلکہ در رسالہ غوثیہ را رسالہ حقیقت الحقائق می آرد کہ وے رضی اللہ عنہ فرمودہ است اسمی کاسم الاعظم اسمی است و

در تاثیر وانجاح حوائج

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ نیز دعوات عظیمہ اور اسرار فخیمہ میں سے ہے اور قضائے حاجات کے لئے مجرب ہے اور شیوخ قادریہ کے معمولات میں سے ہے بلکہ رسالہ غوثیہ میں حقیقت الحقائق سے نقل کرتے ہیں کہ غوث پاک نے فرمایا ہے کہ میرا اسم اسم اعظم کی طرح ہے تاثیر اور حاجات کو پورا کرنے میں مولانا انور شاہ کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند فیض الباری میں لکھتے ہیں واعلم ان الوظیفتہ المشھورۃ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا اللہ ان حملنا ھا علی الجواز فلا ریب فیہ (فیض الباری ج ۲ ص ۴۰۰)

جان لو کہ وظیفہ مشہور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کو اگر ہم جواز پر عمل کریں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جائز ہے۔ دلائل العقائد میں غلام مصطفی رعنار امپوری لکھتے ہیں "یعنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کہ کر ندا کرنا سلسلہ قادریہ میں عجیب اثر و تاثیر رکھتا ہے اور یہ عمل جامع البرکات مانا گیا ہے جس کا ورد مختلف طریقوں سے منقول ہے یہاں فقہائے کرام کے چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں فتاوی خیریہ میں ہے یعنی اہل اسلام کا قول یا شیخ عبدالقادر ایک ندا ہے اور اس طرف شیاللہ ملا دیا جاتے پس اگر وہ اکرا ماللہ طلب شیئی ہے پس اس کے حرام ہونے کا موجب کون سا ہے" پھر یہی مولف آگے تحریر کرتے ہیں خواجہ باقی باللہؒ فرماتے ہیں وخود زیادہ برایں چہ منقبت خواہد بود کہ خواص و عوام حرمین الشریفین یادوے راعقب یاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا روند و در پیش آمد ہر امر التجا بدرگاہ رسول اللہ از واستعانت میجویند و ہر کہ در آں مقامیں

طیبین است بہ شیا للہ یا شیخ عبدالقادر مترزم زم و مترنم است (طبقات حسامیہ) یعنی اس سے زیادہ اور کیا آپ کی تعریف ہوگی کہ خواص و عوام حرمین طیبین آپ کی یاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کے بعد کرتے ہیں اور ہر مصیبت کے آنے پر آپ سے مدد چاہتے ہیں اور ہر وہ جو اس مقامات مبارکہ سے ہے تو شیا للہ یا شیخ عبدالقادر کے ورد سے مترزم زم اور مترنم ہے حضرت مولانا غلام قادر رحمتہ اللہ علیہ " اسلام کی چھوٹی کتاب " میں لکھتے ہیں شیا للہ کا یہ معنی مراد ہیں کہ واسطے اکرام اللہ جب یہ معنی مراد ہو تو شیا للہ کہنا مستحب ہے۔

علامہ شیخ حسین مکی کشط الاہاب میں لکھتے ہیں و اذا ثبت ان الانبیاء و اولیاء بعد الارتحال من ھذہ الدار اسمع و ابصر من الاحیاء فنا داھم بعض الملھوفین و طلب منطم التوسل و الدعا و عند اللہ لکشف ھومہ و اساہ و قال مثلاً یا عبدالقادر شیا للہ فلانری بھم باسا و شناعہ و یکون طلبا للتوسل و الشفاعتہ لانا نعتقد ان احدا بعد الموت لا یملک شیا من التصرف فی الوجود بل لا معطی ولا واھب الا اللہ النافع الکریم الودود لا یطلب منھم الا التوسل عند اللہ فی قضاء الاقطار و ھذا التوسل جائز کما ثبت بالاخبار و الاثار انتھی یعنی جب ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم اسلام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اس دنیا سے انتقال کے بعد زیادہ سننے والے زیادہ دیکھنے والے ہیں پھر ان کو کوئی مصیبت زدہ پکارے اور ان سے وسیلہ اور حاجت طلب کرے کہ جس سے اس کے غم اور تکلیف دور ہوجائیں اور مثلاً کہے یا شیخ عبدالقادر شیا للہ تو ہم اس میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتے اور نہ ہی کوئی برائی یہ تو توسل اور شفاعت کی طلب ہوگی کیونکہ

ہمارا اعتقاد ہے کہ موت کے بعد کوئی شخص وجود میں کسی تصرف کا مالک نہیں (مستقل) بلکہ سوائے اللہ تعالیٰ نافع کریم دوست کے کوئی بھی نہ دینے والا ہے۔ نہ بخشنے والا اور ان بزرگان دین سے حاجات کے پورے ہونے میں سوائے توسل کے جوان کو خدا کے نزدیک ہے اور کچھ طلب نہیں کیا جاتا اور یہ توسل جائز ہے جیسا کہ احادیث و آثار میں ثابت ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اصل میں منشی محمد حسن خان صاحب متوطن کوٹلہ متصل کرت پور ضلع بجنور نے ایک استفتاء بخدمت علماء دین بھیجا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قاضی صاحب منگوری نے منشی صاحب موصوف کی نسبت اس وظیفہ یا شیخ کے پڑھنے کی وجہ سے یہ مشہور کر دیا تھا کہ منشی صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں اس کے جواب میں اکابر علماء اہل سنت والجماعتہ نے اس کا جواز لکھا تھا جن کے نام یہ ہیں مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری مولوی محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری، مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی، مولانا محمد عین القضاۃ صاحب حیدر آبادی، مولانا محمد [illegible] صاحب دہلوی، مولانا مولوی محمد گوہر علی صاحب رامپوری وغیرہم یہ رسالہ فتویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ کے نام سے ۱۸۹۰ء میں طبع ہوا تھا۔

فتاویٰ رشیدیہ میں رشید احمد گنگوہی سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جانے اور جو اس لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے ایسے پڑھنے پر نہ تکفیر ہو سکے نہ تفسیق۔ (فتاویٰ رشیدیہ)

حضرت مولانا حسرت موہانی نے شیاللہ کے متعلق کچھ اشعار کہے ہیں وہ مشت نمونہ خروار درج کیے جاتے ہیں۔

دستگیری کا طلب گار ہوں شیاللہ
میر بغداد میں ناچار ہوں شیاللہ
کیا کروں میری دعا بھی تو نہیں ہے مقبول
میں کہ ایک فرد گناہ گار ہوں شیاللہ
حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ
کافی ہیں غوث اعظم جیلانی میرے لیے

مولانا محمد ضیاء اللہ قادری اشرفی اپنی کتاب "ختم غوثیہ کا جواز" میں لکھتے ہیں

"ختم غوثیہ اہل سنت و جماعت کا ایک معمول ہے اس میں قطعاً شرک کی کوئی بو نہیں اس میں نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ علیہم الرضوان کو صرف ندا سے یاد کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ عقیدہ بھی اس میں بالوضاحت موجود ہے کہ ان کو جو قوت اور طاقت ہے وہ باذن اللہ ہے جیسا کہ ختم غوثیہ میں ہی ہے یا حضرت غوث اغثنا باذن اللہ کون کم عقل اور بیوقوف کہہ سکتا ہے کہ ختم غوثیہ پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کی قوت اور طاقت کا انکار کرتے ہیں یا توحید سے انکار کرتے ہیں (کتاب مذکورہ ص۸) آگے اس کتاب میں ختم غوثیہ لکھا ہے اور اس میں "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ" کے الفاظ درج ہیں۔

پھر آگے اس کتاب میں لکھتے ہیں ان تمام مستند اکابر کی مستند تصانیف سے اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء علیہم اسلام خلفاء راشدین، اہل بیت اطہار صحابہ کرام علیہم رضوان

اور اولیاء کرام علیھم الرحمۃ کو پکارنا جائز ہے اس سے استغاثہ کرنا بالکل جائز ہے اور اولیاء کا معمول رہا ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیاللہ کہنا بالکل درست اور صحیح ہے اس میں کسی قسم کا شرک و کفر نہیں (جواز ختم غوثیہ ص ۳۹)

مولوی اشرف علی تھانوی نے امداد الفتاوی ج ۱ ص ۹۴ میں لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پڑھنے کی صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہوگی (امداد الفتاوی ج ۱ ص ۹۴)

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کی بارگاہ میں ایسے الفاظ لکھے ہیں۔

یا سیدی للہ شیا انہ
انتم لی المجدی و انی جادی

ترجمہ۔ میرے سردار خدا کے واسطے کچھ دیجئے آپ معلی ہیں میرے میں ہوں سوالی للہ (تذکرۃ الرشید ص ۱۱۴، ۱۱۵)

اگر رشید احمد گنگوہی کے لئے یا سیدی شیاللہ کہنا جائز ہے تو غوث اعظم کے لئے کیوں شرک اور حرام ہے حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی مخزن الاسرار میں لکھتے ہیں "قصیدہ غوثیہ کے پڑھنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ نئے چاند کی پہلی جمعرات کو مغرب یا عشاء کے بعد دو رکعت نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں فاتحہ گیارہ مرتبہ اخلاص یعنی قل شریف پڑھے اور سلام پھیر کر اس دو گانے کا ثواب ارواح مقدسہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کبار، چہار یار، آل اطہار،

پنج تن پاک اور خصوصاً روح پاک حضرت قطب ربانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو بخشے بعد اس کے دس دفعہ یہ درود شریف پڑھے اللھم صل علی سیدنا محمدن النبی الامی و علی الہ واصحابہ و ولدہ الشیخ عبدالقادر الجیلانی و بارک وسلم پھر گیارہ دفعہ یا حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی شیاللہ امدد نی فی سبیل للہ کہہ کر تین بار قصیدہ غوثیہ پڑھے" (مخزن الاسرار ص ۳۶۷) حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی ہفت مسئلہ میں لکھتے ہیں حکم وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کا یہ ہے کہ اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے ہاں اگر وسیلہ یا ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے تو کچھ حرج نہیں۔ کلیات امدادیہ میں ہے نیتجہ۔ شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے کلمہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کی مشروط طور پڑھنے کی اجازت دے دی حضرت مولانا شبیر احمد جو مفتی دار العلوم سرحد پشاور کے صاحبزادے اور کئی کتب کے مؤلف بھی ہیں وہ اپنی کتاب یا حرف محبت اور باعث رحمت ہے میں لکھتے ہیں

ضمیمہ ثانیہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کا ورد اگرچہ یہ کلمہ ہماری تصنیف کا موضوع نہیں لیکن جی چاہتا ہے کہ اصلاحی عمل کا کوئی پہلو باقی نہ رہے اور ہر وہ اقدام جو بالواسطہ یا بلا واسطہ ہمارے موضوع کے جواز کی تائید کرے ذکر کیا جاتے غرض یہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ جس طریقے سے بھی ممکن ہو اپنے بھائیوں کے قلب و دماغ میں یہ بات ڈال دیں کہ بلا علم اور بغیر پوری تحقیق کے کسی مسلمان کو کافر اور مشرک کہنا اخروی لحاظ سے انتہائی خطرناک بات ہے اور یہ کہ ہمارے اکابرین نے حتی الامکان کسی مسلمان کو اپنے سے جدا ہونے نہیں دیا بلکہ بعید سے بعید احتمال کا سہارا

لے کر اسے امت مسلمہ کے ساتھ جوڑے رکھا ہمارے وہ کرم فرما جو سیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اسم گرامی کے ساتھ حرف یا برداشت نہیں کر سکتے وہ اس کلمہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی کشمیری کی اس بحث یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پر تبصرہ کرتے ہوتے رقم طراز ہے حضرت شاہ صاحب نے یا شیخ عبدالقادر یا جیلانی شیاللہ کو مشہور وظیفہ کہا اور وظیفہ ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جسے بار بار اور محبت سے پڑھا جائے لیکن باوجود بار بار پڑھنے کے بھی حضرت شاہ صاحب نے نہ کسی کو کافر کہا اور نہ مشرک بلکہ عملیات اور تعویزات وغیرہ میں ان کلمات کو نفع بخش سمجھا (یا حرف محبت ص ۹۸، ۱۰۱)

حضرت مولانا میاں سید رکن الدین قادری فاضلی وہ ہستی ہے جس نے قرآن مقدس کا ترجمہ پشتو زبان میں کیا ہے اور بعض جگہوں پر سلیس زبان میں شرح بھی لکھی ہے آپ نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی منقبت میں مناقب غوث الاعظم نامی کتاب لکھی ہے اور یہ کتاب محکمہ ثقافت حکومت صوبہ سرحد پشاور نے شائع کی ہے اس مشہور اور مبارک کتاب میں المنقبہ الحادی والعشرون فی جعلہ السارق الفاسق قطب الوقت کے تحت ایک چور کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ جب چور کو پتہ لگا کہ جس کا مال نوکر تا ہو وہ شاہ جیلان رہے تو فوراً عرض کیا یا شیخ عبدالقادر شیاللہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کے لئے التجا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو قطب بنایا وہ پشتو اشعار میں یہ واقعہ نقل کرتے ہیں چند اشعار یہ ہیں

حضرت پیر پہ ھغہ دم ھسے شان وکرہ کرم
دے نے خاص دخدای احباب کڑہ پہ احبابو کبنی اقطاب کڑہ

(مناقب غوث الاعظم ص ۲۰۸)

یعنی حضرت پیر نے اس پر ایسا کرم کیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے بنایا اور پھر دوستوں میں سے قطب بنایا۔

حضرت العلامہ میاں نصیر احمد صاحب عرف میاں صاحب قصہ خوانی رحمتہ اللہ علیہ جو سیدو باباؒ کے خلیفہ تھے آپ کو سیدو بابا علیہ الرحمت نے تقویتہ الایمان کے رد میں لکھنے کا حکم دیا تھا آپ نے احقاق الحق نامی کتاب تقویتہ الایمان از اسماعیل دہلوی کے رد میں لکھی آپ اس کتاب میں ایک جگہ یوں لکھتے ہیں

چھٹی بحث:۔ بعض نے اللہ تعالیٰ کے لئے مثالوں کو ثابت کیا ہے مثل کے بغیر اور شیا للہ کے قول کو ناجائز ہونا بھی کہتے ہیں اور خبر واحد پر عمل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم ان کے ان اعتقادیات سے پناہ مانگتے ہیں اور ان سے دور رہنے کا سوال کرتے ہیں یہ ان کا فاسد عقائد تھے (احقاق الحق) فقیر نے پہلے لکھ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز نہیں طلب کرتا بلکہ اللہ سے بزرگوں کے وسیلہ سے حاجت مند اپنی حاجات کو مانگتے ہیں اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ تو بزرگوں کا معمول ہے اور اس ورد کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم کرتا ہے اور ان کو اپنی فیوضات اور برکات سے نوازتا ہے اور یہی ورد ختم غوثیہ میں معمول ہے۔ مفتی شافعیہ سید جمال مکیؒ سے کسی نے فتویٰ طلب کیا کہ عوام میں یہ مشہور ہے کہ سختی کے وقت یا شیخ فلان کہتے ہیں کیا یہ جائز ہے تو اس نے فتویٰ دیا کہ ہاں یہ جائز ہے۔ افغانستان کے علماء کی مصدقہ و مسلمہ کتاب تقویم الدین میں مؤلف لکھتے ہیں لا مذہبیان گویند کہ ندای مذکور عبث است و نیز عبث و بی فائدہ است این ندا کہ یا علی مدد کن و یا شیخ عبدالقادر جیلانی مدد کن زیرا کہ شنیدن آواز ہارے مسافت لا ینھاتا

نجف اشرف یا بغداد شریف مثلاً معنی ندارد و جواب آنکه بعضی از کرامات اولیاء کرام شنیدن است از دور و اطلاع است بر مغیبات چنانچہ در بیان کرامت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ گزشت (تقویم الدین ص ۱۷۵)

لامذہب والے کہتے ہیں کہ مذکورہ ندا عبث ہے اور بے فائدہ ہے یہ ندا کہ یا علی مدد کرو یا شیخ عبدالقادر جیلانی مدد کر کیونکہ نجف اشرف یا بغداد کے اتنے دور مسافت سے سننا کوئی معنی نہیں رکھتا اس کا جواب یہ ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات میں سے بعض یہ ہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں اور دور سے ان کو اطلاع ہو جاتی ہے چنانچہ کرامت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بیان گزر چکا ایقاظ الحواس فیما قال بعض الناس میں ہے اعلم انہ جاء فی جواز شیاللہ ای کما یقال اعطینی شیا لزید یعنی لاحتیاجہ الیہ لاکل واللبس جان لو کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کے جواز میں یہ بات آتی ہے جیسا کہ کہا جاتے کہ مجھے زید کے لئے کچھ دو کھانے اور پینے کے لئے یعنی اس کی طرف احتیاج ہے۔

آگے لکھتے ہیں فی ھذا المعنی نوافق غیر المقلدین فی عدم جوازہ ولا یقصد ھن المعنی احد من العوام والثانی اعطینی شیاللہ ای اکرام و حرمۃ للہ فھذا المعنی لا شک فی جوازہ عند اھل السنۃ و طلب الشیی باسم اللہ تعالیٰ لا یمنع قال اللہ تعالیٰ واتقو اللہ الذی تسالون بہ والارحام (ایقاظ الحواس ص ۱۰۴)

اس معنی سے ہم بھی غیر مقلدین کے ساتھ متفق ہیں کہ یہ جائز نہیں اور عوام میں کوئی

بھی معنی تصور نہیں کرتا دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دو یعنی اللہ کے اکرام و حرمت کے سبب تو اس معنی کے جواز میں کوئی شک نہیں اہل سنت کے نزدیک اور اللہ کے نام سے کوئی چیز طلب کرنا منع نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر لوگوں سے سوال کرتے ہو اور صلہ رحمی کا۔

مولانا عبدالحئی تذکرۃ الراشد میں لکھتے ہیں و یجوزون الوظیفۃ بیا شیخ عبدالقادر شیاللہ و نحوذالک جزما و یصرحون بہ نثرا و نظما کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کے وظیفہ کو قادری حضرات جائز مانتے ہیں وغیرہ حتمی اور نثر و نظم میں اس جواز کی تشریح موجود ہے۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ نفحات الانس میں لکھتے ہیں درویشے چند بار گفت شیاللہ و این ولی کامل بود

فقیر نے چند بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کہا اور یہ ولی کامل تھا

حضرت مولانا تاج محمد صدیقی قادری چشتی آئینہ مظہر میں فرماتے ہیں۔

شیا للہ یا شاہ جیلان عبدالقادر قطب ربانی
یا غوث الاعظم یا غوث الاعظم للہ کرم ہو شاہ جیلانی

۲۴ آئینہ مظہر ص ۲۱۶

حضرت غوث زمان میاں محمد صاحب سجادہ نشین کمڑی شریف اپنے منظوم کلام ہدایۃ المسلمین میں فرماتے ہیں:

شیا للہ جائز کیتا عالم مدنی یکیاں

نال حدیث نبی دے لایاں اونہاں دلیلاں پکیاں
شیا للہ شیاللہ یا شاہ عبدالقادر
اک سو یاراں واریں پڑھناں سارے ہو وے صادر
عبدالحق دہلی کہندے سن مریداں
اک ہزار پڑھو ایہہ کلمہ ہر دن نال تکیداں
(ہدایت المسلمین ص ۸۶)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انتباہ میں لکھتے ہیں بعض اصحاب طریقہ قادریہ برائے حصول مہمات ختم بایں طور میکنند اول دو رعکت نفل میخوانند بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود میخوانند بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یازدہ بار شیا للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی و یکمرتبہ سورۃ یاسین میخوانند واز حذای تعالیٰ طلب حاجت میخواہند (الانتباہ)

بعض اصحاب قادریہ برائے حصول مہمات اس طرح ختم کیا جاتا ہے اول دو رکعت نفل پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید پڑھے اور گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پڑھے اور ایک بار ایک سورۃ یاسین پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرے۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ تحریف کرنے والوں نے الانتباہ سے یہ عبارت نکلوادی ہے جس طرح کہ موجودہ تقویتہ الایمان سے کفری عبارات کو نکلوایا ہے حالانکہ اس عبارت کو صاحب ایقاظ الخواص نے جواز وظیفہ یا شیخ عبدالقادر شیاللہ میں نقل کیا ہے اور حافظ سید احمد علی صاحب نے سرور الخاطر الفاتر میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب الانتباہ سے

یہ عبارت نقل کی ہے (سرور الخاطر ص ۳۱) حضرت میاں محمد صاحب کھڑی شریف نے بھی ہدایت المسلمین میں شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیا ہے آپ نے فرمایا

شاہ ولی اللہ دہلی کہندے اندر انتہائی
قادریہ وچ جیہڑے خاصے مرد الٰہی
اونہاں ختم مقرر کیتا مشکل کان آسانی
کراداتے اداب تمامی پڑھ سورت قرآنی

مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ نے نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی میں فرمایا ہے

فقیر کا خیال ہے کہ وجہ نداتے حضرت غوثیہ عالیہ میں باسم عبدالقادر جو وظائف و اوراد میں بروقت طلب یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ یہی ہے کہ عند الحاجت حضرت کو اس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ ان کو اس اقتدار کے وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرت حق کا ہے (نور ربانی ص ۹)

آگے یہی مؤلف کتاب مذکور میں لکھتے ہیں "ندا۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ حسب فرمودہ جناب غوثیہ عالیہ موجب کشف کرامات و قضا حاجات ہے یہ مسئلہ اس قابل نہیں کہ علماء غیر راسخین سے دریافت کیا جاتے۔ جوامع الکلم " ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز میں فرماتے ہیں " چاشت کے وقت پیروں کے نام کے ورد کرنے کا تذکرہ چل آیا حضرت مخدوم نے فرمایا کہ جو مرید اپنے پیر کا نام رات کو ورد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پیر کی برکتوں میں سے حصہ دیتا ہے اس کا میں نے تجربہ کیا ہے اور بزرگوں سے بھی سنا ہے (جوامع الکلم ص ۲۲۵) جب عام پیر کے نام کے ورد کے

متعلق اتنا فائدہ ہے تو غوث صمدانی شہباز لا مکانی کے اسم گرامی کے ورد میں کتنا اثر ہو گا کیوں نہ ہو کہ وہ تو تمام پیروں کے پیر ہیں اس لئے ہر سلسلہ کے لوگ آپ کے نام کا یہ ورد یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ کرتے رہتے ہیں۔

عالم جلیل حضرت مولانا مولوی مفتی غلام رسول قاسمی کشمیری امر تسری (۱۹۰۲ء) نے جواز وظیفہ شیا للہ کے متعلق فتویٰ دیا تھا اور پیر عبدالغفار شاہ نے کتاب محبوب الفقہ مطبوعہ ۱۳۵۳ھ میں شائع کیا تھا وہ فارسی زبان میں تھا ترجمہ فتویٰ جواز وظیفہ شیا للہ

سوال:- ملک کشمیر میں شیا للہ پڑھنے کے متعلق سخت اختلاف ہو رہا ہے بعض لوگ اس کے جواز کے قائل ہیں اور بعض اس کی حرمت بلکہ کفر ہونے کے قائل ہیں پس ان دونوں فریقوں میں سے راہ حق پر کون ہے؟

جواب:- مذکورہ صورت میں جواز کے قائل صحیح راستے پر ہیں اور دوسرا فریق صراط مستقیم سے دور جا پڑا ہے کیونکہ اگر اس کے منع ہونے کا مدار صرف یہ ہے کہ ندائے غیر اللہ ہے تو پس واضح رہے کہ ندائے غیر اللہ جائز ہے اور اس کا جواز شرعی دلائل اور بزرگان دین کے تعامل سے بخوبی ثابت ہے زندوں کی ندا کو بالخصوص جائز قرار دینا اور عالم برزخ والوں کی ندا کو شرک اور ممنوع بتانا تلبیس ابلیس کے سوا اور کچھ نہیں

حضرت العلامہ سید محمد ابی الہدی افندی الرفاعیؒ نے اپنی کتاب قلادۃ الجواہر فی ذکر الغوث الرفاعی و اتباعہ الاکابر میں لکھتے ہیں اعلموا ایھا الاخوان ان الا استغاثۃ ھی سوال الشفاعۃ من الانبیاء والاولیاء کقول القائل یا رسول اللہ او یا شیخ احمد الرفاعی و ذالک لان قولہ یا حرف الندا اذا کان من مخلوق لمخلوق فلا یسمٰی دعا عبادۃ لان المعبود فی الشرع واحد لا تعدد فیہ وھو اللہ عزو جل و قد علم المسلمون و تحققوا انہ لا یعبد الا اللہ ولا یدعی للعبادۃ الا اللہ و انما ینادون من ینادون علی جھۃ الشفاعۃ عندہ النداء لا باس بہ فیجوز نداء المخلوق للمخلوق سواء کان حاضرا او غائبا ولو میتا اما نداء الحاضر فلاشک فی جوازہ ذوعقل و اما نداء الغائب فیکفی فی جوازہ نداء عمر بن الخطابؓ وھو یخطب علی منبر المدینۃ لساریۃ رضی اللہ عنہ (قلادۃ الجواہر ص۳۳۲ لسید محمد الرفاعی)

"اے بھائیو جان لو کہ استغاثہ انبیاء اولیاء سے سفارش کرانا ہے جیسا کہ کوئی کہے یا رسول اللہ او یا شیخ احمد رفاعی وغیرہ کیونکہ اس کا کہنا یا یہ حرف ندا ہے جب کہ مخلوق مخلوق کو پکار دے تو اس کی عبادت نہیں کہا جاتا کیونکہ معبود شرع میں ایک ہے اس میں گنتی نہیں اور وہ اللہ ہے اور مسلمان یہ جانتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اور نہ عبادت کے لئے کسی کو پکارتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور وہ سفارش کے طور پر پکارتے ہیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں تو مخلوق کا مخلوق کو ندا کرنا جائز

ہے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب اگرچہ وہ مردہ کیوں نہ ہو اور جو حاضر کو ندا کرنا ہے تو اس کے جواب میں کوئی شک نہیں عاقل کے نزدیک اور جو غائب کو ندا کرنا ہے تو ہمارے لئے عمر بن خطاب کی ندا ساریہ کو جو منبر پر تشریف فرماتھے کافی ہے"۔

امام شہاب الدین رملی سے پوچھا گیا کہ عوام میں یہ رائج ہے کہ جب ان پر تکلیف آجائے تو وہ یا شیخ فلاں کہتے ہیں کیا یہ جائز ہے تو اس نے جواب دیا تجوز الاستغاثۃ بالانبیاء والاولیاء والعلماء والصالحین ولھم اغاثۃ بعد موتھم لان معجزات الانبیاء و کرامات اولاولیاء لاتنقطع لموتھم از مرجعھا الی قدرۃ اللہ عزو جل و قدرتہ باقیۃ لا تنقطع بموت احد (قلادۃ الجواھر ص۲۴۵) کہ استغاثہ انبیاء اولیا و علماء صالحین کو جائز ہے اور ان کو فریاد کرنا ان کے وفات کے بعد جائز ہے کیونکہ انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتے کیونکہ انبیاء کے معجزات اور اولیاء کی کرامات ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتے کیونکہ اس کا مرجع اللہ کی قدرت ہے اور اللہ کی قدرت باقی ہے وہ کسی کے وصال پر قطع نہیں ہوسکتے الفیوضات الربانیہ فی الماثر والاوراد القادریہ میں ختم قادریہ لکھا ہے اس ختم میں شیاً للہ یا حضرۃ سلطان شیخ عبدالقادر الجیلانی لکھا ہے (الفیوضات الربانیہ مصر ص ۰۷)

حضرت العلامہ مولانا ضیاء اللہ قادری کتاب اہل سنت و جماعت کون ہیں "میں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ عنوان کے تحت لکھتے ہیں "دیوبندی وہابی حضرات یا شیخ عبدالقادر شیاً للہ کو شرک کہتے ہیں اہل سنت و جماعت یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیاً للہ کہنے کا جواز عیاں ہے (اہل سنت کون ص ۱۶۶)

استمداد از عباد الرحمان میں ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی انتباہ فی سلاسل اولیاء میں ایک ختم حاجت روائی کے لئے یوں نقل کرتے ہیں اول دو رکعت نفل بعد ازاں ایک سو گیارہ بار درود شریف بعد ۱۱۱ بار کلمہ تمجید اور ۱۱۱ بار شیأ للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (استمداد از عباد الرحمان ص ۷۵)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ضرب الاقدام میں لکھتے ہیں "چوں فقیر در کشتی بود بوقت برداشتن لنگر اکثر آں ملک ہمہ ذکر ہا میکردند فقیرے راشنیدم کہ بایں کلمات مشغول می شد یا کیلانی شیأ للہ یا جیلانی شیأ للہ یا عبدالقادر شیأ للہ وہ شاہ ابو المعالی و دیگر علمائے ایں سلسلہ ایچنیں می گویند یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ و خواندن ایں اسم ہزار بار وصیت می کنند و باللہ التوفیق۔

ترجمہ:- اور فقیر جب کہ کشتی میں سفر کر رہا تھا تو لنگر اٹھاتے وقت اس ملک کے اکثر لوگ بہت ذکر کرتے تھے ایک درویش کو میں نے سنا کہ وہ ان کلمات میں مشغول ہوتا تھا یا گیلانی شیأ للہ یا جیلانی شیأ للہ عبدالقادر شیأ للہ اور شاہ ابو المعالی اور اس سلسلے کے دوسرے علماء اس طرح کہتے ہیں یا شیخ عبدالقادر شیأ للہ اور ہزار بار اس اسم مبارک کو پڑھنے کی وصیت کرتے ہیں باللہ التوفیق۔

شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ اسرار الطریقت میں لکھتے ہیں واپس آمدہ بنشنید واسم مبارک شیخ عبدالقادر یک صد و یازدہ بار نجواند (اسرار الطریقت قلمی ص ۱۲) اسی طرح واپسی اپنی جگہ پر آتے اور بیٹھ کر یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے۔

حضرت العلامہ مولانا محمد صادق شہابی قادری اپنی تالیف مناقب غوثیہ میں لکھتے ہیں پس پائے باز گرد دو بر مصلی بنشید یک ہزار ویک صد و یازدہ بار نام حضرت پیر دستگیر سلطان الاولیاء غوث الثقلین بگوید یعنی یا شیخ عبدالقادر شیا للہ بعدہ حاجت را عرض کند (مناقب غوثیہ)

پھر ان ناموں کے بعد انہی قدموں پر واپس آتے اور اپنی جائے نماز پر بیٹھ کر ایک ہزار ایک سو گیارہ بار حضرت پیر دستگیر سلطان الاولیاء غوث الثقلین کا نام لے یعنی یا شیخ عبدالقادر شیا للہ پڑھے اور پھر اپنی حاجت بیان کرے۔ حضرت العلامہ مولانا محمد سید امیر شاہ قادری گیلانی صلوٰۃ غوثیہ میں لکھتے ہیں اس فقیر نے مناسب سمجھا کہ مسئلہ مذکورہ کو مستند ترین اولیاء محدثین عظام اور فقہاء کرام کی کتابوں سے وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ سلسلہ عالیہ قادریہ اور خصوصاً سلسلہ مبارکہ قادریہ حسینیہ کے منتسبین و متوسلین اس سے رہنمائی حاصل کریں اور صلوٰۃ غوثیہ پڑھ کر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم لے کر ہر قدم پر آپ کا نام پکار کر (یعنی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ) حضور سیدنا غوث اعظمؓ کی بارگاہ بے کس پناہ میں اپنی مشکلات و مصائب کے حل کے لئے رجوع کریں اور اس عمل کو روزانہ کا معمول بنائیں تاکہ اللہ کے فضل و کرم سے حضور

جگر گوشہ رسول غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اعانت و امداد کے مستحق ٹھہریں (صلوٰۃ غوثیہ ص ٦)

فقیر نور محمد صاحب سروری قادری کلاچوی مخزن الاسرار و سلطان الاوراد میں لکھتے ہیں۔

حضور کے گیارہ اسماء جو حل مشکلات کے لئے پڑھے جاتے ہیں درج ذیل ہیں

(۱) یا سید محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی امر اللہ ۔

(۲) یا شیخ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی فضل اللہ ۔

(۳) یا ولی محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی امان اللہ ۔

(۴) یا مسکین محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی نور اللہ ۔

(۵) یا غوث محی الدین حضرت سید عبدالقادر جیلانی قطب اللہ ۔

(٦) یا سلطان محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی سیف اللہ ۔

(۷) یا خواجہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی فرمان اللہ ۔

(۸) یا مخدوم محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی برہان اللہ ۔

(۹) یا درویش محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی آیۃ اللہ ۔

(۱۰) یا بادشاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی غوث اللہ ۔

(۱۱) یا فقیر محی الدین حضرت سید عبدالقادر جیلانی شاہد اللہ ۔

دولت کو عام کر دیا ہے (مخزن الاسرار ۔)

طریقہ قادری میں وہ برکت ہے کہ جو شخص ایک ہی بار یقین خاص اور صدق دل سے و اخلاص سے بزبان پاک کہہ دے یا شیخ حضرت سید عبدالقادر جیلانی شیاً للہ اس پر ابتداء سے انتہاء تک معرفت فقر اور ولایت کے تمام مقامات واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔ حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ کے رسم مکرم و معظم میں تاثیر مشاہدہ معراج ہے جس کو اس پاک نام کی برکت ہی سے سب مراتب حاصل ہوں اسے چلے اور ریاضت کی کیا حاجت ہے۔ (نور الھدیٰ)

محترم جناب غلام مصطفیٰ موسیٰ لدھیانوی ثم امرتسری نے منقبت در شان غوث پاک منظوم فرمائی ہے اس میں سے آپ شعر پیش خدمت ہے۔

اب ہند سے موسیٰ بستر اٹھا بغداد شریف میں جا کے
اس نام کا ورد رکھ آٹھ پہر یا سیدنا عبدالقادر
(نتیجہ فکر)

اس منقبت کو حضرت العلامہ مولانا جلال الدین قادری نے فتاویٰ کرامات غوثیہ میں امام احمد رضا خان بریلوی پر تقریب و تحشیہ کے ابتداء میں نقل کیا ہے۔

سید شاہ گل حسن قادری تذکرہ غوثیہ میں لکھتے ہیں۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ ہمارے وطن کے چار کالڑ کا دریا کے کنارے جا کر کچھ پڑھا کرتا تھا ہم نے دریافت کیا اس نے کہا میاں صاحب ایک منتر سدھ کرتا ہوں ہم نے کہا کہ جس روز تیرا منتر سدھ ہو ہم کو بھی ساتھ لے چلنا وہ ایک رات کو آیا اور ہم کو ساتھ لے گیا دریا

کے کنارے پہنچ کر موہن بھوگ اور چاول وغیرہ پکاتے بھینٹ دی با جاکی اور منتر پڑھ کر ایک درخت پر مارا نیچے سے اوپر تک آگ لگ اٹھی اور جل کر خاک سیاہ ہو گیا یہ طرفہ ماجرا دیکھ کر ہم نے کہا کہ اب تو ایک کنکر ہمارے اوپر مار اس نے اول تو بہت انکار کیا مگر کہنے سننے سے مجبور ہو کر بولا ہوشیار ہو جاو ہم نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ کہہ کر اپنے گرد حصار کھینچ لیا اس نے کنکر مارا کچھ نہ ہوا دوسرا مارا کچھ بھی نہ ہوا پھر تو ہم حصار کو توڑ کر باہر نکل آتے کہ یہ بھروسہ اچھا نہیں اس چمار سے کہا کہ چھااب تو کنکر پھینک اس نے غصہ میں آکر ایک اور مارا تو وہ کنکر ہمارے سینہ پر آن کر ایسا لگا جیسے لٹھ لگتا ہے پھر ہمارے سینہ سے اوچٹ کر اس کی پیشانی پر جالگا وہ اندھے منہ گرا اور تمام سوراخ ہائے جسم سے خون جاری ہو گیا ہم نے دوڑ کر اس کے باپ کو اطلاع دی وہ اپنے لڑکے کو اٹھا کر ہمارے نانا محمد حیات صاحب کی خدمت میں لایا نانا صاحب نے مجھ سے کیفیت دریافت کی میں نے حال مفصل بیان کر دیا آپ نے مجھ کو دو تین طمانچے لگاتے اس وقت ہماری عمر کوئی دس بارہ برس کی تھی پھر فرمانے لگے کہ شیخ عبدالقادر کیا تیرے ساتھ پھریں گے خبردار تم جانو گے جو پھر ایسا کیا اگر یہ مر جاتا تو کیا علاج ہوتا غرض ہم کو مارا پیٹا اور بہت سرزنش کی تب حضرت کا غصہ فرد ہوا پھر سورۃ مزمل پڑھ کر دم کر کے اس کو پانی پلایا اور نہلایا کئی دن کے بعد وہ اچھا ہوا (تذکرہ غوثیہ ص ۲۹ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور) یہی صاحب موصوف اپنی دوسری تصنیف تعلیم غوثیہ میں اس ورد کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

بعد نماز عشاء۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ ایک سو گیارہ بار یا تین سو ساٹھ بار پڑھ کر اس آیت کو وَاُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ایک سو گیارہ بار اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ایک سو گیارہ

بار پڑھے اور (تعلیم غوثیہ ۹۲)

علی پور شریف سیالکوٹ میں دو بڑے بزرگ ہو گزرے ہیں اور دونوں کا نام مبارک پیر سید جماعت علی شاہ تھا ایک محدث علی پوری کے نام سے مشہور ہیں اور دوسرے لاثانی کے نام سے مشہور ہیں لاثانی پیر سید جماعت علی شاہ کے متعلق پروفیسر محمد حسین آسی صاحب انوار لاثانی میں لکھتے ہیں یعنی میرے پیر و مرشد فرماتے ہیں میں حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے نام پاک کا ورد بھی کرتا ہوں (یعنی یا غوث بھی کہتا ہو یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ بھی کہتا ہوں) (انوار لاثانی ص ۱۴۸) یہی مؤلف آگے اسی کتاب میں تحریر کرتے ہیں "انوار لاثانی کی روایت کے مطابق آپ کو حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ کی یہ مدح بہت پسند تھی اسے حضرت مولانا مولوی فتح محمد صاحب نے لکھا ہے وہ بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔

اے واقف سر خدا اے ہادی روشن ضمیر
کوئی نہیں ہے آپ کی تمثیل و تشبیہ و نظر
اندوہ غم میں خلق کے ہوتے تمہیں ہو دستگیر
ہوکر کھڑا آداب سے کہتا ہوں یا پیران پیر
پہنچو میرا امداد کو یا غوث اعظم دستگیر

(انوار لاثانی ص۱۴۸)

حضرت پیر مولانا حافظ شاہ محمد علی انور قلندر رحمتہ اللہ علیہ کئی کتب کے مؤلف ہیں ان میں سے ایک ضخیم کتاب جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اسکا نام الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ہے اس کتاب میں صاحب مذکور جواز وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کے متعلق

تحریر کرتے ہیں اب رہی یہ عبارت یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ چونکہ منکرین اس ترکیب سے توسل اور استغاثہ کو ناجائز کہتے ہیں لہٰذا اسے بھی کچھ سن لینا چاہیئے کہ یہ ترکیب مولدین عرب سے ہے اس کے دو معنی خیال میں آتے ہیں اول یہ کہ اے شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لئے دیجئے یہ معنی صحیح نہیں ہیں اس لئے کہ خداوند عالم کسی کا محتاج نہیں دوسرے معنی یہ کہ یا شیخ عبدالقادر اکراماً للہ کچھ دیجئے اس معنی میں کسی قسم کا فساد نہیں بلکہ یہ حسب مفہوم عرف ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ جب یہ معنی حسب مفہوم عرف ہوتے تو اس جملہ کو اسی معنی پر حمل کرنا چاہیئے نہ معنی اول پر کہ جو صحیح نہیں ہے شامی میں ہے کہ معنی صحیح کے مراد لینے میں ظاہراً کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اکثر علماء محدثین اس کے مجوز ہیں جیسے امام یافعی، خیرالدین رملی اور سید عمر بصری مکی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ زین الدین خوافی اور شیخ حسین مکی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور علامہ شامی ہیں اگر اس سے معنی اول مقصود ہوتے تو یہ اکابر ہرگز اس کو جائز نہ سمجھتے (الارا المنظم ج ۲ ص ۵۵۵) یہی موصوف آگے لکھتے ہیں "علامہ سید عمر بشری مکی میں ہے کہ شیاً للہ یا فلاں عام لوگوں کا کہنا یہ عربی ہے عجمی نہیں اور یہ ترکیب مؤیدات اہل عرب سے ہے آئمہ سے اس کی نہی منقول نہیں یہ ترکیب ایسے محل پر نہیں مستعمل ہوتی ہے جہاں سے حرام یا مکروہ لازم آتا ہو اس لئے کہ اس سے استمداد ایسے شخص سے کی جاتی ہے جس سے حسن ظن ہوتا ہے اور یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ انبیاء و اولیاء جب دار فانی سے رحلت فرماتے ہیں تو ان کے سمع و بصر میں یہ نسبت زندوں کے زائد قوت آجاتی ہے اگر کسی خستہ حال نے ان سے ندا کی یا ان کو توسل کیا تاکہ رب ان کی حاجت روا ہو اور یوں کہا یا شیخ عبدالقادر شیاً للہ تو اس میں کسی قسم کا

مضائقہ نہیں (الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ج ۲ ص ۵۵۶)

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی لاہور نے مرج البحرین کے ترجمہ کے ابتدایہ میں لکھا ہے اور یہ کتاب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے تصوف میں لکھی ہے پیرزادہ فاروقی صاحب لکھتے ہیں ۹۹۴ھ مطابق ۱۵۸۷ء میں جب آپ کی عمر اڑتیس سال تھی حجاز کی طرف روانہ ہوتے آپ کے سفر حجاز کا ایک واقعہ آپ کے رسالہ صلواۃ الاسرار میں یوں درج ہے میرے شریک سفر ایک قادری بزرگ درویش تھے صبح کو جب جہاز کا لنگر اٹھایا جاتا تھا یہ درویش جہاز کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا یا شیخ عبدالقادر جیلانی زور زور سے پکارتا مجھے اس کی یہ صدا بڑی بھلی لگتی (مرج البحرین ص ۱۶ مطبوعہ مکتبہ بنویہ لاہور)

مندرجہ بالا تحریر و بیان سے معلوم ہوا کہ وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ بزرگان دین خواہ وہ طریقہ قادریہ سے منسلک ہوں یا طریقہ چشتیہ یا سہروردیہ یا نقشبندیہ سے تعلق رکھتے ہوں تمام اس وظیفہ کے مجوزین اور عاملین ہیں اب اگر کوئی کور چشم باطن اس وظیفہ کے عامل پر شرک کا فتویٰ لگاتے دیں تو اس کو چاہیے کہ خود اپنے نفس امارہ کا محاسبہ کرے کہ وہ متقی عابدین اور عاملین بالحدیث والقرآن جو اس وظیفہ کے عاملین ہیں کیا وہ تمام مشرک ٹھہرے اور یہ صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے حالانکہ اگر کوئی کسی مسلمان پر ناحق کفر کا حکم لگا دے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حقیقت میں مسلمان ہے اور اس نے بزعم خود اس کی شان میں نازیبا الفاظ جو کفر کے ہیں استعمال کیے اب قرآن مقدس میں کسی جگہ یہ نہیں لکھا گیا کہ بزرگان دین اور عارفین کو ندا کرنا جائز یا شرک ہے نہ احادیث بنویہ میں ہے اور نہ اکابرین ملت نے فتویٰ دیا ہے ہاں اگر موجودہ زمانہ کے ناسمجھ اور بدباطن لوگ انکار کریں تو یہ انکار کوئی وزن نہیں رکھتا۔

قدرۃ العارفین حضرت خواجہ ثناء اللہ پیر خرابات اپنی کتاب تحفۃ القادریہ میں لکھتے ہیں

داد بیدام شنو شہر یار ذوالعلیٰ
محی الدین یا محی الدین یا محی الدین مشکل کشا
شیا للہ شیا للہ شد مرا ورد زبان
شیا للہ کن مرا آزاد از رنج و بلا

صاحب موصوف آگے اس کتاب میں ص ۵۶ میں فرماتے ہیں

یاکہ گویم حال زار درد خویش
شیا للہ از عطاء فریاد رس

پھر یہی صاحب مذکور دوسری جگہ فرماتے ہیں

از عطا لطف دارم چشم ہر دم ازالہ
شیا للہ شیا للہ ہست در ہر آن عرض
کشتی شکستہ مارا رساند بر کنار
المدد یا شاہ جیلاں است اندر جان و عرض

آگے اسی کتاب ص ۶۲ میں فرماتے ہیں

شیا للہ شیا للہ گویند ورد زبان
گشت فارغ از ہمہ رنج و بلا باو ہمہ

شیا للہ شیا للہ ہست در ہر آن عرض
کشتی شکستہ مارا رساند بر کنار
المدد یا شاہ جیلان است اندر جان و عرض

آگے اسی کتاب ص ۶۲ میں فرماتے ہیں

شیا للہ شیا للہ گویند ورد زبان
گشت فارغ از ہمہ رنج و بلا باوسم

حضرت العلامہ پیر طریقت بیدم وارث شاہ وارثی اپنی کتاب مصحف بیدم میں فرماتے ہیں

جان پر بن گئی اب آیئے شیا للہ
مشکل آسان میری فرمایئے شیا للہ
کشتیاں ڈوبی ہوئی آپ نے ترائی ہیں
میری امداد بھی فرمایئے شیا للہ
آپ کا طالب دیدار ہوں غوث الثقلین
روئے زیبا مجھے دکھلائے شیا للہ
اپنے دادا اسد اللہ کے قدموں کے طفیل
دستگیری میری فرمایئے شیا للہ
ہند میں بے سروسامان رہے کب تک بیدم

اس کو بغداد میں بلوایئے شیا للہ

(مصحف بیدم وارث شاہ ص ۳۱)

سائیں رحمت اللہ بٹالوی رحمتہ اللہ علیہ نے گلزار قادری میں ایک درود شریف نقل کیا ہے اور اس درود شریف کے ساتھ یا شیخ عبدالقادر شیا للہ کا ورد بھی لکھا ہے وہ درود ہزارہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد بعدد کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ و یاشیخ عبدالقادر شیاللہ (گلزار قادری ص ۴۲)

مولانا عبدالماجد قادر بدایونی صاحب شیا للہ کے تضمین بر منقبت حسرت موہانی فرماتے ہیں

در بدر جاؤں کہاں ٹھوکریں کھانے کے لئے
کوئی غم خوار ہے میرا جو مری عرض سے
کسی کو ہے درد جو مظلوم کی امداد کرے
آپ ہی سنئے کہ اب اور کہوں میں کسی سے
بستہ دامن سرکار ہوں شیا للہ

(رسالہ خاتون پاکستان کراچی) غوث اعظم نمبر

مجموعہ گنج وظائف عبدالشکور چشتی نظامی ص ۱۸۳ مطبوعہ کراچی میں ہے کہ ایں اسم برائے ہر مقصودہ حاصل آید صد بار بخواند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ

مولانا محمد شریف نقش بندی کرامات غوث الاعظم میں لکھتے ہیں "ایک مرتبہ محبوب سبحانی قطب یزدانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی مدینہ طیبہ سے حاضری کے بعد ننگے پاؤں بغداد شریف کی طرف تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں ایک چور چوری کے لئے منتظر کھڑا تھا تاکہ کوئی مسافر آئے اور وہ اس کا سامان لوٹ لے جب آپ اس کے قریب پہنچے تو اس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں ایک دیہاتی ہوں آپ نے بذریعہ کشف معلوم کیا کہ یہ راہزن ہے اسی چور نے سوچا کہ شاید آپ غوث اعظم ہیں اس کے اسی خیال کا بھی آپ کو علم ہو گیا اور فرمایا میں عبدالقادر ہوں تو وہ چور سنتے ہی آپ کے قدموں میں گر گیا اور زبان سے یا سیدی عبدالقادر شیا للہ کا ورد کرنے لگا آپ کو اس کی حالت پر رحم آ گیا اس کی اصلاح کے لئے بارگاہ ایزدی میں متوجہ ہوئے تو منادی نے غیب سے ندا کی اے پیارے غوث اس چور کو صراط مستقیم پر چلا دو اور اسے قطب بنا دو چنانچہ آپ نے اسے قطب بنا دیا (کرامات غوث الاعظم ص ۶۰)

پیر طریقت مفکر خلافت محدث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ نے مدلل منقبت میں لکھا ہے

یا غوث العالم قطب دوران   عبدالقادر شیا للہ

اس شعر کے تحت وہ لکھتے ہیں "آپ عبدالقادر ہیں عبدالعاجز نہیں لہذا با اختیار ہیں آپ سے مدد چاہنا توحید کے خلاف نہیں پیر طریقت سید بدر محی الدین قادری سجادہ نشین بٹالہ شریف لاہور اپنی تالیف شرح قصیدہ غوثیہ میں لکھتے ہیں " یہاں پر شیخ

عبدالقادر شیاللہ کے راز کو بھی لکھا جانا مناسب ہو گا حضرت قطب معظم سید ابوالفرح محمد فاضل الدین قادری نے ہزاروں دعائیں کیں جو قبول ہوئیں ایک دعا یہ تھی کہ بوقت وفات یا شیخ عبدالقادر شیاللہ آپ کی زبان پر ورد جاری رہے چنانچہ مورخین نے لکھا ہے کہ واقعی آپ کی زبان پر بوقت وفات لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ جاری ہوا اور پھر یا شیخ عبدالقادر شیاللہ آپ کی زبان پر جاری رہا حتیٰ کہ وفات ظہور میں آگئی یا شیخ عبدالقادر شیاللہ کے متعلق خدشہ کیا جاتا ہے کہ اس میں شرک لازم آتا ہے اس کا حل یوں ہو سکتا ہے شیاللہ مفعول فعل محذوف کا ہے یا تو اس کو اعطینی بنالو اللہ کے لئے کوئی شے دو اس میں شرک کا شبہ نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ کسی سے کوئی شے مانگنا اگر شرک ہو تو پھر لغات میں اعطاء کے لفظ پر قد لگا دینی چاہئے تھی کہ یہ صرف خداوند کریم کے لئے ہی استعمال ہو سکتا ہے حالانکہ روزمرہ کے کاروبار میں ہم ایک دوسرے سے چیزیں لیتے دیتے ہیں اور اعطاء کا لفظ برابر استعمال کرتے ہیں وہاں شرک لازم نہیں آتا تو عبدالقادر کے نام سے اعطنی لگا دیا جائے تو شرک کا ارتکاب ہو گیا یہ تو عجب ستم ظریفی ہے زندگی میں یا مابعد الموت تصرف اولیاء۔ ہو سکتا ہے بلکہ مابعد الموت علائق سے کلیتہ فراغت ہو جانے کی وجہ سے تصرف میں زیادہ قوت ہونی چاہئے اس کے ہزاروں شواہد موجود ہیں

مزید برآں اگر اعطنی فعل محذوف نہ سمجھا جائے تو قطب معظم حضرت سید محمد فاضل الدین ابوالفرح رضی اللہ عنہ نے ایک اور توجہ فرمائی ہے وہ یہ کہ خلقت شیاللہ اے شیخ عبدالقادر آپ اللہ کے لئے ایک خاص ہستی پیدا کئے گئے ہو آگے لکھتے ہیں باقی رہا کہ ہم اس اسم کو بطور ورد کیوں پڑھتے ہیں وہ اس لئے کہ ہمیں اس سے نفع عظیم

پہنچتا ہے جب ہم اس ورد کو پڑھتے ہیں تو ہمیں غوث پاک اور آپ کی زندگی کی یاد تازہ ہوجاتی ہے ہمارے دل منور ہوجاتے ہیں ہماری قوت عاملہ میں قوت پیدا ہوجاتی ہے اور ہم میں اخلاص پیدا ہوجاتا ہے جو کہ جمعیت قلب کے لئے ضروری ہوتا ہے جب جمعیت قلب حاصل ہوجاتے تو جو دعا منہ سے نکلے اجابت کے قریب ہوتی ہے یہ ہے فلسفہ یا شیخ عبدالقادر شاللہ کے وظیفہ کا یہ ہے حکمت اس ارشاد کی جس میں فرمایا کہ جس نے اس اسم کو وسیلہ پکڑا اس نے کامیابی حاصل کی چند ایک طبقوں کے نزدیک دینی مفکرین سلف کی فہرست میں. جناب محدث دہلوی شاہ ولی اللہ کو بھی مقبولیت حاصل ہے۔ یہاں پر ان طبقوں کے لئے یہ امر موجب تسکین ہو گا کہ یا شیخ عبدالقادر شیاللہ جناب محدث دہلوی موصوف کے روحانی اوراد میں شامل تھا چنانچہ ممدوح کی تصنیف انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ سے پایا جاتا ہے کہ طریقے شطاریہ سے بھی انہوں نے خرقہ طریقت حاصل کیا تھا اور اس سلسلے شطاریہ کی کتاب جواہر خمسہ میں جو کچھ مذکور ہے اس کی سند اجازت برائے اکتساب فیوض رحمانی انہیں مل گئی تھی سلسلہ شطاریہ کو فروغ دینے والے جواہر خمسہ کے مصنف جناب محمد غوث گوالیاری ہیں کتاب جواہر خمسہ میں جو ترکیب غوثیہ کی موجود ہے اس میں یا شیخ عبدالقادر شیاللہ ایک بڑی خاص تعداد میں پڑھا جاتا ہے یا شیخ عبدالقادر شیاللہ بطور ورد پڑھنے میں قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی نہیں ہوتی بلکہ یہ تو منبع برکات ہے کشور طریقت کے آئین کا قرآن و سنت سے کبھی تصادم نہیں ہوسکتا کیونکہ طریقت تو روح ہے شریعت کی اور طریقت وہ قوت خلاصہ ہے جو دین کے حدود کی نہایت موثر طریق سے حفاظت کرتی ہے۔ (شرح قصیدہ غوثیہ ص ۹۳)

مخدوم شاہ محمد حسن صابری چشتی رام پوری اپنی کتاب حقیقت گلزار صابری میں لکھتے ہیں حضرت شاہ سید عبدالرحیم عبدالسلام والد ماجد مخدوم علی احمد صابر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

میں نے ذیقعد ۵۹۲ھ وقت نماز مغرب چار رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ شکریہ ادا کیا پھر محمد مخدوم علی احمد صابر کے چہرہ انور پر بوسہ دے کر اکیس مرتبہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ مدد باذن اللہ تلاوت کر کے مخدوم علی احمد کے قلب پر دم کر دیا، مخدوم علی احمد صابر نے ببرکت اس اسم اعظم کے معا شیر نوش کیا (حقیقت گلزار صابری ص ۱۳۹ مطبوعہ مکتبہ صابریہ بستی چراغ شاہ قصور)

محمد ابرار علی صدیقی نے آئینہ دلدار مذاق کے حالات زندگی میں ایک رباعی بحضور غوث اعظم لکھی ہے

ہے حال مرا حضور پر سب ظاہر
ہر دم بخدا ہیں آپ حاضر و ناظر
سائل ہے مذاق بینوا حضرت مے
شیاً للہ شیخ عبدالقادر

(آئینہ دلدار ص ۱۸۸)

یہ کتاب حضرت مولانا شاہ محمد دلدار علی مذاق قادری چشتی بدایونی رحمتہ اللہ کے حالات زندگی پر لکھی گئی ہے آپ کی ولادت ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹ء اور وفات ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۶ء میں ہوئی

ان دو چشتی حضرات سے یہ نقل کیا گیا کہ ان کے نزدیک یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ کا وظیفہ ورد میں معمول رہا اور ان کے لئے

معلم کائنات علیہ وآلہ والصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ نے کچھ خاص بندے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے پیدا کئے ہیں لوگ ان کے پاس فریاد رسی کو جاتے ہیں وہی لوگ اللہ کے عذاب سے امان کا موجب ہیں (ترغیب ج ۳ ص ۳۹۰) حضرت العلامہ مولانا مرید محی الدین رحمتہ اللہ علیہ جواخوند صاحب سوات عبدالغفور المعروف سیدؤ غوث کے خلیفہ ہیں آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک کتاب غوث الاعظم کے مناقب میں لکھی ہے جس کا نام حجتہ البیضاء فی رد اہل الطغیٰ ہے اس کتاب کے اخر میں ایک فہرست دی ہے جس میں لقب، کنیت، یوم ولادت، یوم وفات، اسم مدفن درج ہیں اس میں اسم نقش، نگین شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ درج ہے (حجتہ البیضاء ص ۳۶۵)۔

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی شواھد الحق کے اخیر میں حضرت السید المصطفیٰ البکری کی کتاب بعض الاسقام فی زیارۃ برزۃ المقام سے نقل کر کے لکھتے ہیں "یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنے کا جواز" اسی طرح اگر کوئی شخص پکارے یا سیدی عبدالقادر تو اس کا مدعا اور مطلوب بھی یہی ہے کہ اے محبوب سبحانی آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے شفیع بنیں اور جو کچھ میں نے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا ہے اس کی عطا کے لئے شفاعت کریں کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ آپ میری نسبت اس کے زیادہ مقرب ہیں اور جو احکم الحاکمین کے زیادہ قریب ہیں وہ محروان قرب پر نگاہ عنایت کے زیادہ سزاوار ہیں یا ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ بارگاہ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں میری شفاعت کریں اور آپ اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں میری شفاعت فرمادیں گے تاکہ ان کے طفیل میری دعا قبول ہو اور میرا سوال پورا ہو اور حاجت روائی ہو اور

شد الرحال الی قبور الاولیاء والرواح میں لکھتے ہیں "اگر کوئی حاجت مند مضطر کسی مصیبت اور مشکل کے وقت یا کوئی محب شائق غلبہ شوق کے وقت یا بغیر ان دونوں وجہوں کے صرف بہ نیت ذکر محبوب و تلذذ خطاب یا اور کسی غرض صحیح شرعی کے صرف بہ نیت ذکر محبوب و تلذذ خطاب یا اور کسی غرض صحیح شرعی کے واسطے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اغثنی یا حبیب اللہ انظر الینا یا نبی اللہ اشفع لنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ یا مولیٰ مشکل کشا اور مثل اس کے کلمات استغاثہ وندا کا استعمال کرے تو اس کے جواز یا سنت و استجاب میں کوئی شبہ نہیں اس واسطے کہ جب خود شارع علیہ السلام سے اس کی تعلیم عموماً وارد ہوئی تو اس کی ممانعت اور کراہت کی کوئی وجہ نہیں فانِ القول بالکراھتہ لا بدلہ من دلیل خاص کما فی رد المحتار وغیرہ من کتب الفقہ" (عمران القلوب ص ۹۳)

حضرت سید غلام علی قادری در الدارین فی مناقب غوث الثقلین میں حضرت سید جلال بخاری المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فرمودات میں سے نقل کرتے ہیں کہ وقتے بخانہائے ہمسایہ مخدوم آتش افتاد حضرت مخدوم جہانیاں قدرے خاک در مشت گرفتہ چند بار ایں اسم مبارک یا شیخ عبدالقادر شیا للہ خواندہ بر آں آتش سوزندہ انداختند در حال آتش فرو نشست و سرد شد (در الدارین ص ۲۸۶) ایک دفعہ آپ کے ہمسایہ کے گھر میں آگ لگ گئی

مخدوم جہانیاں نے تھوڑی سی خاک لے کر اسے یہ وظیفہ پڑھ کر جلانے والی آگ پر ڈال دی اسی وقت آگ کے شعلے ختم ہو گئے اور آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

شریف احمد شرافت نوشاہی نے شریف التواریخ میں حضرت سید ابو المنصور صفی الدین عبدالسلام صوفی گیلانی جن کی ۶۱۱ھ میں وفات ہوئی کے واقعہ وفات میں لکھتے ہیں آپ کو ناف کے نیچے درد شروع ہوا اور ساعت بساعت بڑھتا گیا اس وقت یہ کلمہ آپ کی زبان پر جاری تھا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ مدد باذن اللہ (شریف التواریخ ج ۱ ص ۲۸۷)

حضرت سید ابو المنصور صفی الدین عبدالسلام صوفی گیلانی جو فرزند ارجمند حضرت سید عبدالوہاب گیلانی ابن حضرت غوث الاعظمؓ ولی کامل عالم باعمل تھے ان کے اوراد میں سے یہ وِرد یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیا للہ بھی تھا۔

حضرت پیر طریقت بشیر احمد فقیر نوشاہی رحمتہ اللہ علیہ جن کی ولادت ۱۳۲۸ھ میں ہوئی ان کے معمولات اور وظائف کے متعلق شریف احمد شرافت نوشاہی نے شریف التواریخ میں لکھا ہے کہ معمولات اور وظائف میں اسم غوثیہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ لِلّٰہِ سو مرتبہ (شریف التواریخ ج ۲ حصہ اول ص ۱۰۶۲)

پیر طریقت تاج محمد مظہر مدظلہ وظائف القادریہ الصبریہ میں تحریر فرماتے ہیں اول حصار بسم اللہ اور سید شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ گیارہ بار اول و آخر درود شریف قادریہ صابریہ گیارہ گیارہ بار پھر ایک سو گیارہ بار

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ سُکْرِیْ وَلاَ نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

اسم اعظم قادریہ یا حضرت سلطان سید شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ

ظاہر ہے کہ اس میں حرج و منافقت والا کوئی پہلو نہیں ہے (شواحد الحق)

حامی العلوم النقلیہ و حاوی فنون العقلیہ مولانا الحاج برھان الملتہ والدین اعنی السید برھان الدین قادری مہاجر مدینہ طیبہ انوار الصبیہ فی لاستعانتہ عن خیر البریہ میں لکھتے ہیں "ندا کرنا باسماء مقربان الٰہی بوقت حاجت روائی میں کیوں نہ حکم اکسیر رکھے پس جب ندا کرنا باسماء مقربان الٰہی بوقت حاجت روائی حدیث اور عمل صحابہ اور اجماع اور اقوال اور احوال اولیاء اللہ سے ثابت اور تجربات کثیرہ بے شمار سے حاجت روائی میں حکم اکسیر رکھے تو ندا باسماء مقربان الٰہی بے شک جائز بلکہ باعث نور عظیم اور سعادت کبریٰ ہے مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے اپنی کتاب وسیلتہ الجلیلہ میں مسئلہ ندا کو بدلائل کثیرہ ثابت کیا اور اقوال منکرین کو نقل کرکے ان کے ہر قول کا جواب بہ شرح و بسط لکھا ہے مگر میں اس جگہ اس کا تھوڑا سا مضمون نقل کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ "فتاویٰ شامی میں ہے و اما قصد المعنی الصحیح فالظاھر انہ لا باس یعنی عبارت شیاللہ سے قصد معنی صحیح کیا جائے تو کچھ خوف نہیں ہے" (الانوار الصبیہ ص ۲۰۹)

یہی مؤلف آگے لکھتے ہیں "صاحب وسیلتہ الجلیلہ فتاویٰ خیریہ سے نقل کرتے ہیں یا شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ فھو نداء اذا اضیف شیئی للہ فھو طلب الشی اکراما للہ فما الموجب بحرمتہ یعنی یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ندا ہے جب شئی للہ ملایا گیا تو یہ طلب شئی ہے اکراما اللہ تعالیٰ پھر حرمت کا کوئی منشاء پایا نہیں جاتا" (الانوار الصبیہ فی استعانہ من خیر البریہ ص ۲۱۰ مطبوعہ اشاعتہ العلوم حیدر آباد دکن)

مولانا محمد محمد معوان حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے عمران القلوب میں

ص ۲۹)

یہی مؤلف حضرت عارف باللہ شاہ نیاز سلسلہ قادری چشتی نظامی صابری اوراد میں سے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب سے اجازت وظیفہ یا غوث سید عبدالقادر جیلانی شیا للہ جہر ایک سو بار (وظائف القادریہ ص ۱۱ قلمی)

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کا وظیفہ۔

فقیر کو یہ چند حوالے بجواز وظیفہ یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیا للہ ملے جو کہ طالبان حق کے لئے درج کیے گئے امید ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے والے کی تشفی کے لئے یہی کافی ہوں گے۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرق پوری "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور ان کی مسجد کی محراب میں بھی یہ مبارک جملہ لکھا ہوا تھا آپ کے ایک مرید مولوی حکیم مظفر حسین قریشی فاروقی (ضلع گوجرانوالہ) نے اس سلسلے میں اپنے ایک مکتوب میں اپنے خدشات کا اظہار کیا تو حضرت میاں محمد صاحب نے جو مختصر جواب دیا وہ قابل توجہ ہے

"ہر حال میں لشکر اور ذکر و فکر، عبرت ضروری ہے سو آج کل محال ہے اس وسوسے (یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کے بارے میں خدشہ) میں پڑنا زیبا نہیں۔ غریب تو پڑھا کرتے ہیں بلکہ کل ولی اللہ سے امداد لینا جائز ہے آپ کا دل چاہے تو خیر پڑھا کریں حضرت میراں محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے اس لئے جو لوگ ان کو یاد کرتے ہیں ان کو خداوند کریم کی محبت کامل ہو جاتی ہے اخیر

سب کا رجوع رب کریم کی جانب ہے آپ کا وجود غیر خدا سے نہیں بنا ہے اس کا ثبوت قادری قلندروں سے لیں۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو خیر۔ خداوند کریم کی سنت جاری ہے ہر ایک کو ایک کام سپرد کیا گیا ہے جیسا ہر ایک چیز سے کام لیا جاتا ہے ویسا ہی ہے"۔

حضرت مولانا محمد حیدر اللہ جلال پوری وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ پڑھنے سے متعلق فرماتے ہیں "اس وظیفہ کا پڑھنا جائز اور معمولات بعض مشائخ جیلانیہ سے ہے (اس کے بعد ایک نابینا صحابہ کے ارشاد فرمودہ مشہور دعا نقل کرنے کے بعد نقل کرتے ہیں جو اعتراض یا شیخ الخ پر وارد ہوتے ہیں وہی ان کے اعمال پر بھی وارد ہوتے ہیں لیکن ان کے اگر جواز اور عدم جواز کا استفتاء کیا جائے تو یقین ہے کہ جواز ہی کا فتویٰ دیا جائے گا پس اسی قیاس سے اگر یا شیخ الخ کو بھی عدم شرک اور جواز کا فتویٰ دیا جائے تو کیا مضائقہ؟ اور قطع نظر ازیں کہ ندا واستمداد و معمول و ماثور ثابت ہوتی ہے لیکن ثقاہت سے جو معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس وظیفہ میں ندا اور استمداد سے کچھ متعلق نہیں بلکہ مطلق ان الفاظ میں باذن اللہ تاثیر ہے اور اگر کسی حاجت کے واسطے پڑھا جاتا ہے تو بحوالہ تاثیر ہوتی ہے مولانا خیر اللہ کے مذکورہ فتویٰ کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے استاذ العلماء حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

للہ در من اجاب فقدا جاد و اختار ماھو مختار الاخیار و اثر ماھو الماثور عن العلماء الکبار۔ محمد لطف اللہ علیگڑھی

اللہ خوش رکھے اسے جس نے جواب دیا خوب دیا اور صحیح دیا اور وہ

(درود) الختیار کی جو

اختیار نے اپنائی اور ایسا اثر ہے جو کبار علماء سے منقول ہے (فتویٰ ص ۱۹)

مولانا گوہر علی رام پوری لکھتے ہیں "پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کا جائز ہے اس کو مطلق شرک اور کفر کہنا خلاف حق ہے اگرچہ بانضمام سنت فاسدہ کسی خواندہ کے احتمال شرک کا بھی ہوسکتا ہے لیکن وہ احتمال راجع طرف اس کی نیت فاسدہ کی ہے نہ طرف نفس جملہ مذکورہ کے

مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری مولانا رام پوری کے مرقومہ فتویٰ کی تصدیق کرتے ہیں لاشک فی صحتہ الجواب فللہ در المجیب المثاب جواب کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں اللہ تعالیٰ مجیب ثواب یافتہ کو خوش رکھے اس فتویٰ کی تصدیق میں مولانا امداد حسین رام پوری، مولانا عبدالغفار خان، مولانا محمد رام پوری بھی شامل ہیں (فتویٰ مذکورہ ص ۲۵)

مولانا عبدالباقی فرنگی محلی لکھتے ہیں "واقعی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ کا پڑھنا شرک جب ہی ہے جب شیخ کو عالم بالغیب و متصرف مستقل سمجھے مگر جب یہ اعتقاد نہیں بلکہ برکت و اثر جان کے پڑھے تو ہرگز نہ کفر ہے نہ فسق نہ موہم شرک بلکہ مجرب و معمول مشائخ قادریہ ہے (رسالہ مذکورہ ص ۳۱)

اب فقیر غوث الاعظمؓ کے نام کا مثلث نقش لکھ دیتا ہے اگر کوئی صاحب ایمان اس نقش کو لکھ کر جناب والے شخص کے گلے میں ڈال دے گا تو جنات بھاگ جائیں گے اس طرح اگر کسی پر تکلیف یا مقدمہ یا کوئی اور دنیاوی تکلیف آجائے تو اس کو چاہئے کہ مندرجہ ذیل نقش کو زعفران اور مشک سے لکھ کر اپنے پاس رکھے دنیاوی مشکلات آسان ہوجائیں گی وہ نقش یہ ہے سید عبدالقادر جیلانیؓ بحروف ابجد ۵۹۰

ہے۔

۷۸۶

۲۰۰	۱۹۲	۱۹۸
۱۹۴	۱۹۷	۱۹۹
۱۹۶	۲۰۱	۱۹۳

دوسرا نقش یہ ہے جو کہ شروع کام کے لئے اکثیر اعظم کا حکم رکھتا ہے۔

سید	شیاللہ	جیلانی	عبدالقادر	سید
عبدالقادر	سید	شیاللہ	جیلانی	سید عبدالقادر
جیلانی	عبدالقادر	سید	شیاللہ	جیلانی
شیاللہ	جیلانی	عبدالقادر	سید	شیاللہ

اگر غوث اعظمؓ کا اسم مبارکہ بمع مؤکلات معمولات میں لانا چاہتے ہو تو وہ بھی درج کیا جاتا ہے یا رفتمائیل ذطاطائیل یا لومائیل .بحق یا شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی شیاللہ

حضرت شاہ سلیمان پھلواری چشتی اپنے ایک مکتوب فرماتے ہیں

دل زبود از من جمال شیخ عبدالقادرم

ایں سرو مایہ خیال شیخ عبدالقادرم

آج کل حضرت غوث پاک کی محبت کا ایسا غلبہ ہے کہ کسی دوسری طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی اس عشرہ اولی میں جو ختم درود شریف کرواسے غوث پاک کی نذر کرو اور ۹، ۱۰، ۱۱ تاریخ کے مراقبے میں اپنے کو بغداد شریف حضرت کے روضے کے حضور میں پہنچاؤ اور سلام عرض کرنے کے بعد دل سے کہتے رہو

یا شیخ عبدالقادر شیاللہ (شمس المعارف ص ۷۱) ۔

حضرت مولانا محمد الیاس اعظمی جواہر غوثیہ میں لکھتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ نوافل کے ذریعے میرے قریب ہوجاتا ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے تو میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں اور پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے الخ اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں گویا کہ بظاہر ہاتھ آنکھ وغیرہ اس مرد باصفا کے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے یہی نہیں بلکہ جب بندہ اس بارگاہ کا اتنا قرب حاصل کرتا ہے کہ خود اپنی ذات کی نفی کرکے ذات حق وسبحانہ میں فنا ہوجاتا ہے تو پھر مولائے کریم اس کے نام میں بھی تاثیر پیدا کردیتا ہے کہ پھر اگر کوئی بندہ اس مقبول بارگاہ الٰہی کا نام لے کر اس کو کسی مقصد برادری کے لئے پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ خاص کے نام کے صدقے مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کردیتا ہے اور اپنے انوار کی بارش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں

بالخصوص اور دیگر سلاسل تصوف سے تعلق رکھنے والے اولیاء کاملین اور اہل دل کا اپنا معمول بھی رہا اور اپنے ارادت مندوں کو بھی فیض روحانی حاصل کرنے کے لئے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ کا وظیفہ پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے ہیں" (جواہر غوثیہ ص ۱۷۳)

قاضی عبید اللہ مدراسی لکھتے ہیں " امام العلماء قاضی الملک بدر الدولہ مرحوم نثر الجواھر میں فرماتے ہیں یا شیخ عبدالقادر شیا للہ بھی بڑی دعوت ہے اور حاجت برادری میں مجرب ہے مولانا ابو الاحیاء محمد نعیم لکھنوی کا فتویٰ سے اقتباس ملاحظہ کیجئے وہ لکھتے ہیں " فی الحقیقت پڑھنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ کا بغرض استشفاع و توسل بجناب قطب الاقطاب در درگاہ مجسود الجناہ رب الارباب تعالیٰ جائز ہے اور تفصیل اس کی بعضے فتاویٰ میں حضرت شیخ محمد عابد سندھی قدس سرہ السنی کے مذکور ہے"

مولانا ابو الذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ اپنے فتوے میں لکھتے ہیں " بے شک اس جملہ متبرکہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیا للہ کے پڑھنے کی ممانعت مخالفین سے مبنی ہے اور پر وجوہ ثلاثہ مذکورہ فی الجواب کے یعنی نداغائب کو اور استعانت بالغیر اور کلمہ للہ مبارک سے توہم احتیاج نسبت حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے سو وجہ ثلاثہ میں مخالفین نے مقابلہ کیا ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نعوذ باللہ منہا اس لئے فان للہ خمسہ کلام میں اور من اعطی للہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے دیکھو مفسرین و محدثین نے اس کے معنی کیا کئے ہیں پھر اس کے مقابل میں محض اپنے توہم کو دخل دینا کیسا ایمان اور اسلام ہے اور نداغائب کو حالت حیات میں اور بعد الممات ثابت ہے قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اور صحابہ کرام اور آئمہ اعلام سے جیسا کہ تحقیق محقق مجیب سے واضح و صریح ہے غور کرنا چاہیئے کہ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی خصوصاً اور اعینونی یا عباد اللہ عموماً خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اور غیر صحابہ کو تلقین فرمایا یا نہیں۔ اعظم ارکان اسلام یعنی نماز میں السلام علیک ایھا النبی جس کا پڑھنا ہر شخص پر ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے یا کسی اور کا اور علی ھذا القیاس استعانت بالغیر بطریق التوسل بلا اعتقاد استقلال ماموربہ ہے ساتھ نص قطعی کے اور ثابت ہے قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قول و فعل صحابہ اور آئمہ ھدیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین فی حیاتہ و فیضانہ فلا نطول الکلام ھاھنا و سنفصلہ ان شاء اللہ تعالیٰ سبحانہ عند الحاجۃ۔ (کامل جواہر) کہ ثابت ہوا آیت اور حدیث سے اور ماموربہ ہو سنت کہ قول و فعل ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا اس کو ناجائز کہنا اپنے گھر سے شریعت کا گھڑنا ہے اور جب خصوصیت میں کلام العصر آتے گا عہدہ ثمرہ ہے عالم بالحدیث ہونے اور موحد بننے کا یا خیال خام ہدایت کا یا انکار ولایت حضرت امام الاولیاء رضی اللہ عنہ کا۔ اول و ثانی تو مصداق ہے مضمون اس بیت کا

و مجدت حتی کدت تبخل حائلا
للمنتھی و من السرور بکاہ

(بزرگی ملی یہانتک کہ قریب تھا کہ تو آخری درجہ تک پہنچنے میں بخل سے کام لے کر حائل ہو جاتے اور خوشی سے رونا آجاتا ہے)

رہا ثالث سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس فرقہ مخالف سے اس محل میں ہمارا کلام

نہیں ہے توحید و رسالت کے منکر بھی تو آخر عالم میں موجود ہیں پھر ان کا وجود کیا مستعبد ہے واللہ سبحانہ الموفق لرضائہ وللایمان بہٖ و باولیائی (العبد ابو الزکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ رام پوری)

نماز غوثیہ جو مجرب برائے حاجات دنیویہ ہے

یہ نماز اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے تو دو رکعت نفل پڑھ کر بغداد شریف کی طرف منہ کر کے اس کا ثواب غوث صمدانی شہباز لامکانی کی روح کو پیشکش کرے اور پھر گیارہ قدم لے لے اور ہر قدم پر اللہ تعالیٰ سے اپنی جملہ مشکل حل کرنے میں مدد کی التجا کرے اور وہ اس التجاء کو اللہ تعالیٰ کے حضور غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی کے وسیلہ سے پیش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل جلد حل فرمادے گا۔ یہ بزرگان دین کا مجرب معمول ہے۔ شیخ الحدیث ملا علی قاری جو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے شارح ہیں نے غوث پاک کی زندگی پر ایک کتاب لکھی ہے اور اس کتاب میں یہ نماز بھی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ میں نے اس پر بارہا تجربہ کیا ہے اور درست پایا ہے اسی نماز کو شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کتاب الرحمہ فی الطلب والحکمتہ میں اسی نماز کو لکھا ہے اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے اس نماز کو اخبار الاخیار میں درج کی ہے جو اپنے محل میں درج کیا جائے گا۔ یہاں صرف ناقلین میں نام لیا گیا ہے قدرۃ السالکین حضرت شاہ ابو المعالی تحفہ قادریہ میں لکھتے ہیں "ایک دفعہ ہم ایک ایسے خوفناک جنگل میں اترے کہ جہاں بھائی بھائی کی مدد نہ کرتا تھا جب اونٹوں کو لادا تو چار اونٹ گم ہو گئے قافلہ چلا گیا اور ہم اونٹوں کی تلاش میں پیچھے رہ گئے ہر چند ہم نے ڈھونڈا لیکن اونٹوں کا نشان نہ پایا جب صبح ہوئی تو مجھے آپ کی بات یاد آئی کہ اگر تو سختی سے عاجز ہوجائے تو مجھے پکارنا تاکہ وہ مصیبت تجھ سے دور ہوجائے میں نے اسی وقت فریاد کی کہ اے شیخ عبدالقادر میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ مشرق کی طرف ایک آدمی ٹیلے پر

کھڑا آستین سے مجھے اشارہ کرتا ہے کہ آ جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ دیکھا لیکن چاروں اونٹ مجھے مل گئے شیخ عمر بزاز سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر صاحب نے اس کو فرمایا کہ جو شخص مجھے سختی میں یاد کرے میں اس بلا کو دور کر دیتا ہوں اور جو مصیبت میں مجھ سے مدد طلب کرے تو اس مصیبت کو رفع کرتا ہوں اور جو کسی حاجت کے لئے خدا کے حضور میں مجھے وسیلہ بنائے تو میں اس کی حاجت روا کر دیتا ہوں اور جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص اور سورۃ کافرون گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پھر گیارہ دفعہ درود پیغمبر علیہ السلام پر بھیجے اور سلام کہے اور اس کو یاد کرے اور پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو یاد کرے بیشک اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (تحفہ قادریہ)

شیخ محقق عبدالحق دہلوی زبدۃ الآثار میں لکھتے ہیں "حضرت غوث الاعظم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ ایزدی میں سوال کیا کرو جو کوئی مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور کر دی جاتی ہے جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے اور جو شخص مندرجہ ذیل طریقہ پر دو نفل ادا کر دے گا اس کی حاجت پوری ہوگی ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے اور اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھے اور پھر گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ وہ سائل کی حاجت پوری کرے گا۔ (زبدۃ الآثار)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دو گانہ نماز اور عراق کی طرف قدم لینے پر ایک رسالہ ضرب الاقدام لکھا ہے جس سے بعض اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

"دو گانا کا پڑھنا ایک جانا پہچانا فعل ہے جو کہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ثابت ہے اور مشہور معمول ہے"

آگے لکھتے ہیں "یہ فقیر جس وقت مکہ معظمہ میں شیخ اجل متقی شیخ عبدالوہاب کی خدمت اقدس میں موجود تھا اور یہ حضرت شیخ علی متقی قدس اللہ اسرار ھما العزیز کے مرید تھے تو فقیر نے حضرت شیخ اجل سے اس دو گانہ شریف کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیا ہے جو کہ اس سلسلے کے لوگ دو رکعت پڑھتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا شیخ قادری تھا ان سے یہ نہ دیکھا گیا اور نہ سنا گیا اس فقیر نے عرض کیا کہ اس دو گانہ کا ذکر لبھجۃ الاسرار میں موجود ہے آپ نے فرمایا یہ کتاب معتبر ہے اور ہم نے اس عبارت کو دیکھا ہے" آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں "نماز شروع کرنے سے پہلے اور سنت پڑھنے سے پہلے دو رکعت اس طرح ادا کرتا ہوں کہ ہر رات میں گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھتا ہوں اور اس کا ثواب حضرت غوث پاک کی بارگاہ میں نیز آنجناب کے ساتھ نسبت رکھنے والوں کی جناب میں بھیجتا ہوں اس کے بعد نماز شروع کرتا ہوں اور دو گانہ کی نیت جو کہ مشائخ سے سنی ہے اسطرح کرتا ہوں نیز تحیۃ الوضو تحیۃ المسجد اور دوسرے نوافل میں بھی عالی جناب کی طرف توجہ کرتا ہوں اور دو رکعت بھی ادا کرتا ہوں"

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ اپنی کتاب "الرحمۃ فی الطب والحکمۃ" میں لکھتے ہیں

فمن اراد ذالک فلیستقبل القبلتۃ والیقرا الفاتحۃ و ایۃ الکرسی و الم نشرح یھدی ثوابھا السیدی الشیخ عبدالقادر جیلانی و یخطوا وسیروا الی جھتۃ المشرق احدی عشرۃ خطوۃ ینادی یاسیدی عبدالقادر عشر مرات ثم تطلب حاجتک (الرحمۃ فی الطب والحکمۃ ص ۲۲۷۹)

جو شخص اپنی حاجت براری کی دعا کا ارادہ کرے پس قبلہ کی طرف منہ کرکے سورۃ فاتحہ آیت الکرسی اور سورۃ الم نشرح پڑھ کر اس کا ثواب اپنے سردار الشیخ عبدالقادر جیلانی کو بخشے اور مشرق کی جانب پھر جاتے اور گیارہ قدم اٹھاتے اور دس بار ندا کرے یا سیدی عبدالقادر پھر اپنی حاجت کے لئے دعا کرے۔

ملا علی قاری شارح مشکواۃ اپنی کتاب نزھتہ الخاطر الفاتر میں لکھتے ہیں

وعن الشیخ ابی الحسن علی الخباز قال سمعت الشیخ ابالقاسم عمر بزاز یقول سمعت سیدی السید الشیخ محی الدین عبدالقادر یقول من استغاث بی فی کربتہ کشفت عنہ و ھن نادانی باسمی ف شدہ فرجت عنہ و من توسل بی الی اللہ فی حاجتہ قضیت حاجتہ و من صلی رکعتین لقرا فی کل رکعتۃ بعد الفاتحہ سورۃ اخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی وسلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد السلام من التشھد احدی عشر مرۃ ویذکرہ ثم یخطوا الی جھتۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ و یذکر اسمی و یذکر حاجتۃ فھا تقضی باذن اللہ (نزھتۃ الخاطر ص ۶۱ مطبوعہ استنبول)

شیخ ابی الحسن علی الجناز سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ اب القاسم عمر ابزاز سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار السید الشیخ محی الدین عبدالقادر سے سنا کہ

آپ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی مصیبت میں مجھے مدد طلب کرے تو اس کی مشکل دور ہوجائے گی اور جو شخص انتہائی تکلیف میں مجھے پکارے تو اس کی تکلیف رفع ہوجائے گی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے حضور میرا وسیلہ پیش کرے تو اس کی حاجت پوری ہوگی اور جو کوئی دوگانہ ادا کرے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص پڑھے پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گیارہ مرتبہ درود وسلام پڑھے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم لے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت بیان کرے تو بے شک اللہ کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہوجائے گی۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نماز غوثیہ کو اخبار الاخیار شریف میں بھی نقل کیا ہے۔

حضرت العلامہ محمد یحییٰ تاذر رحمۃ اللہ علیہ نے قلائد الجواہر میں یہی صلوٰۃ غوثیہ نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص اپنی مصیبت میں میری مدد چاہے گا تو اس کی مصیبت دور ہوجائے گی اور جو دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے گا کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص اور سلام کے بعد گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر میرا نام لے کر اپنی حاجت بیان کرے گا وہ انشاء اللہ ضرور پوری ہوگی ایک روایت یہ بھی ہے کہ میری قبر کی سمت سات یا گیارہ قدم چل کر حاجت بیان کرے گا تو انشاء اللہ وہ حاجت پوری ہوگی (قلائد الجواہر)

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوگانہ نماز کے متعلق انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار رسالہ تحریر فرمایا ہے اور ایک عربی استفتاء کے جواب

میں ازھار الانوار من صاصلاۃ الاسرار تحریر کیا ہے اسی نماز کو ملا علی قاری اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ اور شاہ محقق عبدالحق محدث دہلوی اور امام یافعی اور امام علی بن جریر الشطنوفی اور شاہ ابو المعالی وغیرہ اکابرین صوفیاء کرام اور مفسرین و محدثین فقہاء نے نقل کیا ہے اگر کسی کو زیادہ وضاحت مطلوب ہو تو وہ ان حضرات کی کتب مطالعہ فرماویں۔ اس نماز کے متعلق ملا علی قاری نے فرمایا ہے کہ قد جربت بذالک مرارا میں نے کئی بار اس کا تجربہ کیا ہے اور صحیح پایا ہے اب اگر کوئی کم فہم اور ناقص العقل اس نماز کے متعلق کلام کرے تو یہ اس کے علم کی کمی پر مبنی ہو گا اور چونکہ ایسے اشخاص اولیاء کرام کی کرامات و تصرفات کے منکر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے اسلامی معمولات کے بھی اکثر منکر پائے جاتے ہیں۔ فقیر نے سیرت غوث اعظم میں بھی اس نماز کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے اور اب یہ کتاب بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ کے فیوضات و کرامات و اوراد کے متعلق ہے تو فقیر نے مناسب حال سمجھا اور اس نماز کو اہل ایمان کے لئے تحریر کیا تاکہ متلاشیان حق اور متوسلان بارگاہ غوثیہ اس بابرکت نماز سے مستفید ہو سکیں۔

اگر کوئی اس نماز غوثیہ کو شرک کہے تو اس کی خدمت میں مخلصانہ عرض ہے کہ اس نماز میں شرک کی کون سی بات ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھی جاتی ہے نیت اس طرح کریں کہ میں نے نیت کی نماز نفل کی خاص اللہ تعالیٰ کے لئے پھر جس طرح دوسری نماز ادا کی جاتی ہے اسی طریقہ سے یہ بھی ادا کی جاتی ہے اس میں کون سی بات شرک کی ہے تمام عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کی جاتی ہے خواہ نماز ہے یا حج یا روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔

اگر کوئی کہے کہ یہ غوث اعظم کی طرف منسوب ہے تو کسی چیز یا شخص کی طرف منسوب کرنا شرک نہیں اس لئے کہ پانچ نمازوں کی نیت کی جاتی کہ نیت کی ہیں نے فجر کی یا ظہر کی یا عصر کی یا مغرب کی یا عشاء کی ان تمام نمازوں کی نسبت اوقات کی طرف ہوتی اس طرح روزہ کی نیت رمضان کی طرف کی جاتی ہے اور حج کی نسبت بیت اللہ کی طرف کی جاتی ہے اب نہ نماز اوقات کی ہے اور نہ روزہ رمضان کا ہے اور نہ حج بیت اللہ کا ہے کیا پھر یہ تمام عبادات شرک میں شامل ہوں گیں؟ اس نماز غوثیہ کو بڑے بڑے محدثین مفسرین، فقہاء عرفاء نے نقل کیا ہے مثلاً شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الرحمتہ فی طب الحکمتہ میں یہ نماز نقل کی اتنا بڑا محدث جو کہ ہر مکتبہ فکر میں مقبول ہے اگر اس میں فائدہ مسلمانوں کے لئے نہ ہوتا تو وہ اس نماز کو نقل نہ کرتے شیخ جلال الدین سیوطیؒ کے علاوہ ملا علی قاری حنفی نے اس نماز کو نزھتہ الخاطر الخاطر میں نقل کیا ہے ملا علی قاری بھی ہر مکتبہ فکر میں مقبول ہے اور ہر مکتبہ فکر آپ کی شرح مشکوٰۃ مرقاۃ سے استفادہ کرتا ہے اگر اس میں ان کو فائدہ نظر نہ آتا تو وہ اس کو نقل نہ کرتے بلکہ اس نے یہاں تک لکھا ہے کہ میں نے اس پر بار بار تجربہ کیا ہے اسے صحیح پایا ہے پاک وھند کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے زبدۃ الآثار میں اس نماز کو نقل کیا ہے کیا اتنے بڑے محدث کے نقل کرتے میں بھی ذہن میں تردد کا کوئی اثر باقی رہ سکتا ہے امام یافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ نے خلاصتہ المفاخر فی اختصار مناقب الشیخ عبدالقادر میں نقل کیا ہے اب ان تمام محدثین، مفسرین، فقہاء وصوفیا کرام پر بدگمانی کرنا اپنے دین کو برباد کرنا ہے دو عادل گواہوں کی گواہی شریعت مطہرہ میں معتبر ہے تو کیا ان تمام محدثین و اکابرین کی گواہی

ہمارے لئے باعث رحمت نہیں ہے اور کیا ان کی مصیت ہمارے لئے کافی نہیں پس معلوم ہوا کہ اس سے انکار کرنے والا منکر حق ہے اور باطنی فیوضات سے عاری ہے اللہ تعالیٰ بزرگوں کے ساتھ عقیدت سے ہمیں محروم نہ کریا وران کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

قدم غوث اعظم بر رقاب اولیا اللہ

حضرت محی الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ نے تفریح الخاطر شریف میں محققین عرفاء سے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ بیان لکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری روح کو میرے جد اعلیٰ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پرانوار سے مشرف کیا اور حضور نے اسی الہام کبریائی سے مجھے آگاہ فرمایا۔ سراپا حمد حبیب کبریا سے رب مصطفیٰ نے دریافت فرمایا کیا آپ نے جانا کہ یہ کون شخص ہے تو حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمیا یا رب انت اعلم منی بذالک میرے پروردگار آپ اسے مجھ سے بہتر جانتے ہیں ارشاد ربانی ہوا ہذا ولدک من نسل الحسن ابن علی واسمہ عبدالقادر جعلتہ محبوبی بعدک و سیکون شانہ بین الاولیاء کشانک بین الانبیاء (تفریح الخاطر ص ۱۰)

"یہ تیرا فرزند ہے اولاد حسن بن علی سے عبدالقادر اس کا نام ہے میں نے تیرے بعد اسے اپنا محبوب بنا دیا ہے اور اس کی شان ایسی ہے جیسی تیری شان انبیاء میں ہے تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرا دل دید سے خوش ہے اور تیرا دل میرے دیدار سے مسرور ہے پس تو میرا

کہ اللہ کا بھی محبوب ہے اور میرا وارث میرے بعد میرے مقام ولایت و محبوبی
میں"

وضعت قدمی ھذہ علی رقبتک و قدمک علی رقاب جمعی اولیاء امتی

تفریح الخاطر ص ۱۰)

میرا یہ قدم تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم میری امت کے تمام اولیاء اللہ کی
گردنوں پر ہے۔ آگے اس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ کمال الدین بن شیخ
المشائخ عبدالطیف بغدادی رحمتہ اللہ اپنی کتاب لطائف الطیفہ میں لکھتے ہیں کہ روح
پاک جناب غوث الاعظم علیہ شوق مشاہدہ جمال مصطفوی میں اپنے انتہاء کو پہنچی
جو مقام اولیاء کی نہایت و غایت ہے لطیف سا مجسمہ بن کر دیدار و قرب مصطفیٰ سے
مشرف ہوئی اور معراج مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں حضور و مشاہدہ کا فیض پایا
اور حضور کے قدم مبارک اپنی گردن پر رکھنے کا مطالبہ کیا تو مخاطب بنائے گئے اور
جب حضورؐ کے قدم مبارک آپؒ کی گردن پر آئے تو حضورؐ کو ندا آئی کہ یہ جسم کسی
شخص کی روح کا ہے تو حضورؐ نے عرض کیا اے رب! میں اسے کمال شوق و محبت
میں اپنے ساتھ ملا ہوا دیکھتا ہوں یہ آپ کی اولاد سے نسل حسنی ہے میں نے اس کا نام
عبدالقادر رکھا ہے۔ اس کی مثل مقام ولایت و رتبہ معشوقیت میں کوئی ولی نہیں یہ
محبوب ازلی و معشوق سرمدی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی اور فیض خاص سے
مخصوص بنایا اور حضور نے فرمایا اے میرے فرزند! مسرور ہوا میرا دل تیرے
دیدار سے اور تیرا دل میرے دیدار سے تو اللہ تعالیٰ کا اور میرا محبوب ہے اور میرا
لطیفہ ہے وقدمی علی رقبتک و قدمک علی رقاب اولیاء امتی اور میرا

قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء امت کی گردنوں پر ہے فقیر نور محمد سروری قادری نے مخزن الاسرار میں لکھا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کے امر سے جس طرح فرشتوں کو امتحان میں مبتلا کر دیا اسی طرح حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کے امر حق سے اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کا امتحان لیا جس نے اس امر میں جس قدر پیش قدمی کی اسی قدر اسے زیادہ مرتبہ اور منصب ملا اور جس نے انکار کیا وہ ابلیس کی طرح راندہ درگاہ خداوندی ہوا جب معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات جملہ صفات کے مقامات طبقات اور درجات کو عبور کیا اور آپ نے سدرۃ المنتہی سے آگے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے معذرت کی

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اور جب لاہوت لا مکان کا غیر مخلوق نوری میداں نمودار ہوا تو براق اور رف رف کی روحانی سواریوں نے بھی جواب دے دیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کو اپنی قدرت کا لطیف باطنی جامہ پہنا کر اور آپ کی روح مبارک کو نوری سواری بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ جس وقت نوری حضوری جثہ اور سلطان الفقراء لے کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے بارگاہ الٰہی میں سوال کیا اے اللہ! لاہوت لا مکان کے اس بے مثل و بے مثال میدان میں یہ کس نور کا ظہور ہے جس سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل میں سرور ہے بارگاہ الٰہی میں خطاب ہوا اے میرے حبیب! تجھے بشارت ہو کہ یہ روح

پر فتوح سلطان الفقراء شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ہے جو تیری امت میں حسباً و نسلاً" وارث اور تیری پشت میں ہر دو حسنی و حسینی سید ہو گا جیلان میں پیدا ہو گا تیرے دین کو اپنے دم مسیحائی سے اور دنیا کو نور اسلام سے منور کرے گا اور محی الدین کے لقب سے ممتاز ہو گا معراج کی اس انتہائی اور لاہوت کے ھو کے عالم میں اس نوری مبارک پیکر کو تیرا رفیق شفیق اور سواری بنا کر ذات سے ملتا ہے اور آپ اپنے ختم نبوت اور دو ئم اس روح کی ختم ولایت کے پروں سے پرواز کر کے بغیر مخلوق نوری سرکار اور خاص خلوت گاہ دیدار میں مشرف باریابی حاصل کریں اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی (النجم) کے موتیوں سے اپنا دامن بھر لیا لقد رٰی من آیات ربہ الکبریٰ کے نظاروں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیں چنانچہ آپ ختم نور نبوت کو کمال شوق اور محبت سے نور ختم ولایت کے قریب لاتے جس نے ادب و تعظیم سے اپنا سر جھکایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دوش مبارک پر اٹھا لیا اس وقت حضرت ختم المرسلین اپنی زبان حق ترجمان سے یوں گوہر فشاں ہوتے "اے میرے حسبی و نسبی اور نوری فرزند آج میرا قدم تیری گردن پر آ رہا ہے اور مجھے قرب حق کے انتہائی مقام پر پہنچا رہا ہے کل تیرا قدم میری امت کے تمام اولیاء کے سر کا تاج بنے گا آپ نے منبر وعظ پر کھڑے ہو کر ایک دن یہی فرمان حق ترجمان خلق خدا کو سنایا اس وقت اثناء وعظ میں جس قدر اولیاء کرام حاضر تھے سب نے بطور امتثال امر اپنی گردنیں جھکالیں (مخزن الاسرار)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف لکھتے ہیں "آپ کا سچا اور پاک فرمان کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ

سے ایسے دعاوی کرتے ہیں بلکہ بوجہ مقام صحو و استقامت و تمکین میں مامور ہونے کے ایسے فرمایا گیا ہے بوجوہ ذیل:

(۱) اگر آپ کا فرمان مبارک امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا تو پھر آں قطب الوحدت خواجہ جواجگان معین الحق والدین چشتی بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے بھر تسلیم خم نہ فرماتے۔

(۲) رئیس المکاشفین شیخ اکبر رحمتہ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے باب ۷۳ میں بعد اقسام اولیاء اللہ فرماتے ہیں اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہ کے ہر چیز پر غالب اور متصرف رہتا ہے اور پرزور دعاوی کرتا ہے اگر اس کا دعویٰ اور بول سچا ہی ہوتا ہے ایسا ہی حکم اس کا عدل اور انصاف سے ہوتا ہے اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلی رحمتہ اللہ علیہ گویا آیت وھو القاھر فوق عبادہ کے مظہر تھے۔

(۳) بوجہ کمال اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل قول انا سید ولد ادم وبیدی لواء الحمد یوم القیامۃ وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں از خود ایسی بات نہیں کہتا منجاب اللہ ارشاد فرماتا ہے (فتاوی مہریہ) مولانا عبدالجلیل پشاوری نے سیف المقلدین میں غوث پاک کا یہ قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ نقل کیا ہے (سیف المقلدین ص ۵۳۴)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں قدمی ھذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ بھی نقل کیا ہے (اخبار الاخیار ص ۱۰) صاحب رشید البیان افغانی نے پشتو مناجات میں لکھا ہے

ستا قدم پہ ھر چا بردے دھر یو ولی پسر دے

آپ کا قدم مبارک سب پر ہے اور ہر ولی کے سر پر ہے غوث پاک رضی اللہ نے فرمایا ہے

وَ وَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

مجھے اللہ تعالیٰ نے اقطاب زمانی کا والی اور سردفار بنایا اور میرا یہ حکم ماضی اور مستقبل اور حال میں جاری رہے گا۔ آگے فرمایا

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ
وَ اَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوں اور میرا باطنی مقام مخدع ہے اور میرا قدم تمام اولیاء اولین و آخرین کے گردنوں پر ہے۔

حضرت العلامہ مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی میں لکھتے ہیں قدمی ھذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ نسبت کل اولیاء کے ہے خواہ وہ اس وقت زندہ تھے یا فوت شدہ (نور ربانی ص ۲۳)

حضرت فقیر محمد صادق شہابی سعدی قادری نے مناقب غوثیہ میں اور سعید بن دریع

الزنجانی نے روض الناظر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں لکھا ہے۔

اذ قال مفتخرا علی کرسیہ قدمی علی رقبۃ جمیع اکابرخضعت جمیع الاولیاء رؤسھم لجلالہ با دیھموا والحاضر۔

جس وقت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کرسی پر افتخار سے فرمایا کہ میرا قدم تمام اکابر کی گردنوں پر ہے تو تمام اولیاء کرام نے سروں کو نیچے کر کے ان کے جلال سے تسلیم کیا آپ کا یہ قول بہجۃ الاسرار اخبار الاخیار، زبدۃ الآثار، اور سید غلام علی القادری نے در الدارین فی مناقب غوث ثقلین میں کئی اولیاء سے نقل کیا ہے اور عطاء محمد گجراتیؒ نے تحقیق الاولیاء فی شان سلطان الاصفیاء میں نقل کیا ہے اور حضرت مولانا شاہ محمد علی انور قلندری نے الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم میں نقل کیا ہے تذکرہ قادریہ مطبوعہ کوئٹہ میں بسط سے اس قول پر روشنی ڈالی ہے ولی کامل شاہ ابو المعالی رحمتہ اللہ علیہ نے تحفہ قادریہ میں بارھواں باب "آپ کے قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے بیان میں" لکھا ہے اس باب میں ایک جگہ یوں تحریر کرتے ہیں "شیخ خلیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ و آلہ وسلم کو خواب دیکھا اور پوچھا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کیوں فرمایا ہے تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیوں نہ کہے جب کہ وہ قطب زمان ہے اور میں اس کا حامی و مدد گار ہوں (تحفہ قادریہ) صاحب مذکور نے تیرھواں باب بھی اس سلسلے میں لکھا ہے اور اس کا عنوان رکھا ہے اس بات کے بیان میں کہ آنحضرت نے یہ کلمہ

خداوند تعالیٰ کے حکم سے فرمایا ہے اس میں لکھتے ہیں "شیخ ابو الفرح حسن سے منقول ہے کہ جب آنحضرت اس بات پر مامور ہوتے کہ قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہیں تو میں نے دیکھا کہ مشرق اور مغرب میں تمام اولیاء کرام نے گردن ہائے تسلیم کو ختم کیا مگر ایک عجمی نے نہ کیا سو اس کا حال جاتا رہا (تحفہ قادریہ)

بعض نابالغ عرفاء خواہ وہ کسی طریقہ یعنی سلسلہ سے وابستہ ہوں انہوں نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس قول سے عجیب و غریب تاویلات کی ہیں ان میں بعض چشتی اور اکثر نقش بندی سلسلہ سے وابستہ حضرات ہیں۔ بعض نے اس وقت کے اولیاء کرام کو لیا ہے اور بعض نے اس وقت کے اولیاء کرام سے بھی انکار کیا ہے اور بعض نے تو اسے قول کو غوث پاک کا قول ماننے سے بھی انکار کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ غوث صمدانی شہباز لا مکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک ہے اور اس میں آپ نے فرمایا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اب اگر کوئی اپنے پیرو مرشد کو ولی ماننے سے انکار کرتا ہے تو ٹھیک ہے وہ نہ مانے اس سلسلے میں سلسلہ چشتیہ کے مایہ ناز ولی حضرت خواجہ سلیمان تونسوی کا واقعہ مشہور ہے اور اس واقعہ کو فقیر نور محمد کلاچویؒ نے مخزن الاسرار میں لکھا ہے کہ ہمارے وطن میں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ چشتی طریقہ میں بڑے پائے کے بزرگ ہیں حین حیات میں آپ کے چند ارادتمند زیارت کے لئے تونسہ شریف جارہے تھے کہ اتفاقاً ایک طالب مرید قادری بھی زیارت کے لئے ان کے ہمراہ ہولیا اثناء گفتگو میں حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کے قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا مسئلہ چھڑ گیا طالب مرید قادری نے کہا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کا قدم جملہ اولین اور آخرین

اولیاء کی گردنوں پر ہے لیکن حضرت تونسوی صاحب کے مریدوں نے کہا کہ نہیں آپ کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء کی گردن پر ہو سکتا ہے اور وہ اپنے زمانے کے غوث تھے لیکن آج کل حضرت تونسوی صاحب اس زمانے کے غوث ہیں اور ان کا قدم بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کی طرح اس زمانے کے اولیاء کی گردن پر ہے اور حضرت پیر دستگیر کا قدم ہم اپنے پیر تونسوی صاحب کی گردن پر ہرگز تسلیم نہیں کرتے چنانچہ جس وقت وہ لوگ حضرت تونسوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تو اس طالب مرید قادری نے جرات اور جسارت کر کے یہ مسئلہ خواجہ صاحب کے سامنے پیش کیا اور عرض کی کہ آپ کے مرید یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر کی گردن پر نہیں حضرت تونسوی صاحب نے اس سے پوچھا کیا حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کا قدم مبارک محض اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے یا اس میں عام لوگ بھی شامل ہیں طالب مرید نے عرض کیا کہ نہیں محض اولیاء کی گردن پر ہے عوام اس سے مستثنیٰ ہیں اس پر حضرت تونسوی صاحب نے غصے کے لہجے میں پنجابی زبان میں فرمایا کہ اے بھڑوی دے میں کوں ولی نہیں جانڑ دے اس واسطے میری گردن اتے حضرت پیر دستگیر دا قدم نہیں مندے یعنی یہ کمینے مرید مجھے اولیاء کے زمرے میں شامل نہیں کرتے اگر ولی اللہ سمجھتے تو ضرور میری گردن پر بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کا قدم تسلیم کر کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجھے عام آدمی اور ولایت سے عاری سمجھتے ہیں۔

(مخزن الاسرار ص ۱۴۷)

تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ شیخ صنعان نے جب آپ کے قدم سے انکار کیا تو خالق کائنات نے ان کو آزمائش میں ڈال دیا کافی مدت بعد حضور غوث پاک نے ان کے

حال پر رحم فرما کر دوبارہ ان کو ولایت کے منصب پر فائز فرمایا۔ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ السید محمد یوسف الحسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ غوث اعظم کا یہ قول قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ اس وقت کے اولیاء کرام کی گردنوں پر تھا یعنی ہماری گردنوں پر نہیں ہے بس یہ خیال پیدا ہونا تھا کہ آپ کا حال سلب ہوا جب وہ باطنی لذت جاتی رہی تو آپ نے غوث اعظم کے ننانوے نام نکال کر ان کا ورد شروع کر دیا اس کی برکت سے لذت آپ کو واپس ملی اور سلسلہ قادریہ شریف کے فیض سے بھی فیض یاب ہوتے بعدہ آپ نے غوث اعظم کے الہامات کی شرح لکھی اور اس شرح کا نام تحفۃ العشاق رکھا اس فیض کا اثر جو ان پر ہوا تھا اس کا اظہار کماحقہ کما اس واقعہ کو سید غلام علی قادری نے الدر الدارین فی مناقب غوث الثقلین میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں " در کتاب واقعات محمدیہ شیخ یعقوب سیاح در احوال عاشق شہباز سید محمدؒ یوسف الحسینی بندہ نواز می آرد و میگوید کہ روزے شخصے از کمال افراد در مجلس حضرت ایشان ذکر کرد کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ گفتہ است و جمیع اولیاء انقیاد امر وی نمودہ وضع رقاب خودہا کردہ اند خواجہ گفت مراد از کل ولی اللہ تعالیٰ معاصر اندو نہ متقدمین و متاخرین راوی گوید شرح بزبان گفت بالخاطر آورد ۔ بجرد ورود خطرہ قصور در کشف خودیافت و در اعضا علت مرض شل پیدا شد ہر چند بمعالجہ پر دا فتند سود نہ کرد آخر ندای شنید و الہام شد کہ این ہمہ اغراض از اعراض است کہ در گفتار

شیخ عبدالقادر بوقوع آید فی الحال سید معزو خواجہ بزرگ زبان بدایت ترجمان بانتباہ کشودند و بانتباہ کشودند با نابت التجا بخشوع درجا بانجناب نمودن فرمودن صدق فصدق فی قولہ یعنی شیخ عبدالقادر درگفتن قول قدمی آہ صادق است و راست گفتار است بعد اذان نہادند نبود و نہ نام آنحضرت و تبوسل آں اسماء متبرکہ زبان معجز کشودند و جوں اسماء عظام بالضرام رسا نید خود را بزمرہ قادریہ منسلک گردانید و بعقیدت امن بیت انشاء کرد

دامنت سر پوش باد او ایما | برسر جرم محمدؐ قادری

نو دو نہ نام کرامت انیست بسم اللہ الرحمان الرحیم یاسلطان العارفین یا تاج المحققین یا ساقی الحمیا یا المحیا یا برکت الانام یا مصباح الظلام الخ ہم راوی مذکور گوید بعد ازاں ارواح شیوخ خود را خصوص روح مطہرہ خواجہ معین الدین چشتی و روح سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین رحمتہ اللہ علیہما را در جناب شیخ الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شفیع خود ساختنہ پس آں ہر رو بزرگوار بغوث الابرار ولاخیار استشفاع نعمت ولایت عاید گردید مرض ملحقہ کلبا دفع شد یعنی خواجہ بہ ہیئت اصلی آمد رحمۃ اللہ علیہ (الدر الدارین فی مناقب غوث الثقلین ص۳۰۲)

ترجمہ:۔ کتاب واقعات محمدیہ میں شیخ یعقوب سیاح عاشق شہباز سید محمد یوسف الحسینی

گیسو دراز رحمتہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ایک دن کمال افراد میں سے ایک فرد نے گیسو دراز کے سامنے غوث پاک کا یہ قول قدمی ھذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ پڑھا اور کہا کہ تمام اولیاء آپ کے اس امر کے تابع دار ہوتے اور اپنی گردنوں پر آپ کا قدم تسلیم کیا ہے۔

خواہ گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے مراد اس زمانے کے اولیاء کرام ہیں نہ کہ متقدمین و متاخرین راوی کہتا ہے کہ جب یہ زبان سے نکلا اور دل میں یہ خطرہ گزرا تو اس نے اپنے کشف میں قصور پایا یعنی اس کی حالت کشف سلب ہو گئی اور بدن میں بیماری پیدا ہوئی یعنی شل ہوا۔ بہت علاج کیا لیکن فائدہ نہ ہوا آخر اس کو غیبی آواز آئی اور الہام ہوا کہ یہ تمام امراض شیخ عبدالقادر کے قول سے اغراض کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں اس وقت خواجہ گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ متنبہ ہوئے آپ نے آنجناب کی بارگاہ میں عاجزی سے فرمایا کہ آپ نے حق فرمایا یعنی شیخ عبدالقادر اپنے اس قول قدمی ھذہ علی رقبہ کل ولی اللہ میں سچے ہیں اس کے بعد آپ کے ننانوے اسمائے گرامی سے وسیلہ پیش کیا اب اسماء عظام کے ورد کے فیوضات سے آپ مستفید ہوئے تو اپنے آپ کو قادریہ سلسلہ سے منسلک کیا اور عقیدت سے یہ بیت کہا

دامنت سرپوش بادادایما   بر سر جرم محمد قادری

وہ ننانوے نام یہ ہیں   بسم اللہ الرحمان الرحیم   یا سلطان عالرفین یا تاج محققین الخ

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد یشوخ کی ارواح مطہرہ خواجہ معین الدین چشتی و روح

سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو سفارش کی ان بزرگوں کی سفارش سے غوث پاک کی بارگاہ عالیہ میں مقبول ہوتے اور اس وقت زائد نعمت ولایت واپس ہوئی اور وہ تکلیف بھی رفع ہوئی اور وہ اپنے اصلی ہیئت پر آتے شیخ محمد اکرم قدسی نے اقتباس الانوار میں یہ واقعہ لکھا ہے اور اس نے تحفتہ الراغبین سے نقل کیا ہے جب یہ حال اتنے بڑے بزرگ خواجہ سید محمد یوسف گیسو دراز کا ہوا تو دوسرا کس زمرہ میں ہے اور خواجہ گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ غوث اعظم کے الہامات کی شرح تحفتہ العشاق کے نام سے لکھی اور وہ سلسلہ قادریہ و چشتیہ کے فیوضات سے مستفیض ہوتے اور مرج البحرین کے مصداق بنے۔

سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ سید پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کے واقعات میں ایک واقعہ خواجہ اللہ بخش کے ساتھ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے متعلق ہوا ہے اور اس واقعہ کو مؤلف مہر منیر نے نقل کیا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

ایک مجلس میں حضرت غوث الاعظم کا قول شریف قدمی ھذہ علی رقبہ کل ولی اللہ زیر بحث آگیا حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا ہم نے تو اپنے پیران عظام پر کسی کو فضیلت نہیں دیتے حضرت پیران پیر کا یہ فرمانا کچھ اس قسم کا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک لاڈلا بچہ بزرگوں کی مسند پر بیٹھنے کے لئے ضد کرے اور وہ پیار کی وجہ سے اس کے لئے اپنی کرسی خالی کردیں۔ چنانچہ شیخ الجامعہ جنہوں نے اس ملاقات کی پوری تفصیل اپنے مسودات میں قلم بند کی ہے اس مقام پر لکھتے ہیں "یہاں حضرت کو قدرے جوش سا آگیا اور آپ کی رگ ہاشمی پھڑک اٹھی آپ نے فرمایا دیکھنا یہ ہے کہ آیا حضرت غوث الاعظم کا یہ قول شطحیات کی قسم سے تھا جو عالم سکر میں اولیاء کرام

سے صادر ہوتے ہیں جیسے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم الشانی کہا تھا اور بعد میں ہوش آنے پر توبہ کرلی تھی یا آنجناب نے یہ کلمات بقائمی ہوش و حواس ارشاد فرمائے اور ہمیشہ ان پر قائم رہے پھر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فتوحات مکیہ بھجتہ الاسرار، نفحات الانس اور عربی فارسی کی دیگر کئی معتبر کتب کے حوالہ جات سے اور حضرات شیخ اکبر محی الدین بن عربی، شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا عبدالرحمان جامی رحمھم اللہ کے کلمات نظم ونثر سے ثابت فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم اس فرمان کے لئے منجانب اللہ مامور تھے۔ (مہر منیر ۳۶)

شاہ فقیر اللہ نے اپنے مکتوبات کے چہل و نہم میں خواجہ گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق (جو انہوں نے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے خلاف دل میں لایا تھا اس کی حالت سلب ہو گئی توبہ کر کے غوث پاک سے التجا کی اور وہ اپنے اصلی حالت پر آ گئے۔ شاہ فقیر اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات کے اس مکتوب بالا میں) لکھا ہے پس ثابت شد حکم کشفا قطعاً بر بر ثبوت قدم مبارک بر فوق رقاب جمع اولیاء کرام اولین و آخرین قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم یعنی ثابت ہوا کہ حکم شفا قطعا ثبوت قدم مبارک تمام اولیاء کرام اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی نے فرمایا تھا قدمہ علی حدیقۃ عینی سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر بزرگ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ جو سلسلہ نقش بندیہ کے روح رواں ہیں اور یہ سلسلہ آپ کے نام سے موسم ہے انہوں نے غوث پاک کا قدم مبارک اپنی گردن پر تسلیم کیا ہے اور شاہ فقیر اللہ رح

نے اپنے اس مکتوب مذکور میں تحریر کیا ہے۔
شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تائید میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے جس کا نام الرسالۃ فی بیان قول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ہے اس رسالہ میں ان لوگوں کا جواب دیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ اس میں اگلے پچھلے اولیاء شامل نہیں ہیں اور اس رسالہ میں بتایا گیا ہے کہ آپ کا یہ فرمان بحالت صحو تھا اور انہوں نے بحکم الہی مامور ہو کر یہ فرمایا تھا اس رسالہ کا قلمی نسخہ رامپور کے کتب خانہ میں موجود ہے اس بات کا اظہار خلیق الزمان خلیق نے حیات شیخ عبدالحق میں کیا ہے حضرت العلامہ شریف احمد شرافت نوشاہی شریف التواریخ میں لکھتے ہیں لطائف الغرائب وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت صمدیت سے مرتبہ غوثیت و محبوبیت آپ کو عنایت ہوا آپ روز جمعہ کو منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے ناگاہ کیفیت استغراق کی آپ پر طاری ہوئی اسی حالت میں زبان معجز بیان پر یہ کلمہ جاری ہوا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن پر ہے معاً منادی غیب نے تمام عالم میں ندا کر دی کہ جمیع اولیاء اللہ محبوب پاک کی اطاعت کریں اور آپ کے ارشاد کو بسر چشم بجالائیں یہ سنتے ہیں جملہ اولیاء اللہ جو بقید حیات یا وصال فرما گئے تھے سب نے اپنی گردنیں اکابر مشائخ سے مروی ہے چنانچہ شیخ محمود بن احمد الکردی الحمیدی الجیلانی البغدادیؒ نے ۶۲۰ھ میں بغداد اور شیخ محمد بن علی السبکیؒ نے ۶۲۱ھ میں اور فقیہ ابو محمد الحسن البغدادی نے قاہرہ کے اندر اور شیخ ابو محمد عبداللہ البغدادیؒ و شیخ ابوبکر عبداللہ بن نصر التمیمی البکریؒ نے ۶۲۴ھ میں اور حافظ ابو العز عبدالمغیث بن حرب البغدادی الحنبلی رحمۃ اللہ نے

۵۷۳ھ میں بغداد کے اندر بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم آپ کی مجلس وعظ میں جو محلہ حلیہ کے اندر آپ کے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی تھی حاضر تھے اس مجلس میں حضرت غوث اعظمؓ نے دوران وعظ فرمایا تھا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (شریف التواریخ ج ا ص ۶۶۷)

مؤلف آگے لکھتے ہیں "بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امر غوثیہ صرف اولیاء وقت کے ساتھ مخصوص ہے اولیاء متقدمین و متاخرین اس سے خارج ہیں اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ متقدمین میں صحابہ کرامؓ اور خلفاء عظامؓ بھی شامل ہیں جو بالاتفاق ازروئے احادیث حضرت غوث الاعظمؓ سے افضل ہیں اور متاخرین میں حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں ان کی فضیلت بھی حدیث سے ظاہر ہے۔ اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ جب حضور کا ارشاد ہے علی رقبۃ کل ولی اللہ تو کل کا لفظ عام ہے اس میں کسی زمانہ کی تخصیص نہیں نیز کل ولی مطلق فرمایا قاعدہ شرعیہ ہے کہ المطلق یجری علی اطلاقہ اور جو شخص اس کو محض حضور کے زمانہ سے خاص سمجھتا ہے وہ کیونکر صواب ہو سکتا ہے حالانکہ بقول صاحب خلاصۃ القادریہ حضرت للسلطان العارفین خواجہ بسطامیؒ نے عالم ارواح میں اپنی گردن جھکادی اور سمعنا واطعنا فرمایا اور ایسا ہی بقول مکاشفات اولیاء۔ حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ نے اپنی زندگی میں بحالت مکاشفہ اپنا سر جھکالیا اور دو بار فرمایا قدمہ علی رقبی اور یہ دونوں حضرات کبار اولیاء متقدمین سے تھے" (شریف التواریخ ج ا ص ۶۷۲)

حکیم محمد موسیٰ امرتسری شرح قصیدہ غوثیہ مؤلفہ ابوالبرکات نواب عبدالمالک کھوڑویؒ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں سیدنا و مولانا حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین

سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینیؒ م ۵۶۱ھ کا ارشاد گرامی ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اس الہامی کلام کی تمام اولیاء۔ وقت نے پرزور تائید فرمائی اور اکثر علماء و اولیاء امت نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ حضرات صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے سواسب زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار ہیں معاصرین، اولین، آخرین سب کے سب آپ کے فیض یافتہ ہیں اور آپ ہی کے تابع ہیں (مقدمہ شرح غوثیہ ص ۱۰)

یہی موصوف آگے لکھتے ہیں حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی کہ حال کمالات شان از کتاب ماثر الکلام وغیرہ ظاہر است در مناقب الاولیاء فرمودہ سوال از کلام الہامی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ مراد اولیاء ہمہ عصر اند یا اولیاء ہم عصر؟

جواب۔ مشہور آن است کہ مراد اولیاء ہمہ عصر اما شیخ احمد صاحب نقشبندی گفتہ کہ ایں حکم مخصوص بہ اولیاء وقت است اولیاء ما تقدم و ما تاخر ازیں حکم خارج اند چنانچہ از کلام جناب شیخ حماد معلوم می شود کہ قدم کہ قدم او بر گردن ہمہ اولیاء فواہد بود و ہم چنان از کلام غوثے کہ در بغداد بود حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی علیہ الرحمت نے امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا جو یہ قول نقل کیا ہے کہ ایں حکم مخصوص بہ اولیاء است اولیاء ما تقدم و ما تاخر ازیں حکم خارج اند اس سلسلے میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ امام ربانی قدس سرہ نے آخری ایام میں اس باب میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس قول کا ناسخ ہے۔ حضرت شیخ مجدد نے اپنی زندگی کے آخری

ایام میں حضرت غوث اعظم کی افضلیت کی بیان کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کا نائب لکھا ہے لہذا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایک سابق قول کو پیش کرنا اور زیر بحث لانا غیر مناسب ہے (مقدمہ شرح غوثیہ ص ۱۳) یہی موصوف آگے لکھتے ہیں "الحاج محمد عارف رضوی ضیائی بیان کرتے ہیں کہ سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قادری رضوی مہاجر مدنی مدظلہ العالی نے دو تین مرتبہ بیان فرمایا کہ پنجاب کے ایک مشہور نقش بندی بزرگ نے مجھے کہا کہ ہم اولیاء متقدمین و متاخرین پر حضرت غوث اعظم کی فضیلت نہیں مانتے اس پر میں (حضرت مدنی) نے حضرت مجدد الف ثانی کا یہ مکتوب ان پیر صاحب کو پڑھوایا تو فرمانے لگے کہ پورے ستر سال سے میں اس غلط خیال میں مبتلا رہا مگر اب میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں حضرت مجدد نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے" (مقدمہ شرح مذکورہ ص ۱۸)

حضرت سید نعمت اللہ قادری بنگالی قدس سرہٗ سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ میں نے بعض سادات سے سنا ہے کہ جب پہنچے آپ شب معراج میں مقام او ادنیٰ تک خدا کی درگاہ سے سنا کہ اے محمد توقف کیجئے کیونکہ آپ کا رب صلوٰۃ میں ہے اور آپ کو شرف خاص مشرف فرمائے گا پس۔ وہ مقام ہے جس کی طرف اشارہ حدیث لی مع اللہ وقت الخ میں ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا اللہ کے ساتھ ایک وقت ہے جس میں نہ فرشتہ مقرب سما سکتا ہے نہ نبی مرسل پس عشق ذوقی طاؤسی شکل میں عظمت و جبروت کے پردوں سے آنحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جلوہ گر ہوا آپ نے فرمایا یہ کون ہیں الہام ہوا کہ یہ آپ کا فرزند ہے آپ کی ولدیت کا وارث آپ کے بعد آپ کے دین کو زندہ کرنے والی

آتش عشق ہے جس کا نام عبدالقادر ہے اس وقت آپ کو غوث الاعظم کے لقب سے خطاب کیا گیا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت مسرور ہوتے اور آپ نے خدا کا شکریہ ادا کیا" اسی طرح شیخ قاسم سلیمانی قدس سرہ نے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے نیز شیخ موصوف نے سیدی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جناب نے فرمایا کہ جب جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج میں تشریف لے گئے تو ارواح کل اولیاء وانبیاء علیہم السلام آپ کی زیارت کے لئے اپنے اپنے مقام سے تشریف لائیں جب ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش معلیٰ کے قریب پہنچے تو اس کو بہت اونچا پایا جس پر سیڑھی کے سوا چڑھنا ناممکن تھا پس اللہ تعالیٰ نے میری روح کو آپ کی طرف بھیجا اور میں نے سیڑھی کی جگہ اپنے کندھے رکھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میری گردن پر پاؤں رکھنے لگے تو آپ نے خداوند تعالیٰ سے میری نسبت دریافت کیا ارشاد ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ کا فرزند ہے نام اس کا عبدالقادر ہے اگر آپ خاتم النبین نہ ہوتے تو آپ کے بعد عہدہ نبوت اسے عطا کیا جاتا۔ اس پر آپ نے خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا آگے لکھا ہے اپنا یہ قدم تمہاری گردن پر رکھا اور تمہارا قدم ولیوں کی گردنوں پر ہے۔

حضرت فقیر نور محمد قادری کلاچوی رحمتہ اللہ علیہ مخزن الاسرار میں لکھتے ہیں اکثر زمانے میں دیگر طریقوں کے بعض خام ناتمام کور چشم حاسد اور تہی دست طالبان سلوک کے سامنے جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کا فرمان قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ماضی حال اور مستقبل ہر زمانے میں نافذ و جاری

ہے امت کے سب اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپ کا قدم ہے اور آپ ختم الولایت اور غوث دوام ہیں تو آتش زیر پا ہو جاتے ہیں اور جھٹ کہنے لگتے ہیں کہ ان کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردن پر ممکن ہے ہو گا سب اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر نہیں ہو سکتا لیکن نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی سے اس قسم کا عام فرمان ظاہر ہوا ہے اس میں کسی زمانے کی تخصیص نہیں ہے آپ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں

وَ وَلَاَّنِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعاً ‏ فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِیْ

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے غوث دوام بنا کر تمام اقطاب زمان کا والی اور سردار بنایا ہے اور میرا یہ حکم زمانہ ماضی حال اور مستقبل میں نافذ و جاری ہے" (مخزن الاسرار ص ۱۴۶) حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ نے نور ربانی فی مدح المحبوب السبحانی میں لکھتے ہیں قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ نسبت کل اولیاء کے ہیں خواہ بقیہ حیات تھے یا وصال فرما گئے تھے (نور ربانی ص ۲۳)

یا غوث الاعظم یا ذا الکمال والکرم
کفی بعظمک تاللہ قولک القدمی۔

حضرت علامہ شریف احمد شریف نوشاہی نور اللہ مرقدہ خصائص القادریہ فی فضائل النوشاہیہ میں تحریر کرتے ہیں "ازالہ اعتراض۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امر غوثیہ صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے اور اولیاء متقدمین و متاخرین اس سے خارج ہیں اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ متقدمین میں صحابہ کرام و خلفائے عظام بھی

شامل ہیں جو بالا تفاق از روئے احادیث حضرت غوث الاعظم سے افضل ہیں اور متاخرین میں حضرت مہدیؑ و حضرت عیسیٰؑ شامل ہیں ان کی فضیلت بھی حدیث سے ظاہر ہے اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ جب حضورؐ کا ارشاد ہے علی رقبۃ کل ولی اللہ تو کل کا لفظ عام ہے کہ اس میں کسی زمانہ کی تخصیص نہیں اور جو شخص اس کو محض حضور کے زمانے سے خاص سمجھتا ہے وہ کیونکہ صواب ہو سکتا ہے حالانکہ بقول صاحب خلاصتہ القادریہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی نے عالم ارواح میں اپنی گردان جھکا دی اور سمعنا واطعنا فرمایا اور ایسا ہی بقول صاحب مکاشفات اولیاء حضرت سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی نے بحالت مکاشفہ اپنا سر جھکا دیا اور دوبار فرمایا قدمہ علی رقبتی اور یہ دونوں حضرات کبار اولیاء تے متقدمین سے تھے۔ باقی رہا صحابہ کرام و خلفائے عظام والا اعتراض تو اس کے متعلق مقامات دستگیری میں لکھا ہے کہ اس حکم میں صحابہ کرام و ائمہ عظام داخل نہیں اور ان کے نہ داخل ہونے کی وجہ سے صاحب محبوب المعانی نے یہ لکھی ہے کہ جو ولایت ساتھ نبوت کے امتزاج رکھتی ہے وہ ولایت خاص انبیاء کی ہے اور جو ولایت ساتھ خلافت و صحبت و امارت و امامت کے امتزاج رکھتی ہے وہ ولایت صحابہ کرام اور دوازدہ امام کی ہے اگرچہ ولایت میں سب شریک ہیں مگر عرف میں انبیاء کو انبیاء۔ صحابہ کرام کو اصحاب، دوازدہ امام کو امام کہتے ہیں ولی نہیں کہتے پس حضرت غوث الاعظم کا قول مبارک مخالف شرع شریف و عقل و نقل کے نہیں ہو سکتا اس واسطے حضور کے ارشاد پاک میں تخصیص ولی اللہ کی ہے خواہ متقدمین سے ہو خواہ ہمعصر ہو خواہ متاخرین سے ہو صحابہ کرام و ائمہ عظام کا اس میں ذکر ہی نہیں (مسالک السالکین ج ۱ ٹ خصائص القادریہ

ص ۵۲)

علامہ شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی مجددی شکار پوری اپنے مکتوبات شریف مکتوب پچہل و نہم میں لکھتے ہیں "تحقیق یہ ہے کہ حضور غوث الثقلین کا ارشاد قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حضور کے زمانہ پر محمول نہیں اور آج تک اولیاء کرام کا مقامات کے انتہاء تک حضور سے استفادہ اس بات کا موید ہے اگر اس امر کو حضور کے زمانہ سے مخصوص کریں تو اولیاء کرام کا قیامت تک آپ کی جناب سے فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کوئی معنی نہیں رکھتا پس کشفی طور پر قطعاً ثابت ہو چکا ہے کہ حضور کا قدم مبارک جمیع اولیاء کرام اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔ (مکتوبات شاہ فقیر اللہ)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فاضل اجل بزرگ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری نے افضلیت غوث پاک پر نہایت شرح و بسط سے روشنی ڈالی کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ اختتام بحث پر رقم طراز ہیں کہ "یہ کشفی اور قطعی حکم ثابت ہو گیا جان لینا چاہیے کہ آپ کا قدم مبارک اول و آخر تمام اولیاء کی گردنوں پر ثابت ہے"

حضرت مجدد الف ثانی صاحب اپنے رسالہ "مکاشفات غیبیہ" میں تحریر فرماتے ہیں "معلوم ہونا چاہیے کہ افراد کا لقب رکھنے والے ان بزرگواروں میں سے واصلان ذات کی تعداد بہت ہی قلیل ہے اکابر صحابہ اور اہل بیت میں سے بارہ اماموں کو یہ مقام حاصل ہے اور اکابر اولیاء اللہ میں سے غوث الثقلین، قطب ربانی، محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اس مقام میں آپ کو وہ

خصوصی شان حاصل ہے جس سے دوسرے اولیاء اللہ کو بہت ہی کم حصہ نصیب ہوا ہے یہی امتیازی فضیلت آپ کا علو مرتبت کا باعث بنی ہے" آپ نے فرمایا ہے قدمی هذه علی رقبۃ کل ولی اللہ اگرچہ دوسرے اولیاء اللہ کے فضائل و کرامات بھی بہت ہیں لیکن اس خصوصیت کے ساتھ عبدالقادر جیلانی کا قرب سب سے زیادہ ہے اور عروج کی اس کیفیت میں کوئی آپ کو نہیں پہنچ پاتا اس سلسلے میں آپ کابر صحابہ اور بارہ اماموں کے ساتھ شامل ہیں۔

فضائل و خصائص سلسلہ عالیہ قادریہ :۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کی فضیلت کے سلسلے میں محترم سید محمد فاروق القادری صاحب یوں رقم طراز ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ کی خصوصی نسبت و اثر کے بارے میں ہم حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی اس عبارت کے ساتھ یہ باب ختم کرتے ہیں

"سلاسل قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے سلسلہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے تاہم یہ سلسلہ اویسیہ روحانیہ سے زیادہ قریب ہے اس سلسلے میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ امر ظاہر و باہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے کیونکہ انہیں وصال کے بعد ملاء اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے لہذا ان کے طریقے میں بھی ایک خاص روح اور تازگی پیدا ہو گئی ہے" (تفہیمات الٰہیہ و احوال و آثار شیخ عبدالقادر جیلانی ص ۱۰۳)

حضرت مولانا قاری شاہ محمد سلیمان پھلواری چشتی قادری فرماتے ہیں

اے عزیز! تم سیر و تواریخ اولیاء اس زمانے تک کی پڑھ جاؤ۔ دیکھو گے کتنے طریقے پیدا ہوتے پھر ان کا زور و شور رہا مگر ظاہر میں اب اس کا اجراء مسدود ہو گیا۔ بخلاف ہمارے طریقہ شیخ عبدالقادرؒ جیلانی کے کہ وہ تمام طرق اولیاء میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجرے میں اس کی تازگی ہے۔ ہندوستان ہی کے موجودہ طرق

وسلاسل کو دیکھ لو۔ کوئی طریقہ ان کی آمیزش و فیض سے خالی نہیں۔ پابندی شریعت اور اتباع سنت کو طریقے کی بنیاد قرار دینے کی وجہ سے علماء اور مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت کا سلسلہ دیگر تمام سلاسل پر فوقیت رکھتا ہے یہ فضیلت فیضل متبوع کی وجہ سے ہے۔ نیز سلسلہ قادریہ کی نسبت بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بہت ہی صاف اور حد درجہ نازک ہے۔ شاہ صاحب کے بقول سلسلہ قادریہ کی نسبت وسعت لطیفہ روح میں زیادہ ہے

مشہور نقشبندی بزرگ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی حضرت شیخ کے سلسلہ کے بارے میں لکھتے ہیں "سلسلہ قادریہ کو تمام سلاسل طریقت پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلے کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" سلسلہ قادریہ کے مرید کے لئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے شیخ سے روحانی استفادہ کرے اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ غوث الثقلین کے وسیلہ سے فیض یاب ہوتے ہیں اور اول و آخر ان ہی کے طفیل ان پر در معرفت وا ہوتا ہے۔ چاہے وہ اقطاب و نجباء وقت ہی کیوں نہ ہوں۔ ہاں دوسرے سلاسل کے لوگوں کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ ان کے لئے فیض کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔ (مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی ۲۱۱) احوال و آثار شیخ عبدالقادر جیلانی ص ۱۰۲)

سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ عظام سب سے اول تلقین ذکر بالجہر کی کرتے ہیں اس سلسلہ عالیہ کا بنیادی اصول یا خلاصہ کلمہ توحید ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث

دہلوی قول الجمیل میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالق و مالک کائنات اللہ تعالیٰ کا آسان تر، اقرب ترین اور سب سے افضل ترین راستہ دریافت فرمایا تو حضور صلعم کائنات نے یوں تعلیم فرمائی "اے علی اپنی خلوتوں میں ذکر الٰہی کی مداومت کرو مولائے کائنات علی المرتضیٰؓ نے فرمایا حضور! کیا ذکر کی اتنی فضیلت ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے علی سنو بغور سنو قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک روئے زمین پر ایک فرد بھی اللہ اللہ کرنے والا موجود ہو گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ میں ذکر کس طرح کروں؟ آپؐ نے فرمایا پہلے تین دفعہ مجھ سے سن لو پھر تم تین دفعہ پڑھنا اور میں سنوں گا حضور صلعم کائناتؐ نے اپنی چشم ہائے مازاغ البصر بند کر کے بلند آواز سے تین دفعہ کلمہ افض الذکر لا الہ الا اللہ پڑھا آپ کی اتباع میں باب مدینۃ العلم نے بھی اسی طرح آنکھیں بند کر کے یہی کلمہ بلند آواز سے دہرایا اور معلم و ہادی کائنات نے سماعت فرمایا۔ (قول الجمیل ص ۴۶ مترجم سید فاروق القادری)

اکثر اولیاء کرام کے مطابق طریقہ قادریہ توحید و صفا اور حکمت و حال کا طریقہ ہے اس میں ظاہراً و باطناً شریعت کی پابندی ضروری ہے قلب فارغ۔ نفس غائب اور رب حاضر کے ساتھ معاملات کی ترقی ہوتی ہے (احوال و آثار شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ ص ۹۴)

حضرت خواجہ محمد نور محمد صاحب قادری سروری کلاچویؒ مخزن الاسرار میں رقم طراز ہیں کہ "حضرت پیر دستگیرؓ نے ستر دفعہ اللہ سے اس بات کا وعدہ لیا ہے کہ آپ کے

مرید کو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا آپ کا فرمان حق ترجمان طالبان صادق کے لئے ایک بہت بڑا بشارت ہے لا یموت مریدی الا علی الایمان یعنی میرا مرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر۔ طالب مرید قادری ابتداء حال میں خواہ کتنا ہی آلودہ معصیت کیوں نہ ہو۔ آخر عمر میں مزدور توفیق ازلی اور ہدایت فیض فضلی اس کے شامل حال ہوجاتی ہے اور سچے دل سے تائب ہوکر نیک اور صالح ہوجاتا ہے موت کے وقت غوث پاک رضی کی توجہ و رفاقت باطنی سے اس کا ذکر ذکر اللہ اور کلمہ طیبہ سے گویا ہوجاتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہوکر دنیا سے باایمان جاتا ہے۔

جب طالب طریقہ قادری میں قدم رکھے گا تائید ایزدی اس کے شامل ہوجائے گی اور موت کے وقت حضور غوث پاک رحمۃ کی توجہ و نظر فیض اثر سے لطیفہ قلب اسم اللہ اور کلمہ طیبہ سے جاری ہوجائے گا اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے گزرے گا۔

حدیث شریف میں ہے من کان اخر کلامہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فقد دخل الجنۃ بلا حساب و بلا عذاب وان سرق وان زنی یعنی موت کے وقت جس شخص کا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو وہ شخص بے حساب و بلا عذاب بہشت میں داخل ہوگا چاہے اس کے ذمہ کسی قسم کے گناہ کبیرہ ہی کیوں نہ ہوں (نور الہدیٰ ص۵)

ہم نے اکثر طالبان و مریدان قادری سلسلہ کی آخری حالت دیکھی ہے کہ ان پاک پیشواؤں کی باطنی توجہ سے ان کی ہر رگ و ریشہ اور بدن کا ہر بال ذکر اللہ سے گویا ہوجاتا ہے بعض طالبان قادری کے قلزم قلب کے ذکر کے جوش کو دیکھ کر ملک الموت کو حیرت آجاتی ہے۔

تمام اولیاء اللہ کو باطنی فیضان اور روحانی برکت حضرت پیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی سے حاصل ہے اور طریقہ قادری میں نور ذاتی کا فیضان اور محض درس و تدریس دیدار حق کا سبق ملتا ہے سو طریقہ قادری اصل ہے اور باقی سلاسل طریقت اس کے مزوعات اور شاخیں ہیں" (مخزن الاسرار از فقیر نور محمد کلاچوی سروری قادری)

جس طرح حضور نبی کریم سید لانبیاء۔ خیر المرسلین ہیں اسی طرح حضرت پیران پیر دستگیر قدس سرہ امام الاولیاء۔ اور خیر المتقین ہیں سید آپ کا سلسلہ قادریہ دیگر تمام سلاسل طریقت سے افضل ہے غوث پاکؒ سے ایک بار دریافت کیا گیا کہ آپ کے اور دوسرے طریقوں کے طالبوں میں کیا فرق ہے۔ آپؒ نے فرمایا اُبَیْضَتِیْ بِالْفِ وَ فَرْخِیْ لَاَ ثَمَنَ لَہٗ یعنی میرا انڈہ ہزار مرغ کے برابر ہے اور میرے مرغ کی کوئی برابری نہیں کر سکتا۔ (مخزن اسرار)

میرا انڈہ ہزار مرغ کے برابر ہے اور جب وہ (بیضہ ناسوتی کو توڑ کر فضائے قدس میں) پرواز کرنے نکلتا ہے (تو پھر وہ عنقائے قدس بن جاتا ہے جس کی نہ کوئی قیمت لگائی جا سکتی ہے اور نہ تمام دنیا کے پرندے اس کی برابری کر سکتے ہیں (مقدمہ رسالہ حق نما ص ۱۱)

انڈے سے مراد مبتدی مرید اور مرغ سے مراد منتہی مرید ہے۔

حضرت سلطان باہوؒ نور الہدیٰ میں رقم طراز ہیں کہ

طریقہ قادری کو قدرت قرب اور قوت قادر حق سبحان سے ہے۔ اور یہ سب برکت اور سعادت پابندی شریعت اور علم نص حدیث یا تاثیر قرآن سے ہے دنیا کا جمع

کرنا خوئے فرعون ہے اور اس کی حرص شیطان سے ہے جو شخص کہتا ہے کہ دین و دنیا ہر دو مجھ کو عطا ہیں تو یہ محض مکر و حیلہ شیطان ہے اور سراسر خیال خطا ہے لیکن قادری طالب کو چاہیئے کہ اول تمام دنیا کا تعرف حاصل کرے بعدہ اسے ترک کردے تاکہ دنیا سے دل سرد ہو جائے ورنہ ہر حال میں مفلس کو حرص و طمع دنیا دامنگیر رہتا ہے۔

سلسلہ قادری کے تین طرح کے لوگ دشمن ہوتے ہیں اول رافضی و خارجی دوم ناقص کاذب بے واسطہ، سوم سردرد و منافق۔

اے جان عزیز اور صاحب عقل و تمیز معرفت و فقر میں وہ شخص قدم رکھتا ہے جو مرشد مبتدی و منتہی اور ناقص و کامل کو باطنی توفیق سے پہنچتا ہے توفیق چار قسم کی ہوتی ہے اول توفیق علم جو کہ مطلق انسانی شعور سے حاصل ہوتی ہے دوم توفیق ولی اللہ اہل حضور کو تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتی ہے سوم توفیق نور تصدیق جو کہ ذکر قلبی سے شعلہ انوار دیدار کا نتیجہ ہوتا ہے جو محض اہل باطن معمور کا حصہ ہے چہارم توفیق تصور نفس فنا و تصرف روح بقا اس مرد عارف خدا کو حاصل ہوتا ہے طریقہ قادری میں یہ چاروں توفیق طالب اللہ کو عطا کرنے مرشد قادری پر فرض عین اور ضروری ہیں۔

حضرت سلطان باہو نور الہدیٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "طالب طریقہ قادری کی مرنے پر حالت یہ ہوتی ہے کہ موت کے وقت اس کا دل ذکر حق سے جنبش میں آ تا ہے اور بلند آواز سے اللہ اللہ اللہ سے گویا ہو جاتا ہے۔ ایسا ذاکر اللہ کے مشاہدہ میں ایسا محو ہوتا ہے کہ نہ اسے فرشتے کی خبر ہوتی ہے اور نہ قبر و لحد کی۔ زمین کے اندر فی امان اللہ مقام

فنافی اللہ میں غرق ہو جاتا ہے اور قیامت بلا حساب و بلا عذاب ۔بہشت میں داخل ہو کر مشرف دیدار حق ہو جاتا ہے بلکہ اسے حور و قصور و بہار ۔بہشت بھی یاد نہیں رہتے ایسے مرید صادق قادری کے لئے حیات و ممات برابر ہو جاتی ہے۔ (ص ۱۷۳)

شہزادہ دارا شکوہ قادریؒ اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں "جو کچھ میں نے تحقیق کیا ہے وہ یہ ہے کہ نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور کبرویہ سلسلے والے مشائخ کو پیر دستگیر غوث الثقلین سے کافی حصہ ملا یہ اور ان سلسلوں کے صاحب غوث الاعظمؒ کی محبت میں رہے ہیں چنانچہ سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ بغداد پہنچ کر غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہوا اور کچھ مہینے آنجنابؒ نے خواجہ صاحب کو اپنے حجرے میں جگہ دی اور توجہ فرماتے رہے۔ یہ سارا حال چشتیہ کی کتابوں میں لکھا ہے اور خواجگان نقشبند کے سلسلے سے خواجہ یوسف ہمدانی جو اس سلسلہ کے سردار ہیں بغداد میں غوث پاک کی محبت میں رہے اور قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللہ کی مجلس کے حاضرین میں سے تھے اور امام عبداللہ یافعی نے خواجہ یوسف کو حضرت غوث پاک کے خوارق کے راویوں میں سے شمار کیا ہے اور شیخ حمادؒ اور ان کے مریدوں میں سے جن دو شخصیتوں کا قضیہ حضرت غوث اعظم نے تحقیق کیا ان میں سے ایک یوسف ہمدانی تھے سلسلہ سہروردیہ سے شیخ الشیوخ کے چچا حضرت ابو النجیب سہروردی مع شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ہمیشہ حضور غوث الثقلین کی محبت میں رہا کرتے تھے شیخ ابو النجیب جب کبھی حضرت شیخ کی محبت میں حاضر ہونا چاہتے تو اپنے احباب کو فرماتے کہ وضو کر لو اور اپنے دلوں کو نگاہ رکھو اور خبردار ہو جاؤ کیونکہ میں ایسے شخص کی خدمت میں جاتا ہوں جس کا دل اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے۔

سلسلہ کبرویہ سے بھی شیخ ابو النجیب سہروردی جن کی نسبت حضرت غوث الثقلین کی خدمت میں رہنا لکھا ہے وہ شیخ عماد کے پیر ہیں اور شیخ عمار شیخ نجم الدین کبراے کے پیر ہیں پس ان چاروں سلسلوں کے مشائخ کو حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی کی نعمت سے کافی حصہ ملا اور یہ ان سلسلے والوں کے لئے باعث فخر ہے۔

ان سلسلوں کے مقتدا سب کیسب کامل عارف واصل مہتدی اور مقصود کو پہنچانے والے ہیں لیکن یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء اللہ میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور فرمایا ہے فضلنا بعضہم علی بعض اور نیز فرمایا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء فضیلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے جس کا استاد زیادہ عالی مرتبہ ہو گا اور جس پر حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر شفقت و عنایت اور تربیت زیادہ ہوگی وہی سب سے زیادہ بہتر ہو گا اور جو سب سے زیادہ بہتر ہیں وہ مریدان سلسلہ قادریہ ہیں کیونکہ اللہ نے اس سلسلے کے شیخ حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو فضیلت دی اور قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے کہنے پر مامور کیا اور ہر ایک شیخ کے دل پر تجلی فرمایا اور تمام مقرب فرشتوں اور اولیاء متقدمین و متاخرین کی مجلس میں خاص خلعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دست مبارک سے حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی کو پہنایی اور فرشتے اور رجال الغیب اس مجلس کے گرداگرد جمع تھے اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ رہا جس نے گردن تسلیم خم نہ کی حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے معنی ہیں کہ میرا طریق سب طریقوں سے اعلیٰ ہے اور قدم سے مراد طریقہ ہے اور

تمام اولیاء نے جو گردن جھکائی اس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے اس امر کو تسلیم کر لیا اور یہ اللہ کی بے انتہاء مہربانی ہے۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذوالفضل العظیم میرے حضرت شیخ نے یہ رباعی فرمائی ہے۔

آں کیست کہ در ولایت شاہ است
شاہ ہمہ اولیائے آں درگاہ است
اللہ و رسول گفتش قد ماک
فوق رقبۃ کل ولی اللہ است

(سکینتہ الاولیاء ص ۱۲)

کرامات غوث اعظم

کرامت کسی ولی اللہ کے ہاتھ سے مافوق الاسباب صادر شدہ خرق عادت یعنی خلاف عادت فعل کو کہا جاتا ہے اسی مافوق الاسباب فعل کو کرامت کہا جاتا ہے ماتحت الاسباب خلاف عادت نہیں اس لئے اس کو کرامت نہیں کہا جا سکتا۔ کرامت اور معجزہ ایک ہی نوع کی چیز ہے صرف فرق یہ ہے کہ معجزہ نبی یا رسول کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور کرامت ولی اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہے اب جو معجزہ یا کرامت عقل سے جتنا زیادہ ماورئی ہو اسی قدر وہ معجزہ اور کرامت زیادہ قوی مانا جاتا ہے اور عقائد کی کتب میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ کرامات الاولیاء حق کہ اولیاء کی کرامات حق ہے یہی کرامات حضور انور صلی اللہ صلی و آلہ وسلم کے لباس بشری میں ظاہر ہونے سے قبل بھی مختلف انبیاء کرام کی امتیوں سے ظاہری ہوتی رہی ہے جیسا کہ آصف بن برخیا کی کرامت پر ضابطہ کائنات شاہد ہے پھر صحابہ کرام سے پھر تابعین سے پھر تبع تابعین سے لے کر آج تک اولیاء کرام کے ہاتھوں سے جو کرامات صادر ہوتی ہیں وہ بزبان خاص و عام ہیں ان اولیاء کرام میں غوث صمدانی کی کرامات عوام و خواص میں مشہور ہیں آپ کی کرامات میں سے ایک مشہور کرامت ایک بڑھیا کے ڈوبے ہوئے بیڑہ کو بارہ برس تمام براتی بمع دلہن زندہ ہوتے اس کرامت کا مختلف کتب میں ذکر ہے جس میں سے زندہ و صحیح سلامت کنارہ پر لانا ہے چند ایک کا ذکر ہے طالبان حق و ہدایت کے استفادہ کی غرض سے کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ منکرین کو بھی حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تذکرہ کرامت:۔ ایک روز غوث پاک رضی اللہ عنہ جانب دریا ذکر و فکر حق میں سیر کے لئے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک بڑھیا ضعیفہ منہ پر چادر لئے زارو قطار رو رہی ہے آپ نے دریافت فرمایا تو جواب میں عرض کیا گیا کہ اس کا اکلوتا بیٹا بتقریب شادی دریا سے پار برات کے ساتھ گیا واپسی پر کشتی میں سوار تھ کہ ساری برات دریا میں کشتی سمیت ہی ڈوب گئی اس کو اب بارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے بڑھیا بے چاری اس غم والم میں بے قرار رو رہی ہے یہ درد بھری داستان سن کر طلب پر وہ حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا آپ آل نبی اولاد علی ہیں وارث مصطفیٰ ہیں اور تمام اولیاء کے سرتاج اور آپ پر قدرت کا کرم ہے آپ نے فرمایا میں تیرے دکھ درد سے بڑا متاثر ہوں تسلی رکھ اور خالق و مالک واحد لاشریک قادر ہے میں اس کے حضور التجاء کروں گا کہ وہ تیرے غم و رنج کو اپنی کمال قدرت سے دور فرماوے یہ وعدہ فرماتے ہی سربسجود ہو کر عرض کیا الٰہی بڑھیا کی بارات کو امر کن سے نئی زندگی عطا فرما کر واپس لا۔ نعرہ محبوبی کے ساتھ یہ دعا تین بار ہوئی واحد لاشریک معبود برحق کے امر کن نے یہ تماشا دکھایا کہ تمام برات سارے ساز و سامان کے ساتھ موجزن دریا کے کنارے قدرت کاملہ سے آنکلی بڑھیا کی خوشی بلکہ کائنات کی حیرت و خوشی کی کوئی حد نہ رہی سبحان اللہ و بحمدہ بارہ برس قبل ڈوبنے والی کشتی کا یہ واقعہ زبدۃ العارفین علامہ حضرت مولانا شیخ محمد صادق شہابی قادری قدس سرہ نے اپنی کتاب مناقب غوثیہ میں درج کیا ہے وہ لکھتے ہیں

"آوردہ اند کہ حضرت غوث الاعظمؓ بر سبیل سیاحت سیر کناں برلب دریا رسیدند۔ بحری دیدند کہ در جوش و خروش از دل عارفان دم میزد

و در جده و صفا از باطن اہل جذب و محبت نشان میراد ساعتی آندر یا دل
قرب منازل بر گزر گاه آں رود و قرار گرفت ناگاه طائفہ زنان شہری
کہ بر ساحل آندریاء عظیم بود بطلب آب در رسیدند واز پیش گور آں
موج کرامت مستقر ساختہ بود عبور نموده کوز ہائی آب پر نمودند و
برسم عادت معہود بر گشتند مگر پیره زالی شکستہ حالی خودرا از
جماعتہ زنان کناره کشیده و ظرف خود را از آب پر کرده و برزمین
نہاده بر کناره دریا استاده و چادری بر خود کشیده یک بارگی چوں
ماتمیاں شوناں در گریہ شدند چنداں قلق و اضطراب و نوحہ و زاری
نمود کہ در بیان نیاید آنحضرت رضی اللہ عنہ از معائنہ ایں حال متعجب
شد ند کہ آیا ہیچکس بہ دوست تعدی دراز کرده واحدے بر کوزه و
سبوی اور سنگہا انداختہ نالش او ازچہ دوست و شیون او بچہ وجہ
شخصے را برای استفسار حقیقت حال آں پیره زال فرمود آں مرد آمده
جواب داد کہ ای شاه عالم پناه چگوئم از واقعہ ایں عجوزه کہ قضیہ او در
حکایت یونس و عرصہ جانکاه ترو دل سوز تراست پسرے داشت
جوان یوسف طلعت روزی بعزم عروسی بکمال حشمت و شوکت و
ثروت و مکنت کہ اشارت از تہیا و اسباب و انواع آرائش و اقسام لوازم
روز شادی باشد و باتزک و حشم و خیل و خدم باقارب و جمہور خلائق
و عموم سکنہ بلاد آں طرف دریا بودند و بعد از حصول مقاصد و مآرب
کہ عبارت از تقویم مراسم مناکحت و ازدواج تواند بود جواں مذکور

با جماعت مرد و زن بکمال فرح و سرور چنانچہ خمار شبینہ در سرد عروس یک شنبہ در برخورد و خندان در کشتی در آمد و متوجہ خانہ شد نزدیک بود کہ بسا حل مراد برسہ یک مرتبہ دریا بشوید و موجی هایل برخواست هر چند ملاحال دست و پاز دند تا ازاں ورطہ هلاکت نجات یابند سود نکرد چوں قضا الهی برقضا آں گروہ رفتہ بود کشتی بحرخ در آمد و همانجا کہ پیرزال گریہ میکند۔

آں زورق فرو نشست و عالمی تلف شد چنانکہ یک کس از الجماعت بغیر ازیں عجوزہ غم زدہ زندہ نماندہ و متنفی ازاں تہلہ بدون ایں خان و مان خرابہ خلاصی نیافت بیک ساعت ہمہ درقع فرو رفتند طعمہ مورد ماہی شوند و مردمان شہر بوقوع ایں حادثہ شنعہ چوں ماتمیان و مصیبت زدگان یکچند سوز و افغان داشتند لیکن ایں بیوہ زن را مدت دوازدہ سال است کہ ہر روز بطلب آب برلب دریا میرسد و جای کہ کشتی پسر و عروس با جماعت فرق شدہ ایستادہ میشود و گریہ و زاری برمیارد بعد ازاں بخانہ میرود از استماع ایں واقعہ عجیب و حادثہ غریب آنحضرت را حالی روداد رضی اللہ عنہ یک بارگی دریا شفقت بجوش آمد و بربان الہام بیان فرمودند کہ ای جوان برو قرآن ضعیفہ را از گریہ باز دار و بگو کہ خاطر خود را جمع دارد و ہر چہ دولت خواہد و مطلوب تو با شد ہمان باشد آں مرد نزد آں زن آمد و مطابق فرمودہ دلاسا کرد گرفت زن باور نداشت ہماں طور در گریہ و زاری و

اشک ریزی و خون خواری بود ... باز .بخدمت آنحضرت رضی الله عنہ رسید گفت اے مرہوم پاس ز... دل ... وای راحت .بخش جان درد مندان قلق و اضطرابی کہ برجان مستم ... از فراق فرزند استیلا یافتہ پایں دلدار پہا زبانی کم نشود و فتوری نیزیرد - آنحضرت رضی الله عنہ بار دیگر بتاکید و تہدید فرمودند کہ برو واوازین جزع و فزع باز دار و بگو کہ پسرتو و عروس او ہمان جماعتہ الناس و انام و تز... احتشام باہم گین و دبدبہ ... و شوکت و طنطنہ شادی و عزت کہ دریں ... پا غرق شدہ و بموج فنا فرورفتہ ناظر و حاضر باشد کہ .بحکم قادر علی الاطلاق ہمیں زمان از .بحر عدم برساحل وجود می شتابد و ہمیں ساعت دیدہ بی نور و مہجور ترا منور میسازد - از اصفاء ایں کلمات قدسی سمات مستمع را یک بارگی ابواب صدق صفا مفتوح گشت و متحقق شد کہ چندیں کسان ایں ضعیفہ را بزرفو تملق دلاسا میکردند و عاقبت کار حوالہ بمشیت و تقدیر الہی میدند انفاس تقدس آساس ایں مسیح دم خضر قدم کہ تو ام اعجاز است یقینمیدانم کہ مشعر بصدق است و مقرون .بحق اعتقاد درست نزد ضعیفہ مد و آنچہ از حضرت رضی الله عنہ شنیدہ بودیک بیک باز نمود از اثر پیغام صداقت انجام آں پیر زن را تسکین خاطر روی دادہ حسرت زوو جانتظار ظہور آثار آں شد ہم درین اثنا آنحضرت بدرگاہ واہب کبریائی بحال توجہ نمود لمحہ گزشت از ظہور نہ .بخشید

بار دیگر متوجه شد لحظه بر آن نیز گزشت اثر نیافت آن محبوب خدا اصه حضرت جل و علاچون برتبه محبوبیت و خصوصیت مختص بود بوفوی این باره درنگ جوش آمد و برنگ محبوبان ناز و نیاز عتاب امیز باحضرت حق آغاز کرد الهی در کار عبدالقادر ہم درنگ و تعویق از حضرت عزت ا رسید که اے محبوب من در کار تو نه از راه تغافل بود بلک این ہمه از لطف و حکمت بود میرانی که کارش ہمه به تمهیل است نه تبعجیل اگر میخوا زمین و سماء را در یک طرفته العین می آفریدم۔

لیکن در شش روز آفریدم تا بدانند که در ضرت عزت ما عجلت را بار نیست این دو لمحه که در کار تو درنگ کرد یچ میدانی چه صفتها کردیم دواز ده سال است که این کشتی غرق شده و اہ شتی به ہزاران واسطه طعمه ماران و نهنگان و ماهیان گشته برای خاطر نو ذرات و اجراء مبلوعه چندین ساله را بحکمت بالغه خود منجمد کرد بحکم ناطقه اجسام و اجساد ہر یک بارگ و پوست و گوشت و استخوان عضلات و اعضاء و امعاء مرتب گردانیدم و روح انسانی و حیوانی و نباتی و جمادی در قالب ہر یک دمیدم و اموات چندین ساله را از سر نو کسوت حیات پوشانیدم و زنده گردانیدم اکنون معائنه کن قدرت و لطف مرا یک مرتبه دریا بجوشید واز ہمانجا که کشتی غرق شده بود ہماں شوکت و حشمت و سامان و سلوت و دبدبه شادی و طنطنه از

زوی کشتی پسر آن بیوہ ال با محافہ عروس و طائفہ انام و دواب و انام و آنچہ دری بود صحیح و سالم بر آمدند ہمہ مردم متعجب ماندند پیرہ زال از شادی بیہوش شدہ اسلامیان را صدق اصفا امعائنہ اینمال افزون گشت و اکثر کفرہ رو باسلام آور دند چون ہاہوئے مردم فرو نشست ہر چند ملاحظہ کردند آنحرت رضی اللہ عنہ را نیافتند بیت

قادرا قدرت تو واری ہرچہ خواہی آن کنی
مردہ راجانی بہ بخشی زندہ را بے جان کنی

ترجمہ:- مشائخ عظام سے منقول ہے کہ جناب سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سیر و تفریح کرتے ہوئے دریا کے کنارے پر پہنچ گئے وہ دریا پر آب و جوش و خروش میں عارفوں کے دل سے مطابقت رکھتا تھا اور حدت و صفا میں اہل جذب و محبت کے باطن سے نشان دیتا تھا لحاظہ اس دریا دل محبوب لم یزلی نے اس دریا کی گزر گاہ پر آرام فرمایا کہ ناگہان ایک شہر جو اس دریائے عظیم کے ساحل پر واقع تھا کی چند عورتیں پانی لینے کے لئے آئیں اور اس موج کرامت کے سامنے سے گر کر اپنے اپنے گھڑے پانی سے بھرے اور اپنی رسم و عادات معہود کے مطابق واپس لوٹ گئیں مگر ایک عورت پیر سالہ شکستہ حال نے عورتوں کی اس جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنا بوجھ پانی سے پر کر کے زمین پر رکھ دیا ور دریا کے کنارے پر کھڑی ہو کر اور چادر منہ پر ڈال کر یکبارگی ماتمیوں کی طرح نالہ جانکاہ شروع کیا اس قدر قلق و اضطراب و نوحہ اور زاری کی کہ بیان سے باہر ہے غوث اعظم رضی اللہ عنہ بملاحظہ حال پر ملال اس دل کباب کے حیرت مند ہوئے کہ کس ظالم نے اس پر دست ظلم دراز

کیا اور کس سنگ دل نے سنگ ستم اس کے بوجھ دل پر مارا ہے کہ یہ پیرزال بدیں حال پامال ہورہی ہے چنانچہ آپ نے ایک صاحب کو اس پیرہ زال کی حقیقت حال کی دریافت کے لئے ارشاد فرمایا اس شخص نے واپس آکر عرض کیا کہ اے شاہ عالم پناہ اس عجوزہ کا واقعہ کیا بیان کروں اس کا قصہ حضرت یونس علیہ السلام کی طرح سخت جانکاہ اور نہایت دردناک ہے اس کا ایک لڑکا تھا حسن میں یوسف ثانی تھا ایک روز یہ عورت اپنے فرزند دلبند کی شادی کر کے اپنے گھر کو آتی تھی جب دریا کے کنارے پر پہنچی تو مع دولہا و دلہن و براتی بکمال حشمت و شوکت و ثروت و تمکنت بمع اسباب وانواع آرائش و اسام لوازم شادی با تزک و حشم و خیل و خدم کشتی پر سوار ہوئی

جب کشتی دریا سے گزر کر کنارے کے قریب پہنچی تو اچانک دریا میں طغیانی آگئی اور کشتی بھنور میں آگئی ہر چند ملاحوں نے کوشش کی کہ کشتی کو ورطہ ہلاکت سے نجات دلاتے لیکن بے سود چونکہ قضاالٰہی میں اس گروہ کی قضا مقدر تھی اس لئے کشتی چکر کھا کر اس جگہ پر جہاں اب پیرہ زال نوحہ کررہی ہے دریا کی تہ میں بیٹھ گئی سوائے اس غم زدہ پیرزالہ کے کوئی شخص اس جماعت سے زندہ نہ نکلا سب قعر دریا میں غرق ہو گئے اور طعمہ موران و ماہیاں ہو گئی اس حادثہ شنیعہ کے وقوع پر شہر کے لوگوں نے اکٹھے ہوکر نہایت دردناک ماتم کیا لیکن یہ بیوہ عورت بارہ سال ہوتے ہر روز پانی کے لئے آتی ہے اور دریا کے کنارے پر جس جگہ دولہا و دلہن اور براتی غرق ہوئے تھے کھڑی ہوکر ماتم وزاری کرتی ہے اور پھر واپس چلی جاتی ہے اس واقعہ عجیبہ اور حادثہ غریبہ کے استماع سے غوث اعظمؓ پر سخت گہرا اثر ہوا یکبارگی دریائے شفقت جوش

میں آیا اور زبان الہام بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے جوان ! جا اور اس ضعیفہ کو گریہ زاری سے روک اور کہہ کر تسلی رکھے جو چاہتی ہے دیا جاتے گا وہ شخص اس پیرہ زال کے پاس آیا اور فرمان کے مطابق دلاسہ دینا شروع کیا لیکن اس عورت نے باور نہ کیا اور اسی طرح گریہ و زاری و خون د خواری کرتی رہی جب وہ شخص واپس غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا کہ اے مرہم پاش ! زخمدل نگاران والے راحت بخش جان درمنداں آتش فراق فرزند جو مجمرہ سینہ میں اس مہجودہ کے مشتعل ہے تسلی ہائے زبانی سے فرو نہیں ہوتی جب تک آپ بآب الطاف و مہربانی اس کی سوزش نہانی و شعلہ جانی کو سرد نہیں کریں گے اس کا نوحہ جانکاہ موقوف نہیں ہو گا باستماع ایں سخن غوث اعظم نے بار دیگر تاکید اور تہدید سے فرمایا کہ جاؤ اور اس بڑھیا کو اس جزع و فزع سے باز رکھو اور کہو کہ تیرا لڑکا بمع عروس و براتیاں اسی تزک و احتشام و دبدبہ شان و شوکت و طنطنہ شادی و عزت کے ساتھ جو اس دریا میں غرق ہو چکے ہیں اور موج فنا میں بہہ چکے ہیں حاضر و ناظر ہوا چاہتا ہے اور اس قدر مطلق کے حکم سے اسی وقت بحر عدم سے ساحل وجود پر آیا چاہتا ہے اور اسی گھڑی تیرے دیدہ بے نور اور مہجود کو منور کیا چاہتا ہے ان کلمات قدسی مات کے استماع سے اس جوان کے یک بارگی ابواب صدق و صفا مفتوح ہو گئے اور متحقق ہوگیا کہ کئی لوگوں نے اس پیرہ زال کو زرق و تملق سے دلاسے دیئے لیکن بالآخر معاملہ مشیت و تقدیر الٰہی کے سپرد کر دیا اس مسیح دم فضر قدم کے انفاس تقدس آساس سے جو اعجاز حکم رکھتے ہیں اس جواب کو یقین ہوگیا کہ آپ کا ارشاد مبارک بالکل حق ہے۔

سچے لئے اعتقاد درست کے ساتھ اس ضعیفہ کے پاس آیا اور جو کچھ غوث اعظم رضی

اللہ عنہ کی زبان گوہر فشاں سے سنا تھا من و عن پہنچا دیا اس پیغام صداقت انجام کے اثر سے اس پیرہ زال کو تسکین خاطر ہوئی اور ان آثار کے ظہور کی منتظر ہو گئی اس اثناء میں غوث اعظمؓ اس واہب کبریا کی درگاہ متعال میں متوجہ ہوتے ایک لمحہ گزر گیا لیکن کوی اثر ظہور میں نہ آیا دوسری بار پھر متوجہ ہوتے پھر ایک لمحہ گزر گیا لیکن کوئی اثر ظہور پذیر نہ ہوا چونکہ آپ محبوب سبحانی ہیں اور رتبہ محبوبیت و خصوصیت سے مختص ہیں اس لئے دوسری دفعہ توجہ پر تاخیر ہونے پر جوش میں آ گئے اور محبوبوں کی طرح ناز و نیاز رب تعالیٰ کے ساتھ شروع کر دیئے اور فرمایا "الٰہی عبدالقادر کے ام میں درنگ و تعویق" حضرت عزت سے ندا آئی کہ اے محبوب من آپ کے کام میں تاخیر از راہ تغافل نہ تھی بلکہ لطف و حکمت پر مبنی تھی آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ہر کام میں تمہیل ہے نہ کہ تعجیل اگر ہم چاہتے تو ارضین و سماوات کو ایک طرفۃ العین میں پیدا کر دیتے لیکن ہم نے چھ دن میں پیدا کئے تاکہ ہماری مخلوق کو پتہ چل جاتے کہ ہماری بارگاہ عت میں عجلت کو دخل نہیں۔ یہ دو لمحہ جو آپ کے کام میں تاخیر کی ہے آپ جانتے ہیں کہ ہم نے کیا کچھ کیا ہے بارہ سال ہوتے یہ کشتی غرق ہوئی تھی اور اہل کشتی ہزاروں واسطہ سے طعمہ مطلان و نہنگان و ماھیان ہو چکے تھے آپ کی خاطر کتی سالوں کے جملہ ذرات و اجزاء مطوعہ اپنی حکمت بالغہ سے منجمد کتے ہیں اور بحکم ناطقہ جملہ اجسام و اجساد کو بارگ و پوست و گوشت و استخوان و عضلات و اعضاء و امعا مرتب کیا ہے اور روح انسانی و حیوانی و نباتی و جمادی کو ہر ایک چیز کے قالب میں پھونکا او سالوں کے اموات کو از سر نو کسوت حیات پہنایا ہے و زندہ کیا ہے اب ہماری قدرت اور لطف کا معائنہ کیجئے یک مرتبہ دریا میں طغیانی آ گئی اور ات

جگہ سے۔ جہاں کشتی غرق ہوئی تھی نمودار ہوئی وارس بیوہ زال کا لڑکا بمعہ محافلہ عروس و طائفہ انام و دواب و انعام وار جو کچھ اس میں تھا اسی شوکت و حشمت و سامان و سطوت و دبدبہ شادی و طنطنہ کے ساتھ صحیح و سالم کشتی سے باہر نکل آیا تمام لوگ حیران رہ گئے پیرہ زال خوشی سے بیہوش ہو گئی اس کرامت کے معاینہ سے مسلمانوں کے دلوں میں صدق و صفا اور بڑھ گیا اکثر کفار نے اسلام قبول کیا جب لوگوں کا غوغہ بند ہوا ہر چند غوث اعظم رضی کو تلاش کیا گیا لیکن آپ کو نہ پا سکے

قادرا قدرت تو واری ہر چہ خواہی آنکنی
مردہ را جانے بہ بخشی زندہ را بے جان کنی

آپ کی یہ کرامت آپ کے خلیفہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنی تصنیف لطیف خلاصتہ القادریہ میں درج فرمائی ہے محقق دوران، بدۃ العارفین رہبر طریقت پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی نے اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں واحد شریک معبود بحق کے امر کن نے یہ تماشا دکھایا کہ تمام برات سارے سازو سامان کے ساتھ موجزن دریا کے کنارے قدرت کاملہ سے آنکلا بڑھیا کی خوشی بلکہ کائنات کی حیرت و خوشی کی کوئی حد نہ رہی سبحان اللہ و بحمدہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور نائب مصطفیٰ سیدنا غوث الاعظم رضی کی کرامت حقہ صادقہ ہے اسے علماء و مشائخ شعراء تذکرہ نگاروں واعظوں نے تفصیلاً و اجمالاً آج تک ہمیشہ ذکر کیا بجز بد مذہب شقی بد انجام کے کبھی کسی نے اس میں شک و تردد نہ کیا اور نہ کر سکتا ہے کہ معجزہ و کرامت دراصل قدرت خدا ہے اس سے انکار شقی و گمراہ کے سوا کیسے ہو سکتا ہے دنیا کی ہر زبان میں اہل اسلام نے اسے نظم و نثر میں متواتر آج تک بیان کیا ہے

(ملفوظ محمود ص ۱۶۹)

سید غلام جعفر شاہ صاحب بخاری خلف الصدق جانشین پیر سلطان اکبر شاہ بھکر میانوالی کرامت غوثیہ میں لکھتے ہیں

"فقیر غلام جعفر شاہ عفا اللہ عنہ بخاری الحنفی الچشتی الباکری بخدمت برادران دینی و مخلصان یقینی عرض کرتا ہے کہ ان ایام فرخندہ جام ۱۳۴۴ھ از ہجرت سید الانام میں بعض احباب نے بذریعہ تحریر اور بعض ن بالمشافہ بالتقریر استفتاء و استفسار فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامات جو کہ آپ نے بارہ برس کا ڈوبا ہوا بیڑا تارا تھا صحیح ہے اور اس کے ماننے میں کوئی قباحت شرعیہ نہیں (کرامت غوثیہ ص ۲)

شیخ محمد اکرم قدوسی اقتباس الانوار میں لکھتے ہیں "مدت سے غرق شدہ برات کو زندہ کرنا پھر اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں کشتی تمام غرق شدہ برات نقادے بجاتے ہوتے پانی سے نکل آئی اس بڑھیا کے بیٹے اور خاوند آکر اسے ملے اور اس کا غم مسرت میں تبدیل ہو گیا (اقتباس الانوار ص ۲۰۸)۔

مولانا برخوردار محشی براس شرح شرح العقائد اپنی دوسری تالیف غوث اعظم ص۲۷۷ مطبوعہ ۱۳۳۳ھ میں لکھتے ہیں "اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور بہت مشہور ہے اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صادق معلوم ہوتی ہے" آگے لکھتے ہیں "بعض مردہ دل اس کرامت پر کئی قسم کے خدشات پیش کرتے ہیں کہ اتنی مدت مزید کے بعد بارات کا نکلنا دوراز عقل ہے بیخبر اس سے کہ خلاق عالم قادر حشر و نشر کے آگے یہ امر مشکل ہے یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے ایمان میں فرق آتا ہے معجزات اور کرامت کو درحقیقت فعل اللہ ماننا ہے (کتاب غوث اعظم ص۲۷۷)

حضرت العلامہ زبدۃ العارفین غلام محی الدین قریشی قادری قصوری جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رح کے آخری خلیفہ ہیں آپ نے اس واقعہ کو فارسی زبان میں منظوم بیان کیا ہے اور اسی قصیدہ کو حضرت مولانا حیدر اللہ خان صاحب درانی مجددی نے اپنی کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی میں نقل کیا ہے اور مولانا برخوردار نے بھی نقل کیا ہے وہ درج ذیل ہے۔

روز بطور خوشدلی
آں پیشوا ہر ولی
ایک روز خوشی کے ساتھ
وہ ہر ولی کے پیشوا
بہر تفرج شد خلی
از طرف صحرائے فضا
سیر کرنے کے لئے صحرا کی طرف نکلے
ناگاہ گزشتہ سیراو
بر ساحل بحر نکو
اچانک آپ کی سیر کا گزر
ایک دریا کے ساحل پر سے ہوا
یک پیر زن شد رو برو
نالہ و گریہ ہاو ہا
کہ ایک بڑھیا آپ کے سامنے آتی
روتی اور چلاتی ہا و ہو کرتی ہوئی
پر سید پیرش از کرم
از باعث آں درد و غم
مہربانی سے اس بوڑھی عورت
سے پوچھا درد و غم کا سبب

اوخوانده حرفے پر الم
از دفتر آں ماجرا
اس نے اپنے ماجرا کے دفتر سے
ایک پردرد عرض بیان کرتے ہوئے
گفتا کہ از باغ جہاں
یک داشتم سرور داں
کہا کہ باغ جہاں سے
مجھے ایک سرور داں نصیب تھا
یعنی کہ فرزند جوان
بودہ است پیری عصا
یعنی نوجوان بیٹا
جو کہ بڑھاپے میں میرا سہارا تھا
قصر سرورا افراختہ
کہ دم بر آتش رانبا
ایک مکان عالی شان تیار ہوا
آگ پر میں نے اس کو بتایا
گشتہ برات اور واں
باکر و فر خرواں
اب برات روانہ ہو پڑی

بادشاہ کے کر و فر کی طرح
آلات شادی درمیان
دف و دہل قر نا و نا
شادی کے اسباب کے ساتھ
دف دہل قرناو وغیرہ
دا دم ہسیے ہمراہ را
یکسر گدا و شا را
اس کے ساتھ بہت لوگوں کو بھیجا
جس میں بہت امیر و غریب تھے
کشتیم زانجا رہگزین
باصد ہوس با صدر جا
ہم وہاں سے روانہ ہوئے
زیادہ خوشی اور بہت امیدوں کے ساتھ
ورکشتی این بہر خون
آمد برات از بخت دون
اس خونی دریا میں کشتی پر سوار
ہوکر بارات داخل ہوئی
کشتی چوں گردون شدنگون
شد غرق طوفان فنا

کشتی الٹی تو تمام طوفان
میں غرق ہو گئے

نوشہ عروس و ہمرہاں
در طرفتہ العین ناگہان

دولہا دلہن سمیت اور ہمراہی
بھی سب اچانک طرفتہ العین میں

شد سالہا اثنا عشر
کافتادہ در خرمن شرر

بارہ سال ہوتے
کہ میری خرمن میں چنگاری پڑی ہے

پس پیر پیراں خدا
در سجدہ شد پیش خدا

پھر اللہ والوں کا پیشوا
اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوا

سر بد بسجدہ ہم چنان
کز جائے غرق آمد فغان

ابھی آپ سر بہ سجدہ تھے
کہ غرق ہونے والی جگہ سے فریاد آئی

کشتی پر از مرداں زناں

پیدا شد بر روئے ما
مرد اور عورتوں سے کشتی
بھرپور تھی پانی پر ظاہر ہوتی
شد اہل کشتی را گزر
سالم بسا حل بے خطر
تمام کشتی والوں کا صحیح سالم
ہوکر کنارہ پر بے خطر گزر ہوا
مادر پسر شد مجتمع
غمہا زدل شد منقطع
ماں بیٹا جمع ہوتے
دل سے غم بھاگ نکلا
ظاہر چوں شد طرفہ سر
بسیار منکر شد مقر
گشتند کافر منکسر
شد مومنانرا اعتلاء
جب یہ کرامات ظاہر ہوتی تو بہت سے منکر اقراری ہوتے
کافر ذلیل ہوتے اور
اہل ایمان کو بلندی نصیب ہوتی

اولیاء اللہ سے ارفع و اعلیٰ ہے پیران پیر روشن ضمیر قطب الاقطاب غوث اعظم محبوب سبحانی شہباز لا مکانی محی الدین جیلانی قدس سرہ النورانی آپ کے پیارے پیارے القاب ہیں حضور کی کرامات لا تعداد اور بے شمار ہیں منجملہ ایک ادنیٰ کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے بارہ برس کے بعد ایک غرق شدہ بیڑا مع براتیاں دریا سے صحیح سالم باہر نکالا۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(زندہ اور نادرہ کرامات ص ۲۹)

شیخ الحدیث محمد فیض احمد اویسی جو کہ بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں اور قرآن مقدس کی مشہور تفسیر روح البیان شرحف کو عربی سے اردو میں منتقل کرنے کا سہرا ان کے سر ہے یہ تفسیر تیس جلدوں پر مشتمل ہے آپ اپنی کتاب "کرامت غوث الاعظم" میں لکھتے ہیں

"ہر دور میں اس واقعہ کو مختلف زبانوں کی منظوم و منثور طریقہ سے بیان کیا گیا ہے اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے یہ بھی واقعہ کے ثبوت کے لئے ناکافی ہے لیکن بحمدہ تعالیٰ آج کے دور میں بھی اس واقعہ کی عینی شہادت ہمیں دستیاب ہوئی ہے اگر کوئی صاحب اس کی تصدیق کر کے اطمینان قلبی حاصل کرنا چاہتا ہے تو مقام ذیل پر پہنچ کر تصدیق کر سکتا ہے ایک بزرگ سفینہ غوث اعظم کا مشاہدہ کر کے حلفیہ بیان کرتے ہیں بعض لوگ سفینہ غوث اعظم کا انکار کرتے ہیں اور آپ نے بفضلہ تعالیٰ جو بارہ سال کے بعد بیڑا پار کیا تھا اس کرامت کا انکار کیا جاتا

ہے اور طرح طرح سے مذاق اڑایا جاتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ بغداد شریف سے تین میل کے فیصلے پر دریائے دجلہ کے کنارہ پر ایک مختصر سی بستی ہے جس کا نام زیارت سفینہ ہے بغداد شریف سے بستی سفینہ کو سڑک جاتی ہے لاریاں عام چلتی ہیں اور ہر لاری والا آواز دیتا ہے "زیارت سفینہ غوث اعظم" جیسے لاہور میں تانگہ والے داتا دربار کی صدا دیتے ہیں میں نے تمام عرب کے علاقوں کا تفصیل سے دورہ کیا اور ہر ایک زیارت کی تفصیل معلوم کی۔ میں سفینہ غوث اعظم کی زیارت کے لئے پہنچا اور سفینہ مبارکہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ایکجنگلہ ہے اور اوپر ٹین کا چھپر ہے اس میں سفینہ مبارک محفوظ ہے خدام حضور غوث اعظم کی کرامت بیان فرماتے ہیں کہ یہ وہی بیڑی ہے جو خدا کے حکم سے بارہ سال کے بعد آپ نے باہر نکالی تھی اور مائی صاحبہ کا لڑکا برات اور دلہن کے ساتھ دریا سے زندہ باہر نکل آیا تھا حاجی بہادر علی امام مسجد کاہنہ تحصیل قصور ضلع لاہور (کتاب مذکورہ ص ۴۹)

آگے موصوف رانا محمد یامین فورمین انڈس ویلی کمپنی بغداد عراق کے حوالے سے لکھتے ہیں ہم نے وہ کشتی بھی دیکھی ہے جس کے لئے پیر صاحب نے دعا کی تھی اور وہ بارس بعد برات سمیت ظاہر ہوئی تھی عراق کی سب مسجدوں میں صلوٰۃ و سلام پڑھے جاتے ہیں اور اب ہم بھی اس کے قائل ہو گئے ہیں۔ (رضا مصطفیٰ گوجرانوالہ رجب المرجب ۱۴۰۳ ص ۲۵ بڑھیا کا بیڑا ص ۵۴)

ولی کامل حضرت عطا محمد صاحب اپنی کتاب "ینبوع الغیب من فتوح الغیب" میں لکھتے ہیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات لامتناہی ہیں اور میرے

حضرت سلطان غوث الثقلین کی کرامات حد و حصر سے خارج ہیں منجملہ ایک ادنیٰ کرامت یہ بھی ہے کہ آپ نے بارہ برس کے بعد ایک غرق شدہ بیڑا معہ براتیاں دریا سے صحیح نکالا (ینبوع الغیب ص ۴۸)

پوربی زبان میں ایک عارف نے یہی واقعہ نظم میں فرمایا ہدیہ قارئین کرام ہے۔

بارہ برس بعد بڑھیا کا بیڑا کنارے آلگنا

یا غوث معظم قطب ورا کیا خوب تمہاری چالریا
تیرے ہمسر غوث و قطب نہ ہوئے تیری شان ہے سب سے نرالریا
اک روز جو دریا کی سیر کری اک بڑھیا روتی نظر پڑی
فرمایا تو کیوں روتی ہے پڑی مجھے اپنا بتا دے حالریا
بولی شادی میں بیٹا پار گیا بیڑا ایک خطا سے ڈوب گیا
بارہ سال کا عرصہ اس کو ہوالیوں روتی پھرے ہوں باوریا
تم ال نبی اولاد علی تمہیں شان ولایت قدرت کی
اللہ کرو امداد میری ہو پار جو ڈوبی ناؤ دریا
فرمایا نہ روکے ستا مائی مالک قادر ہے میرا مائی
کر جانے کے نیاز ادا مائی تیری آس خدا پہنچا وریا
آئی موج میں ذات جو حضرت کی ہوئی نظر عنایت قدرت کی
گو ناؤ بڑی موجود نہ تھی اک نعرے سے عرش ہلا دریا

اتنے میں غیب سے آئی ندا محبوب ہمیں تیری منشا
تیرے نعرے سے عرش ہلا سارا اور فرش بھی ہے تھرتھا وریا
محبوب نہ کیجئے اب نعرہ ہستی میں نہ ہو کہیں شور بپا
جو تیری رضا سو میری قضا اے باغ ولا کے مالریا
سب مچھلیاں کھا گئیں تن ان کا اب دیکھو تماشا تو کن
ذرا پلک اٹھا کر نظر کرو کہنڈے آں لگی ہے ناوریا

(ملفوظ محمود ص ۱۷۰)

پنجابی زبان میں ایک بزرگ عارف نے آپ کی کرامات مبارکہ کو نظم کیا ہے جو پنجاب سندھ گجرات وغیرہ میں مشہور و مقبول ہے اس کے دو شعر یہ ہیں

یا جناب غوث اعظم میں ترے بلہاریاں
اب دے پیارے لکھ وکھا چکردی منتاں زاریاں
ایہہ کرامت تیری خواجہ ساری دنیا جاندی
چوراں نوں تساں قطب کیتا ڈوبی بیڑیاں تاریاں

(ملفوظ محمود ص ۱۷۱)

اب فقیر نے اتنی کتابوں کے حوالے ناظرین کے سامنے پیش کئے پھر بھی اگر کسی کے دل میں شک ہو تو شکی مزاج حضرات کے لئے کوئی ح نہیں کہ ان کا شک دور ہوجائے حرف صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کی خدمت میں اتنا عرض ہے کہ کرامت فرق عادت کو کہا جاتا ہے جو خلاف عادت ہو مافوق الاسباب ہو اور جو ماتحت الاسباب ہو یا عادت کے موافق ہو تو اس کو کرامت کہا ہی نہیں جاتا اب جو کرامت عادت سے

جتنی بعید اور عقل سے جس قدر ماورئی ہو اسی قدر اسے زیادہ قوی مانا جاتا ہے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی یہی بارہ سال بیڑی والی کرامت عادت کے بہت زیادہ خلاف ہے اسی لئے یہ زیادہ قوی ہے اگر مختلف کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو اولیاء کرام کی ایسی خلاف عادت متعدد کرامات آپ کو نظر آئیں گی۔

مثال کے طور پر ایک حوالہ پیش خدمت ہے یہی حوالہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے "بہشتی زیور میں تحریر کیا ہے تشفی کے لئے وہ درج کیا جاتا ہے۔" حضرت سری سقطیؒ کی ایک مریدنی کا ذکر" ان بزرگ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیر کی ایک مریدنی تھی ان کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا استاد نے کسی کام کو بھیجا وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا استاد کو خبر ہوئی اس نے حضرت سری سقطی کے پاس جا کر خبر کی آپ اٹھ کر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی نصیحت کی وہ مریدنی کہنے لگی کہ حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرما رہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا تعجب سے کہنے لگی میرا بیٹا انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا ، کہنے لگیں کہ میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہہ کر اس جگہ پہنچیں اور جا کر بیٹے کا نام لے کر پکارا اے فلاں اس نے جواب دیا کہ کیوں اماں اور پانی سے زندہ نکل کر چلا آیا حضرت سری نے حضرت جنید سے پوچھا یہ کیا بات ہے انہوں نے فرمایا اس عورت کا خاص ایسا مقام اور درجہ ہے کہ اس عورت پر جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اس کو خبر کر دی جاتی ہے اور اس کو خبر نہیں ہوئی تھی اس لئے اس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا" (بہشتی زیور حصہ آٹھواں ص ۸ تاج کمپنی)

غوث اعظم کی کرامت سے زندہ ہونے والے اس دولہا کا نام کبیر الدین شاہ دولہ تھا اس

کا مزار گجرات پاکستان میں ہے اور اس کو غوث اعظم نے قطب بنایا تھا وہ غوث اعظم کا خلیفہ ہے اور اخوند صاحب سوات مولانا عبدالغفور المعروف بہ سیدو باباؒ کے سلسلہ میں اس کا نام ہے اس کی عمر پانچ سو برس ہے جس کو شوق ہو وہ سیدو بابا علیہ الرحمت کا شجرہ مبارکہ دیکھ لے صاحب "ینبوع الغیب شرح فتوح الغیب" والے لکھتے ہیں "آج کل یہ کاتب الحروف مسکین عطاء محمد عفی عنہ الصمد گجرات شہر میں رہائش پذیر ہے ہمارے شہر گجرات میں حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ صاحب دریائی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے ایک رات جناب اس مسکین کو خواب میں ملے اور ارشاد فرمایا کہ میں بھی قطب زمان تھا پھر ایک رات جناب زیارت کا شرف حاصل ہوا ارشاد فرمایا کہ واقعی میں وہ لڑکا ہوں جس کی بیڑی ڈوبی تھی اور جس کو حضرت غوث پاک محبوب سبحانی میراں محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے بارہ برس کے بعد پار لگایا تھا تم بے دھڑک اس واقعہ کو لوگوں میں بیان کیا کرو حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہا دریائی رحمۃ اللہ علیہ میرے سلطان غوث الثقلین کے خلیفہ اعظم تھے حضرت غوث اعظم پاک رضی اللہ عنہ نے ہندوستان میں مساجد کی تعمیر کا کام آپ کے ذمہ لگایا آخر ایام میں آپ گجرات شہر میں جلوہ افروز ہوتے آپ کی عمر مبارک تقریباً پانچ چھ سو برس ہے آپ کی کرامت سارے عالم میں مشہور ہے کہ جو بے اولاد دربار ک پر حاضر ہو کر اولاد کے لئے درخواست کرے اور ساتھ یہ نذر مانے کہ پہلا لڑکا ربار کی خدمت کے لئے ہو گا تو رب کریم بہ طفیل حضرت غوث اعظم ن کو فرز لاد عطا کر دیتا ہے آپ کے مزار مبارک پر غیر ممالک کے لوگ بھی دیکھے جاتے ہیں ینبوع الغیب شرح فتوح الغیب ص ۵۰)

غوث اعظم نے اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر میں اپنا راز مردہ پر ڈالوں تو اللہ کی قدرت کاملہ سے زندہ ہو کر فوراً اٹھ کھڑا ہو

اس کتاب کے علاوہ مشہر قرآن علامہ ریاض الدین صاحب اٹک کیمبل پور والے نے اپنی تفسیر ریاض القرآن میں اس بارہ برس بیڑے والی یہی کرامت نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں "ہمارے آقا کریم کے محبوب ترین امتی سیدنا غوث العالمین کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے بارہ سال کے بعد ڈوبا ہوا بیڑا نکال دیا تھا" آگے یہی مفسر لکھتے ہیں "مفتی احمد یار خان صاحب مرحوم فرماتے ہیں اگر غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اس دولہا کی قبر گجرات پنجاب میں ہے اس کا نام کبیر الدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہے حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں ان کی قبر شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے ان کی عمر چھ سو برس ہوئی" (نور العرفان) جن کے غلام کی خداداد طاقت کا یہ عالم ہے خود ان کے آقا کریم کی طاقت و قدرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ (تفسیر ریاض القرآن ج ا ص ۳۰۷)

مترجم تفسیر روح البیان حضرت فیض احمد اویسی صاحب کرامت غوث اعظم میں لکھتے ہیں "حدیث شریف میں ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لو اقسم علی اللہ لا برہ (اگر وہ یعنی ولی اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہہ دیں کہ یا اللہ یہ کام کرنا ہے تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے) بالخصوص غوث اعظم رضی اللہ عنہ جو کہ تمام اولیاء کرام کے شہنشاہ ہیں اور اللہ تعالیٰ

کے وہ محبوب ہیں کہ اپنی منہ مانگی بات رب تعالیٰ سے منواتے ہیں نہ خداوند قدوس کو (معاذ اللہ) ضد ہے کہ ناز برداری نہ فرماتے اور وہ بڑھیا کے ساتھ وعدہ کرلیں کہ تیری ساری باراتیں واپس کراؤں گا پھر اس وعدہ سے انہیں شرمسار کراتے گا بلکہ ہمارا رب وہ رحیم و کریم ہے کہ ہم جیسے مجرم بھی اگر دعا کے لئے خالی ہاتھ اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندہ کے خالی ہاتھ دیکھ کر مجھے شرم آتی ہے کہ اس کے خالی ہاتھ لوٹاؤں پھر ہم کہاں اور غوث رضی اللہ عنہ کہاں جو عالی شان اور اعلیٰ نشان رکھتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے وسیلے سے بہ توجہ تام اللہ تعالیٰ سے دعا طلب کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے" (کرامت غوث اعظم ۲۱) یہی مؤلف آگے لکھتے ہیں "محبوب سبحانی حضور غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کی کرامت جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے اس سے وہ شخص انکار کرے گا جو دراصل قادر قدیر کی قدرت میں شک کرتا ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی قدرت سے نہیں کرایا بلکہ رب کی قدرت کے ماتحت دعائے مستجاب ہے یہ مشکل حل فرمائی" (کرامت غوث اعظم ص ۲۲)

مندرجہ بالا حوالہ جات کتب معتبرہ پیش کئے گئے ایمان والوں کے لئے اس قدر کافی ہیں اور منکرین حق کے لئے دفتروں کے دفتر بے کار ہیں اور غوث اعظم کی کرامت کا یہی واقعہ مفتی غلام محمد قریشی نے گلدستہ کرامت میں بھی نقل کیا ہے اور مولانا حیدر اللہ صاحب درۃ الدرانی میں اب تک اس کرامت سے اصولی مسلمان نے اس کرامت سے انکار نہیں کیا ہے یہاں تک کہ غیر مسلموں نے بھی تسلیم کیا ہے ایک ہندو نے اپنی تالیف میں جو تحفہ غوثیہ کے نام سے مشہور ہے اور یہی کتاب لاہور میں چھپی تھی

وہ لکھتا ہے کہ ذکر ہے ایک بڑھیا کا بیٹا بمعہ عورت اپنی اور برات وغیرہ کے کشتی میں سوار تھا وہی کشتی گرداب میں آکر ڈوب گئی تو اس بڑھیا نے بارہ سال تک نہایت گریہ و زاری کی لیکن اس کی مراد حاصل نہ ہوئی آخر پیران پیر غوث الثقلین کی خدمت شریف میں جاکر حضرت پیر کو اس کی زاری پر رحم آیا آپ نے دعا فرمائی تو وہی کشتی بارہ سال کے بعد صحیح و سلامت بہ دعا غوث اعظم دریا سے باہر آئی" (تحفہ غوثیہ ص ۸ مصنفہ دیوی دیال)

محمد طفیل قادری ایم ایس سی تذکرہ غوثیہ میں لکھتے ہیں "حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصنیف سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار میں غوث پاک کی یہ کرامت درج ہے کہ ایک روز جانب دریا ذکر و فکر کے لئے تشریف لے گئے وہاں ایک بڑھیا کو آہ و زاری کرتے دیکھا وجہ دریافت کرنے پر اس نے عرض کی کہ میں غوث پاک کے نام کی گیارہویں شریف دیا کرتی ہوں بارہ سال ہونے کو ہیں کہ میرے فرزند کی شادی ہوئی اور بارات کشتی میں سوار ہو کر آرہی تھی کہ کشتی الٹ گئی اور سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے" آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں "آپ کی دعا قبول ہو چکی تھی اٹھ کر دریا میں ہاتھ ڈالا اور برات کو باہر نکال لائے (تذکرہ غوثیہ ص ۴۰ از محمد طفیل قادری)

تفسیر نعیمی میں ہے "اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دعا سے یا ان کے معجزات و کرامات سے لوگوں کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے یہ فائدہ تخرج الموتی باذنی سے حاصل ہوا دیکھو جن سڑے گلے مردوں کو عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں وہ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوئے تھے مگر آپ کے

معجزے سے انہیں پھر عمر عطا ہوتی تھی لہذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ سال کی ڈوبی ہوئی برات کو صحیح سالم نکالا اور وہ لوگ بہت سے عرض زندہ رہے ہوں تو اس پر کوئی اعتراض والا نہیں ہوتا" (تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۱۷۲ زیر آیت ۱۰۹ سورۃ مائدہ پارہ ۷) یہی مفسر آگے لکھتے ہیں اس برات کے دولہا کا نام سید کبیر الدین ہے لقب دریائے دولہ، شاہ دولہ ان کی قبر شریف گجرات مغربی پاکستان میں زیارت گاہ خاص وعام ہے آپ کی عمر شریف تقریباً چھ سو برس ہوئی حضور پاک کا خلیفہ ہے آپ نے ایک بار حضور غوث پاک کو وضو کراتے ہوئے آپ کے قدم شریف سے ٹپکتے ہوئے قطروں کے پانچ چلو پانی پی لیا فی چلو ایک سو سال عطا ہوتے جو عمر اپنی گزار چکے تھے وہ اس کے علاوہ تھی آپ کی وفات شریف سن ہزار ہجری کے بعد ہے ان تمام واقعات کی تفصیل دیکھو مقامات محمود وغیرہ میں۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت شاہ دولہ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں اور تاریخ بیعت اور تاریخ خلافت بالتفصیل وہاں مطالعہ فرماؤ جو لوگ اس واقعہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس آیت کریمہ تخرج الموتی میں غور فرمادیں (تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۱۷۲)

حضرت مخدوم زمن شاہ محمد حسن صاحب صابری چشتی قدسی رامپوری سجادہ نشین خانقاہ صابریہ فاروقیہ رام پور یو، پی ہند "تواریخ آئینہ تصوف" میں فصل دوم در بیان سلسلہ قادریہ منوریہ قریبہ مرفوع الاجازت علوم العزم والمرتبہ" کے تحت لکھتے ہیں حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ قادری قطب الاسرار حبیب رحمۃ اللہ علیہ تاریخ ۵ محرم ۴۹۹ھ بروز چہار شنبہ بوقت عصر آپ گیلان میں پیدا ہوتے راوی اس کے آپ کے والد ہیں از مکتوب نطاب ضحار المعرفت تصنیف سعید موسیٰ شیخ احمد بن

مبارک تاریخ ۹ ماہ ذی قعدہ ۵۴۸ھ بروز پیر وقت عصر بغداد شریف حضرت محبوب پاک سے خلافت و امامت کلی مجددی حاصل کی یہ روایت مکتوب نطاب قربت الواحدیت تصنیف حضرت محبوب پاک رضی اللہ سے سے نقل کی گئی بتاریخ ۲۲ ماہ شعبان ۱۰۰۳ھ میں بروز پیر وقت ظہر بعد از نماز کے مرتبہ ملکوت میں آپ نے وفات فرمائی مزار شریف آپ کا گجرات میں ہے مکتوب تحفتہ الارواح و اسرار غوث اکبر الکبیر میں ہے راوی اس کے حضرت عبدالرزاق اور حضرت شمس الدین ہیں مکتوب نطاب انوار الغیب (تاریخ آئینہ تصوف ص ۲۸ مطبوعہ محمد سلطان صابری فاروقی بستی چراغ شاہ سہاری روڈ قصور)

یہاں ایک اعتراض وارد ہوتا تھا کہ شاہ دولہ گجراتی کی اتنی لمبی عمر کیسے تھی تو تفسیر نعیمی نے وہ وضاحت کی کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وضو فرماتے ہوئے وضو کے پانی کے چلو پی کر لئے جو اس کے لئے آب حیات ہو بنا اور آپ کی عمر چھ سو برس تک پہنچی اور ہزار ہجری میں آپ کی وفات واقع ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہ دولہ گجراتی غوث پاک کے خلیفہ ہیں اور ان کا نام سید کبیر الدین ہے اس حقیقت کا ذکر گلزار صابری میں شاہ محمد حسن صابری لکھتے ہیں "حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین الحسنی الحسینی اپنی تصنیف مکتوب نطاب قربتہ الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۲۱ھ بروز جمعرات مغرب کے وقت میں نے کبیر الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسیٰ حنبلی دوست عمومی حقیقی کو بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے تعلیمات و کیفیات باطنی سے بہرہ مند فرمایا اور ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کر دیا اور

بتاریخ نو ماہ ذیقعدہ ۵۲۸ھ کو بروز پیر بعد از عصر فعل عام میں اپنے سامنے بٹھا کر بیعت امامت اور ارشاد سے مشرف کر کے کلاہ اپنی جو مجھ کو میرے پیر و مرشد حضرت ابو سعید مبارک ابن علی مخدومی رحمتہ اللہ علیہ نے وقت عطائے مثال صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و المرتبہ کے میرے سر پر اپنے ہاتھ سے اڑھائی تھی یہ کلاہ متبرک اسی طرح حضرت علی مرتضیٰ سے حضرت پیر و مرشد تک پہنچی تھی اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ کے سر پر اڑھائی اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت بخطاب قطب الاسرار حبیب کے اہل مجلس کو سنا کر مرحمت فرمائی اور تمام اسناد خلافت نامجاب معتبرہ اور شجرات محققہ و مکتوبات نطاب مفاوضہ اور ملبوسات معنونہ اور اوراد منضبطہ یعنی لوازمات مرتبہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت اور اولو العزم و المرتبہ کے عطا فرمائے" (حقیقت گلزار صابری ص ۱۱۵ مکتبہ صابریہ قصور بستی چراغ شاہ)

یہی مؤلف اس چھ سو سال کی عمر کی حکمت کے متعلق لکھتے ہیں "۲۷ ماہ شوال ۵۴۱ھ کو وقت ظہر حضرت ممدوح کو وضو کرا رہا تھا میں نے عرض کی کہ یا حضرت! آب حیات کی کیا کیفیت ہے جس کے نوش کرنے سے حضرت خضر علیہ السلام کو حیات ابدی حاصل ہو گئی تھی حضرت ممدوح نے ایک جرعہ آب اپنے سیدھے حیات میں لے کر ارشاد فرمایا کہ اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آب حیات ہے تو نوش کر لے میں نے اس وقت نوش کر لیا اس وقت میری عمر پچاس برس تھی" (حقیقت گلزار عباسی ص ۱۱۸)

نواب معشوق یار جنگ بہادر بی اے علیگ کمشنر حیدر آباد دکن اپنی تالیف

"مقالات محمود" میں لکھتے ہیں "حضرت شاہ دولہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام کبیر الدین گجراتی تھا اور سید تھے آپ بغداد سے تشریف لاتے تھے اور جناب بڑے پیر صاحب سے پوچھا کہ آب حیات کہاں ہے آپ نے فرمایا میرے اس ایک چلو پانی میں پانچ سو برس کی عمر ہے حضرت شاہ دولہ صاحب نے لپک کر پانی پی لیا اور قریباً چھ سو برس کی عمر پائی۔ (مقالات محمود ص ۲۶۹ از نواب معشوق یار جنگ) یہ بھی غوث پاک کی کرامت ہی ہے کہ ایک چلو بھر پانی سے چھ سو برس عمر عطا کروادی ادھر منکر حق ملاں کے چلو سے تنومند صحت مند شخص پانی لے تو اس سے بد اثرات سے مرض الموت میں مبتلا ہو جاتے۔

مفسر تفسیر افضلیہ مولانا میاں رکن الدین صاحب اپنی دوسری تالیف مناقب غوث الاعظم پشتو منظوم میں بارہ سال غرق شدہ بیڑی کے متعلق جو فریاد اس بوڑھی عورت نے غوث اعظم کے سامنے کی اور غوث اعظم نے دعا کی اور وہ دعا قبول ہوئی اور تمام برات صحیح سالم اس کشتی سے نکلی اسے نظم میں لکھا۔

چہ وادہ م د فرزند ہ
ھم دا یوم جگر بندو
پہ وادہ دعوی روانہ
پہ ھوس تلمہ خندانہ
پہ سرود او پہ سر ناؤ و
ڈیر سہری روان پہ وراوو
چہ کشتی پہ منځ د د دریاب شوہ۔

دالہ خلق سرہ غرقاب شوہ

بوڑھی عورت نے کہا کہ میرے فرزند کی شادی تھی اور یہ میرا ایک ہی لڑکا تھا اس کی برات میں ہم جا رہے تھے سرود اور ساز کے ساتھ جب کشتی دریا کے وسط میں پہنچی تو تمام لوگ بمعہ کشتی ڈوب گئے پھر جب غوث پاک نے دعا کی تو وہ دوبارہ زندہ اس کشتی سے نکلے یہی کیفیت پھر بیان کرتے ہیں

پہ دریاب کبنی شور و شر تئو
د کشتی پہ حادثے غرغر شو
د کشتی خلق شہ بدر تول
تازہ حالہ سندر بول
حئغہ شان حشمت شوکت وہ
حئغہ شان و شوکت دولت وہ
خلقہ پکبنی دلشادہ وہ
وہ مرگ دَ قید آزادہ
پہ دب دب او پہ طن طن وو
تمام وابہ خوشحال تن وو

ترجمہ۔ دریا میں شور برپا ہوا اور کشتی میں تمام لوگ نغمے گاتے ہوئے نمودار ہوتے تمام لوگ خوش تھے اور موت کی قید سے آزاد تھے اور طن طن او دب دب کے ساز کو بجاتے ہوئے نکلے، آگے فرماتے ہیں

مومنان زیات اعتقاد شو

کافران پہ اسلام بناد شو
کافران چہ اکثر وونہ
پہ اسلام منور شو ونہ

(مناقب غوث الاعظم ص ۲۳۷)

ترجمہ:۔ مومنوں نے جب یہ کرامت دیکھی تو ان کا عقیدہ غوث پاک کے متعلق اور زیادہ مضبوط ہوا اور متعدد کافروں نے اسلام قبول کیا۔

محمد اورنگ زیب اعوان قادری ایم اے، ایل ایل بی راولپنڈی کا ایک مضمون "اقلیم ولایت کے تاجدار شیخ عبدالقادر جیلانی" ماہنامہ خبرنامہ خلافت (مارچ ۱۹۹۵ء) میں شائع ہوا ہے اس میں صاحب مضمون ایک جگہ یوں تحریر کرتے ہیں "چوروں کو ولی کرنے کے علاوہ بارہ برس کے ڈوبے بیڑے کو بھی ترانے کا سہرا حضور غوث الاعظم کے سر ہے سرتاج الاولیاء کی یہ کرامت بھی ایمان تازہ کرنے والی ہے آپ ایک مرتبہ دریا کے کنارے جا رہے تھے کہ متلاطم موجوں کو دیکھ کر فطرت کے حسن میں محو نظارہ ہو گئے قریب ہی کچھ عورتیں پانی بھرنے آئیں اور سب اپنے برتن بھر کر چلی گئیں مگر ایک بڑھیا وہاں آہ و بکا کرتی رہی تاجدار بغداد نے وجہ دریافت کی اور پیغام بھیجا کہ دامن صبر نہ چھوڑیں اللہ پاک کے فضل و کرم سے سب کچھ مل جائے گا عورت آہ و فریاد کرتی رہی اور آپ دربار خداوندی میں ملتمس ہوتے جب تاخیر ہوئی تو آپ نے وجہ تاخیر پوچھی پھر التجا کی مگر دیر تک جواب نہ آیا آفتاب بغداد حیرت سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے ہیں تو حکم ہوتا ہے کہ میں چاہوں تو کن سے فیکون ہو سکتا ہے مگر میرے کام مصلحت سے خالی نہیں نے چھ دنوں میں زمین و

آسمان بناتے بارہ برس قبل غرق ہونے والوں کو دریائی مخلوق کھا گئی ہے اب انہیں
از سرِ نو زندہ کر رہا ہوں کچھ دیر بعد وہی کشتی نمودار ہوئی اور تمام صحیح و سالم پائے گئے
قطب ربانی کی یہ کرامت دیکھ کر کئی مشرکین مشرف بہ اسلام ہوئے (خبرنامہ خلافت
ص ۸ اشاعت مارچ ۱۹۹۵ء۔ جمعیت حنفیہ قادریہ محمودیہ لاہور)
مولانا محمد شریف نقشبندی نے کرامات غوث الاعظم میں بارہ برس کے بعد ڈوبے
ہوئے بیڑے کا سلامت نکلنا کا عنوان لکھا ہے اور اس کے تحت لکھتے ہیں
"حضرت محبوب سبحانی قطب یزدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی ایک دن
سیر کے لئے دریا کی طرف تشریف لے گئے آپ نے دیکھا کہ دریا پر چند عورتیں
پانی لینے کے لئے آئیں تمام عورتیں اپنے اپنے گھڑے بھر کر لے گئیں ایک ضعیف
عمر عورت جس کی عمر نوے سال کے قریب تھی نے اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے
کنارے بیٹھ کر زار و قطار رونا شروع کر دیا جب اس ضعیفہ کے رونے کی آواز
محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی کے کان مبارک میں پہنچی تو فرمایا کہ کسی ظالم نے
اس پر بہت ظلم کیا ہے اس لئے زار و قطار رو رہی ہے خدا جانے یہ کسی مصیبت میں
مبتلا ہے آپ کے ایک خادم نے عرض کیا حضور والا میں اس کے حالات سے اچھی طرح
واقف ہوں کہ یہ اس طرح آہ وزاری کیوں کرتی ہے خادم نے کہا اس ضعیفہ کا ایک
اکلوتا بیٹا تھا جو بہت خوبصورت تھا بڑھیا نے اس کی شادی کی بڑی دھوم دھام اور
شان و شوکت سے تیاری کر کے بارات لے کر لڑکی والوں کے گھر گئی دولہا نکاح کر کے
دلہن کو واپس اپنے گھر لا رہا تھا کہ اس دریا پر کشتی کے اوپر سوار ہوا کہ کشتی الٹ گئی اور
تمام باراتی دریا میں ڈوب گئے اب اس واقعہ کو بارہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے یہ ضعیفہ

آج تک اسی رنج و غم میں گرفتار ہے"

آگے لکھتے ہیں کہ اسی گرداب سے وہ کشتی مع اسباب دولہا اور دلہن بخیر و عافیت سلامتی کے ساتھ دریا سے نکل آئے (کرامات غوث الاعظم ص ۱۲۴)

پیر طریقت عالم حقیقت سید محمود شاہ محدث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کتنے چور بھی آپ نے رب کے ولی
بارہ سال کی ڈوبی ناؤ تری
قدرت کی کمال فراوانی
یا غوث الاعظم جیلانی

(مدلل منقبت حضرت ص ۳ حضرت سیدنا غوث الاعظم)

اس شعر کے متعلق خود تحریر کرتے ہیں " آپ کی یہ عظیم کرامت آپ کے عہد سے آج تک مسلسل تواتر کے ساتھ جمیع سلاسل کے علماء و اولیاء صالحین اتقیا ثقات سے تلقی بالقبول سے مروی ہے" (کتاب مذکور ص ۱۰)

بارہ برس بعد کشتی کا دریا سے صحیح حالت میں نکلنا یہ خرق عادت سے ہے اور خرق عادت کا معنی ہے خلافت عادت اگر خلاف عادت نہ ہو تو پھر وہ کرامت نہیں ہو سکتی اور جو کرامت عقل سے جس قدر زیادہ خلاف ہو وہ اسی قدر زیادہ قوی مانی جاتی ہے تو بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی کشتی کا نکلنا عقل سے زیادہ دور ہے اس لئے یہ کرامت بھی بہت زیادہ قوی مانی جاتی ہے۔ اس کرامت کے علاوہ اور بہت سی کرامات کا ذکر ہے جو اکابرین ملت اسلامیہ نے اپنی تالیفات میں نقل کی ہیں ان میں سے چند درج کی جاتی ہیں۔ (ص ۱۳۶ لکھنا چاہیے)

کوہ قاف کے اکابر اولیاء دربار غوثیہ میں

حضرت شیخ ابوالغنائم رحمتہ اللہ علی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میں سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا تو دیکھا چار اجنبی شخص آپ کی خدمت مبارکہ میں موجود ہیں میں کھڑا رہا جب وہ حضرات اٹھ کر چلے تو آپ نے مجھ سے فرمایا جاوان سے اپنے لئے دعا کراؤ چنانچہ میں نے دروازہ پر آکر انہیں روکا اور طالب دعا ہوا انہوں نے فرمایا تم ہم سے دعا کے طالب ہو حالانکہ تم ایسے شخص کی خدمت میں رہتے ہو جن کی دعا کی برکت سے خدائے قدیر زمین کو قائم رکھتا ہے اور تمام خلق پر رحم فرماتا ہے ہم بھی آپ ہی کے سایہ کرام میں پلتے ہیں اور آپ ہی کے آستانہ عالیہ کی تابعداری کی بدولت ہمیں یہ شرف حاصل ہوا اتنا فرمانے کے بعد وہ حضرات تشریف لے گئے میں نے واپس آکر آپ سے پوچھا کہ یہ حضرات کون تھے فرمایا وہ کوہ قاف کے اکابر اولیاء میں سے ہیں دروازہ سے نکلتے ہی وہ اپنی جگہ پر پہنچ گئے (سیرت غوث اعظم ص ۴۴)

حضرت علامہ شریف احمد شرافت احمد شرافت نوشاھی التواریخ میں لکھتے ہیں

"احیائے اموات غریق دریا"

ایک روز آپ تفریحاً دریائے دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں دریا پر آئیں اور پانی لے کر چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ نے اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے پر رکھ دیا اور منہ چھپا کے زار و قطار رونے لگی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ عرصہ بارہ سال رکا ہوا ہے کہ اس کا بیٹا اپنی دلہن کو لئے ہوتے گھر

آرہا تھا کہ مع دلہن اور براتیوں کے دریا میں ڈوب گیا اس وقت سے اس ضعیفہ کا معمول ہے کہ ہر روز دریا پہ آتی ہے اور زار زار روتی ہے یہ سن کر آپ کا دریا رحمت جوش میں آیا اور ضعیفہ کو کہلا بھیجا کہ تو تسکین رکھ تیرا بیٹا بمعہ بہو اور براتیوں کے ابھی آیا چاہتا ہے اور خود دعا میں مشغول ہوئے تھوڑی دیر گزر گئی اور دعا کا اثر ظاہر نہ ہوا تب آپ نے بناز معشوقانہ درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ یا اللہ العالمین عبدالقادر کے کام میں اس قدر دیر کیوں ہوئی دفعتہ دریائے دجلہ موجزن ہوا اور اس میں جوش و خروش پیدا ہوا اور کشتی ضعیفہ کے بیٹے کی معہ دلہن اور براتیوں کے پانی کے اوپر آگئی اور آناً فاناً کنارے آلگی یہ دیکھ کر ضعیفہ فرط مسرت سے بے ہوش ہو گئی" آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں "فقیر شرافتؒ عفی عنہ کہتا ہے کہ بعض مخالفین اس کرامت پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بارہ سال کے مردے زندہ ہو گئے اس کے متعلق منقول ہے کہ ایک مرتبہ صاحبزادہ خواجہ محمد امین صاحبؒ نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ شمس الدین چشتی نظامی سیالویؒ سے پوچھا کہ یہ بات جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت غوث الاعظم نے بارہ سال کی غرق شدہ کشتی کو بمعہ مسافروں کے صحیح سالم نکال لیا یہ ممکنات سے ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ بارہ سال کا عرصہ زیادہ ہوتا ہے یا سو سال کا کیا تم نے قرآن مجید میں حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ نہیں پڑھا کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو سو سال کے بعد زندہ کیا صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے مگر کشتی والا معاملہ حضرت پیر دستگیر سے منسوب ہے

حضرت خواجہ سیالویؒ نے فرمایا کہ حضرت پیر صاحب منزل بقاباللہ تھے جو بزرگ اس

مقام تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں وہ اوصاف الٰہی سے متصف ہو جاتے ہیں صورت بشری کا ایک پردہ درمیان رہ جاتا ہے ورنہ ہر ایک فعل جو ان سے سرزد ہوتا ہے۔ اس میں وہ اختیار ربانی سے مختار ہوتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال) (شریف التواریخ ج ۱ ص ۸۷۴) ذکر حبیب حصہ سوم میں یہ لکھا ہے ایسا ہی بارہ سالہ ڈوبی کشتی کے ترانے کی کرامت مسالک السالکین جلد اول بحوالہ خلاصتہ القادریہ، تحفتہ الابرار بحوالہ تحفتہ القادریہ، تذکرہ اولیاء ہند جلد سوم بحوالہ حقیقتہ الحقائق، تحائف قدسیہ، کنز الرحمت، گلزار معرفت براویت غلام محی الدین قصوری غرض یہ کہ یہ کرامت مشہور و متواتر ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "ہمعات" میں اس نقطہ کی وضاحت یوں کی ہے کہ "حضرت غوث الاعظم کی اصل نسبت، نسبت اولیہ ہے جس میں نسبت سکینہ کی برکات ان معانی میں شامل ہوتی ہیں کہ شخص مذکورہ ذات الٰہی کے ذال کے نقطے کی طرح شخص اکبر ہیں ارواح کاملہ ملاء اعلیٰ کی محبت میں خود محبوب بن جاتا ہے اس مقام محبوبیت کی وجہ سے اس کے ارادہ و توجہ کے بغیر تجلیات الٰہی سے وہ تجلی اس پر ظاہر ہوتی ہے جو ابداع، خلق، تدبر اور تدلی کا خلاصہ ہوتی ہے اس تجلی کی وجہ ایسی انسیت اور برکات کا ظہور ہونے لگتا ہے جن کی کوئی انتہاء نہیں اس انسیت کے نتیجے میں امور کائنات خود بخود ظہور پذیر ہونا شروع ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے غوث الاعظم نے کلمات فخریہ فرمائے (قصیدہ غوثیہ و روحی وغیرہ) اور ان سے تسخیر عالم کا ظہور ہوا۔"

مندرجہ بالا وضاحت کی تائید اس حدیث نبوی قدسی سے ہوتی ہے جس کا متن یہ ہے

کہ خالق کائنات فرماتا ہے کہ تیرا بندہ جب کثرت نوافل سے میرے قریب سے فیض یاب ہوجاتا ہے ایسا قرب کہ وہ اپنی ذات کو میری ذات میں فنا کر دیتا ہے تو پھر میں اس کی بصارت و بصیرت سماعت و گویائی اور ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں گویا بندہ خدا ذات و صفات خداوندی کا مظہر بن جاتا ہے اور بعد میں وصال قبر میں بھی اس کے روحانی تصرفات کا آغاز کہیں زیادہ ہوجاتا ہے۔

موجودہ سائنسی دور کی زبان میں اس کیفیت روحانی کو میٹا فزکس (METAPHYSICS) یعنی مابعد الطبعیات کا نام دیا جاسکتا ہے اور انشاء اللہ اکیسویں صدی میں اس کے حقیقی معانی افراد کائنات پر آشکار ہوں گے ابھی تک ایک عام انسان بالخصوص اہل کفر و نفاق کی ذہنی سطح نورانی و روحانی بلوغت کے اس مقام پر تک نہیں پہنچ پائی کہ وہ فقراء اسلام انبیاء و اولیاء کرام کے روحانی و نورانی تصرفات و احاطہ کا کماحقہ ادراک حاصل کر سکے بغیر ادراک کے ایمان لانے کے لئے بلند ہمتی و فراست مومنانہ کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مومن اولین فت ہی یہ بتائی گئی ہے کہ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ۔

سلطان الفقراء حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ حالت مراقبہ میں روحانی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں "مراقبہ سے ساتوں اعضاء سر سے پاؤں تک تمام جسم نور کے مشاہدہ میں غرق ہوجاتا ہے اور طالب نفس شیطان پر غالب و قادر ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تلک انبیاء کرام و اولیاء عظام تمام مجالس والوں سے ملاقات نہ کرلے مراقبہ سے باہر نہیں آتا۔ ظاہر میں لوگوں کی نظروں میں وہ وقت یک لحظہ چند منٹ ہی ہوتے ہیں لیکن باطن میں وہ ستر برس کے مساوی ہوتا ہے اس نوع کے مراقب کے وجود کے ہر عضو سے ستر

پر انوار نورانی ورتیں ذکر خداوندی کرتی ہوئی ظاہر ہوتی ہیں۔ جب صاحب مراقبہ مراقبہ چھوڑتا ہے تو وہ صورتیں پھر اپنے اصلی مقام پر چلی جاتی ہیں صاحب عرفان لوگ یہ جانتے ہیں کہ یہ شخص مراقبہ کررہا ہے اور بے عرفان لوگ اس کی اس حالت سے بے خبر رہتے ہیں یہ مراقبہ تصور اسم ذات اللہ کے ھو سے حاصل ہوتا ہے۔ جس کو یہ ذکر و فکر و عرفان حق حاصل نہیں وہ دنیا مردار کا متلاشی و کلاب ہے جیسا کہ زمان نبوی ہے دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں ایسے شخص کا دل شیطانی خطرات سے سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ قرب حق سے محروم ہوجاتا ہے۔

وقت کے سو فقہا حیران

معتبر روایت ہے کہ جب سرکار غوث اعظمؓ کے وعظ وارشاد کی شہرت عام ہوئی تو دور دور سے علم و معرفت کے شیدائی پروانہ وار آپ کی مجلس میں شریک ہونے لگے حتیٰ کہ وقت کے دوسرے مشہور و معروف واعظین کے وعظ و تقریر کی جانب سے لوگ بے اعتنائی برتنے لگے جس سے اکثر واعظوں کو اس کا بےحد ملال ہوا چنانچہ وقت کے سو فقہا جو علم فقہ میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے اس بات پر متفق ہوتے کہ علوم مختلفہ سے سخت سے سخت سو مسائل چن لئے جائیں اور ہر شخص ایک ایک مسئلہ بھرے مجمع میں آپ سے پوچھے چنانچہ انہوں نے ایک محفل غوثیہ میں آکر ایسا ہی کرنا چاہا کرنا مگر آپ نے پہلے ہی ہر ایک فقیہ کا سوال بھی بتایا اور ان سوالوں کے کئی جوابات بھی بیان کئے جو ان فقہاء کے خواب و خیال میں بھی نہ تھے (سیرت مذکورہ ص ۲۳۹)

مردہ زندہ ہوا

اسرار الطالبین میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت غوث اعظم ایک محلہ سے گزرے اور آپ کی نظر ایک عیسائی اور ایک مسلمان پر پڑی جو کسی بات پر جھگڑ رہے تھے آپ نے جھگڑے کا سبب دریافت کیا مسلمان نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے تمہارے نبی نے کتنے زندہ کئے لہذا عیسیٰؑ افضل ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر میں مردے کو زندہ کروں تو تم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اس نے کہا کہ ہاں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک پرانی قبر دکھاؤ تاکہ اس کا مردہ زندہ کیا جائے اور تمہارے ہمارے نبی کی فضیلت معلوم ہو جائے اس نے آپ کو ایک پرانی قبر دکھائی آپ نے پوچھا کہ تمہارے نبی اس وقت کیا کہتے اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے قُمْ بِاِذْنِ اللهِ آپ نے صاحب قبر کو مخاطب ہو کر کہا قُمْ بِاِذْنِیْ پس قبر پھٹ گئی اور مردہ گاتا ہوا قبر سے نکل آیا عیسائی آپ کی یہ کرامت دیکھ کر مسلمان ہوا۔ (اسرار الطالبین، تفریح الخاطر)

ستر گھروں میں غوث پاک کا یک وقت حاضر ہونا

ایک دفعہ رمضان شریف میں ستر عقیدت مندوں نے فرداً فرداً روزہ افطار کرنے کی غوث پاک کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی آپ نے ایک ہی وقت میں ان ستر عقیدت مندوں اور خود اپنے گھر میں بھی روزہ افطار کیا دوسرے روز ہر عقیدت مند نے حضور غوث پاکؓ کی اپنی گھر میں تشریف آوری اور افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر سارے بغداد میں پھیل گئی حضورؓ کے ایک خادم کو دل

میں خیال آیا کہ غوث پاک نے اپنی ہی دولت خانہ پر روزہ افطار کیا تھا پھر یہ لوگ آپ کی بیک وقت افطاری کا تذکرہ کیسے کرتے ہیں۔ ہر دعوت دینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ کسی دوسرے عقیدت مند نے اسی وقت دعوت دی ہے خادم نے واقعہ ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے قول میں سچے ہیں ان تمام کے ساتھ میں نے افطاری کی ہے (تفریح الخاطر ص ۳۸)

بارش کا تھم جانا اور آب دجلہ کا ہٹ جانا

شیخ عمر کیانی اور بزار وعدی بن ماذو وغیرہم نے ذکر کیا کہ ایک دفعہ بارش شروع ہوئی سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وعظ فرمارہے تھے اہل مجلس میں سے بعض لوگ تتر بتر ہو گئے آپ نے اپنا سر مبارک آسمان سے اٹھا کر کہا کہ میں تو جمع کرتا ہوں اور تو پراگندہ کرتا ہے تو مجلس پر بارش بند ہو گئی اور مدرسہ کے باہر بدستور ہوتی رہی اس طرح ایک سال دریائے دجلہ طغیانی پر آیا اور بغداد غرق ہونے لگا لوگ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فریاد کرنے آتے آپ نے عصا لیا اور دریا کے کنارے آتے اور پانی کی حد کے پاس عصا گاڑ کر فرمایا۔ یہاں تک رہ تو پانی اسی وقت اتر گیا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۷۵)

مرغی زندہ ہو گئی

بہجۃ الاسرار، مدارج النبوۃ وفتاوی حدیثیہ، کلام المبین وغیرہ میں مستند طور پر یہ روایت ثابت ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے فرزند کو حضور سیدنا غوث اعظم کا معتقد

پا کر آپ کے سپرد کیا تاکہ اسے تصوف کی تعلیم باطن فرمادیں آپ نے اسے ریاضت پر لگایا ایک مدت کے بعد جو وہ اپنے بچے کو دیکھنے آئی تو دیکھا کہ وہ جو کی روٹی کھا رہا ہے پھر وہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں گئی تو دیکھا کہ سالم مرغی کی ہڈیاں برتن میں موجود ہیں جو آپ نے تناول فرمائی تھی بولی اے میرے سردار آپ تو مرغی اور میرا بچہ جو کی روٹی کھا رہا ہے آپ نے ان ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ اس اللہ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمانے والا ہے معاوہ مرغی زندہ ہو کر اٹھ کر بولنے لگی تب آپ نے فرمایا جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے تو جو مرضی ہو کھائے۔

آپ کے جسم پر مکھی کا نہ بیٹھنا۔ محمد بن خضر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں تیرہ سال تک حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ نہ تو آپ کا اینٹھ نکلا اور نہ بلغم اور نہ کبھی آپ کے جسم پر مکھی بیٹھی۔

معلم کائنات کی زیارت:۔ حافظ ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے الحاوی للفتاویٰ میں اور کئی دوسرے محدثین اور مفسرین اور عارفین نے بیان کیا ہے کہ جس وقت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ارشاد و وعظ کا وقت آیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لا کر فرمایا اے میرے بچے تم وعظ کیوں نہیں کہتے آپ نے فرمایا کہ میں ایک عجمی شخص ہوں بغداد کے فصحاء بلغاء کے سامنے کیا

وعظ کروں حضور انور صلی اللہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ افتح فاک کہ منہ کھول دو آپ نے منہ کھولا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات بوند لعاب مبارک کے غوث پاک کے منہ میں ڈال دیئے پھر ظہر کی نماز ہوئی تو آپ منبر پر بیٹھ گئے معاً دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لاتے اور وہی الفاظ فرماتے جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرماتے تھے تو آپ نے وہی جواب دیا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ بچہ افتح فاک منہ کھول دو آپ نے منہ کھول دیا تو آپ نے چھ بوند لعاب کے آپ کے منہ میں ڈال دیئے آپ نے عرض کیا کہ آپ نے سات بوند لعاب کیوں پورا نہ کیا آپ نے فرمایا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب سے پھر کیا تھا کہ آپ کے دل میں ایک بحر ذخار نے جوش مارا اور آپ نے وہ در معارف کو زبان درفشان سے نچھاور فرمائے کہ علماء ظاہر دنگ رہ گئے اور اولیاء زمان جو حاضر خدمت ہوتے تھے وہ اپنے اپنے داموں کو ان موتیوں سے بھر بھر کر لے جاتے اس سے یہ معلوم ہوا کہ ارشاد حق کے لیے بھی کسی صاحب حق کی اجازت ہونی ضروری ہے چونکہ تصوف کا معاملہ شریعت کے پہلو سے ہے اور باطنی علوم کو وہ جانتے ہیں جو باب مدینتہ العلم کے واسطہ سے مدینہ العلم تک پہنچے ہوں جس کو یہ بصیرت حاصل نہ ہو وہ باطنی علوم سے محروم رہ کر کبھی بھی ہدایت نہیں پا سکتا اور خواہ مخواہ باطنی علوم سے انکار ہی کرے گا خواہ کتنے ہی حوض علمیہ میں غوطے لگا لے جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ پر ظاہر بین کور باطن ملاؤں سے انکار کیا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کامل وار وہی ہو گا جو دونوں علوم سے بھرپور ہو اور جو ظاہر علم جانتا

ہو اور باطنی سے ناواقف ہو مگر منکر نہ ہو نیم وارث ہے اور جو منکر علوم مصطفیٰ ہو وہ سب لاوارث ہی رہے گا۔ اور کامل وارث وہی ہے جو دونوں علوم سے واقف ہو۔

آواز کا یکساں پہنچنا

قلائد الجواہر میں ہے کہ آپ کی کرامات میں ایک یہ بھی تھی کہ باوجود اس کے کہ آپ کی مجلس وعظ میں لوگ بکثرت ہوا کرتے تھے لیکن آپ کی آواز دور و نزدیک سب کو یکساں پہنچا کرتی تھی نیز دوران وعظ میں حاضرین کو فضائے جو میں سے حس و حرکت کی آواز سنائی دیا کرتی تھی اور اکثر اوقات اوپر سے کسی کے گرنے کی آواز بھی معلوم ہوا کرتی تھی یہ لوگ رجال الغیب ہوتے تھے۔

سلب جذبات ارادہ

شیخ ابو صالح ویرجان الز کالی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ ابو مدین رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم بغداد جاؤ اور حضرت غوث اعظمؓ کی خدمت میں رہ کر تعلیم فقر حاصل کرو۔ چنانچہ میں شیاخ کے حسب الحکم بغداد آیا جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو سب سے زیادہ مہیب پایا آپ نے مجھے اپنے خلوت خانہ کے دروازہ پر بیس روز تک بٹھلایا اس کے بعد ایک روز آپ نے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ صالح! اس طرف دیکھو، میں نے اس طرف دیکھا تو مجھے قبلہ نظر آیا پھر آپ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا دیکھ رہے ہو میں نے عرض کیا کہ کعبہ شریف پھر آپ نے مغرب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف کیا دیکھا تو مجھے اپنے شیخ

ابو مدین نظر آتے آپ نے فرمایا کیوں کیا دیکھ رہے ہو میں نے عرض کیا کہ اپنے شیخ ابو مدین، پھر آپ نے فرمایا کہ کیوں کہاں جاؤ گے کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف میں نے عرض کہ اپنے شیخ کی طرف پھر آپ نے فرمایا اچھا ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح سے کم تم آتے تھے میں نے عرض کیا جس طرح سے کہ میں آیا تھا فرمایا اچھا ایسا ہی ہوگا پھر آپ نے فرمایا کہ صالح تم فقر کو اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک اس کی سیڑھی پر نہ چڑھ سکو اور اس کی سیڑھی توحید ہے اور توحید کا دارو مدار اس پر ہے کہ تمام آثار حادثہ کو اپنی نظر سے مٹا دو گے میں نے عرض کیا کہ حضرت پھر آپ نے توجہ فرما کر ایسا کر دیجئے آپ نے ایک نظر میری طرف دیکھا تو میرے دل سے میرے تمام جذبات ارادہ اس طرح جدا ہو گئے جس طرح رات دن سے جدا ہوتی ہے (قلائد الجواہر) یہ چند کرامات بطور نمونہ قارئین کرام کے اِزدیاد ایمان کے پیش نظر تحریر کی ہیں امید ہے کہ اس سے قارئین کے دلوں کو سکون اور اطمینان قلب حاصل ہو گا۔

کشف و کرامت کے متعلق معذرت آمیز اور مدافعانہ طرز عمل

مندرجہ بالا عنوان کے تحت محترم سید محمد فاروق القادری ایم اے انتہائی بصیرت افروز انداز میں اپنے علم و عرفان حق اور تحقیق انیق کا خلاصہ درج ذیل مضمون میں قلم بند کرتے ہیں۔ اہل عقل و دانش اور طالبان حق کے لئے من و عن مکمل طور پر درج کیا جاتا ہے۔ فاروق القادری صاحب رقم طراز ہیں کہ "کشف و کرامات کا نام آتے ہی بعض لوگ یوں چونک اٹھتے ہیں کہ جیسے کسی نے بے خبری میں ان کی ہتھیلی پر انگارہ رکھ دیا ہو۔ یہ دراصل ذہنی اور فکری طور پر اس مرعوبیت کا اثر ہے جو انگریز کے دور غلامی میں ہم نے قبول کی۔

انسان کیا ہے؟ اس میں کتنے جہان آباد ہیں؟ اس کی ظاہری و مخفی قوتیں اپنے اندر کس قدر وسعتیں رکھتی ہیں کیا یہ شاہکار قدرت ہڈیوں کے مالے اور گوشت کے لوتھڑے کے سوا کچھ اور بھی ہے یا نہیں؟ یہ وہ سوال ہیں جن کے بارے میں سائنس اس قدر ترقی کر جانے کے باوجود ایک شمہ کی روزن کشائی بھی نہیں کر سکی کیا انسان کی ظاہری و باطنی قوتوں اور اس میں پوشیدہ خزانوں کی ہم اچھی طرح نقاب کشائی کر چکے ہیں کوئی بھی باہوش آدمی ایک لمحے کے لئے یہ بات قبول کرنے کے لئے تیار نہیں پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ایک ایسے امر میں جو تمام مذاہب اور اقوام کا مشترک سرمایہ ہے ہم اتنے ذکی الحس اور مرعوبیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ عین امکان ہے کہ کل کلاں دوسرے کئی مسائل کی طرح ہماری سائنس اور جدید ٹیکنالوجی مشاہداتی طور پر ان

چیزوں کی تصدیق کردے جنہیں ہم کشف و کرامت کا نام دیتے ہیں۔

آخر آج سے دو سو سال پہلے ہزار میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے شخص کو دیکھنا اور اس سے گفتگو کرنا یا ہوا پر اڑنا بھی محیر العقول کرامت ہی تھی نہ مگر آج وہی کرامت سائنس نے حقیقت کے روپ میں ظاہر کر دی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ حیرت انگیز اور محیر العقول دعوے کرنے والے خدا ترس نیک اور متقی انسان عقلی، فکری اور سائنسی اعتبار سے ہم سے کئی سو یا ہزار سال آگے ہیں۔

ہم ان کی باتوں کو دیوانے کا خواب اس لئے کہتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ آج ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی فون اور وائرلیس کو حقیقت اور کرامت یا معجزے پر ناک بھوں چڑھاتے والے حضرات اس بات سے کیوں صرف نظر کر لیتے ہیں کہ یہ چیزیں انسانی دماغ کی ایجاد ہیں اور ممکن ہے کہ بعض دل اور دماغ ایسے ہیں جو ان آلات کی مدد کے بغیر اپنے خصوصی جوہر اور فطری استعداد کی بناء پر ریڈیو ٹیلی ویژن اور وائرلیس کا کام کرتے ہیں آخر اس میں عقلی استحالہ کیا ہے؟

دنیا میں ترقی کے جو مظاہر دیکھنے میں آ رہے ہیں وہ انسانی دماغوں کا نتیجہ ہیں لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کے دماغ گنے چنے اور محدود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ دماغ اپنی پرواز میں ان سے بھی آگے ہوں۔ معجزہ اور کرامت، کے سلسلے میں برصغیر کے مسلمانوں میں جو معذرت خواہانہ طرز عمل پیدا ہوا ہے یہ سرسید تحریک کا نتیجہ ہے غلام قوم نفسیاتی طور پر اپنے آپ کو آقا اور حکم کی ہر معاملے میں وفادار، خیر خواہ اور ہم خیال ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

ہندوستان پر انگریزی تسلط اور مستشرقین کے اعتراضات کو ایک ہی تناظر میں دیکھا

جائے تو اس محکومی کی حالت میں ہمارے کچھ زعمانے اسلامی عقائد روایات اور چودہ سو سال تہذیبی ورثے کی اس طرح مرمت کی کہ اسے مُعطّلہ کر کے رکھ دیا پھر یہی نہیں بلکہ اپنے ان نظریات کو تحریک بنا کر پھیلانے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

سرسید تحریک کے بارے میں معروف شاعر جناب جوش ملیح آبادیؒ نے کتنے پتے کی بات کہی ہے ان کا بیان ہے

"(۱) دراصل علی گڑھ تحریک اٹھائی ہی گئی تھی اس غرض سے کہ مسلمانوں کو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے بے تعلق ثابت کر کے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی جائے کہ مسلمانوں کا دل حب وطن کی سی ذلیل چیز سے قطعی آلودہ نہیں ہے (۲) مسلمانوں کو پیٹ پالنے کی خاطر فقط اس قدر تعلیم دی جائے کہ وہ بابو یا ڈپٹی کلکٹر بن کر بڑا بابو بن سکے (۳) اپنی زبان کو فراموش کر کے انگریزی میں اس قدر غرق ہو جائے کہ وہ انگریزی میں سوچے اور انگریزی میں خواب دیکھے۔ (۴) وہ مغربیت اختیار کر کے مشرق سے اس قدر بیزار ہو جائے کہ اپنی معاشرت، اپنی زبان، اپنے رب، اپنی روایات اپنی ثقافتی وراثت کو ذلیل یہاں تک کہ اپنے باپ دادا کو احمق سمجھنے لگے۔ (۵) اور اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ حکومت برطانیہ کو دوام حاصل ہو جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ زمانہ روزگار کی کار فرمائی کی بدولت اس شر سے خیر اور اس نقصان سے کچھ فائدے کے پہلو بھی نکل آئے لیکن جب آخری حساب کتاب کے میزان کل کی نوبت آئی تو پتہ چلا کہ اس کاروبار میں نفع بہت کم اور گھاٹا زیادہ ہوا اور قلیل سود کا کثیر زیاں اسلامیہ کتنے ہوتے ہے۔

سرسید مکتب فکر کے لوگوں، بالخصوص مولانا شبلی نعمانی نے ان نظریات کو آگے

بڑھایا اور انہوں نے اپنے علمی کام کی ساری بنیاد انہی نظریات پر کھڑی کی مگر لاشعوری طور پر اس سے ہمارے علماء کا بھی ایک طبقہ متاثر ہوا ہے جنہیں ہم جدید معنوں میں قدرے جدت پسند کہہ سکتے ہیں۔

علماء کے طبقے کی مجبوری یہ ہے کہ انگریزی تسلط کے بعد معاشی اور معاشرتی اعتبار سے اسے کوئی حیثیت حاصل نہیں رہی انگریز اسے دشمن نمبرایک سمجھتا رہا تو اس کے جانشین شاہ سے بھی زیادہ شاہ کے وفادار نکلے انہوں نے علماء کا درجہ شودروں سے زیادہ باقی نہیں رہا مگر صد آفرین ہے اس قوم پر کہ اس نے اسلامی علوم کی حفاظت اور مساجد کی آبادی کے ساتھ حریت فکر، تقویٰ طہارت اور خدا ترسی اور للہیت کے جذبات کو ہر دور میں بدستور گلے لگائے رکھا۔ تاہم نفسیاتی طور پر حکمران اور جدید وسائل کے حامل اور معاشی و معاشرتی اعتبار سے برتر طبقے سے متاثر ہونا فطری امر ہے اور یہ طبقہ تو وہی چلا آرہا ہے جو فکری، عملی، اعتقادی اور ظاہری طور پر انگریز بہادر کا جانشین ہے یہ تاثر قبول کرلینے کا نتیجہ ہے کہ ہمارے علماء کا ایک طبقہ معجزات اور کرامات کے بارے میں گریز اور فرار کی پالیسی اختیار کرنے لگا ہے۔

ایک سچے مسلمان کے عقیدے میں اسلام آخری اور مکمل دین ہے۔ اس کی تشریح و تعبیر آنحضورؐ، صحابہ کرام اور سلف صالحین سے ہمارے پاس محفوظ ہے۔ سائنس نے اتنی ترقی کے باوجود ہمارے دین کی کسی بات کو دو دو چار کی طرح غلط ثابت نہیں کیا اور نہ وہ ہمارے عقیدے کے مطابق ایسا کرسکتی ہے اگر کسی دور میں کچھ لوگ اپنے فہم کے مطابق دین کی کئی باتوں کو غیر عقلی یا غلط ثابت کرنے لگیں تو ہمیں ان کی فہم و فراست کی بجائے چودہ سو سالہ اپنائے اسلام کی فہم و فراست پر اعتماد کرنا

چاہئے۔ ہوسکتا ہے ان حضرات کی جو باتیں ہمیں آج انتہائی دلکش، موزوں، سائنٹیفک اور علمی نظر آ رہی ہیں کل وہ بالکل غلط، جاہلانہ اور غیر مہذب قرار پا جائیں۔

دنیا کے بڑے بڑے نظریات کی تاریخ کو آخر آپ سامنے کیوں نہیں رکھ لیتے پھر یہ بھی تو دیکھ لیجئے اگر ہم اپنی تاریخ روایات اور عقائد کو ایک ایک کر کے مُثلہ کرتے جائیں تو ہمارے پاس کیا بچے گا؟ مولانا روم علیہ رحمت نے غالباً اسی صورت حال کے بارے میں ہی مشہور حکایت لکھی ہے

کہ اہل قزوین میں سے ایک شخص اپنے جسم پر شیر کی تصویر گدوانے کے لئے گیا ان کے ہاں یہ رواج عام تھا۔ حجام نے سوئی چبھوئی تو اس نے پوچھا شیر کا کون سا حصہ گود رہے ہو؟ اس نے کہا دم بنا رہا ہوں وہ بولا دم کے بغیر بھی تو شیر ہوتے ہیں دم نہ بناؤ، اس نے دوبارہ سوئی چبھوئی تو پوچھنے لگا کیا بنا رہے ہو؟ حجام نے جواب دیا کان وہ بولا کانوں کے بغیر زیادہ مہیب معلوم ہو گا۔ کان چھوڑ دو حجام نے تیسری مرتبہ سوئی لگائی تو پوچھا اب کیا بناتے ہو حجام بولا شیر کا پیٹ بنا رہا ہوں اس نے کہا کہ اگر شیر بغیر پیٹ کے بن جائے تو کیا حرج ہے؟ حجام نے عاجز آ کر سوئی ایک طرف پھینک دی اور کہا پھر شیر بنانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

الغرض اسی طرح ہمارے عقائد اور تہذیبی ورثہ کا جو حشر ہو گا وہ تو سب کے سامنے ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے متعلق بھی آپ کو اپنی رائے بدلنا پڑے گی۔

یوں تو آپ اس بارے میں اتنے ذکی الحس ہیں کہ اپنے آباؤ اجداد جیسا کسی کو سمجھتے نہیں

ان کی کتابیں اور علم و حکمت کے موتی دیکھ کر آپ کے دل سی پارہ ہونے لگتے ہیں مگر یہاں آکر آپ یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہمارے آباء احمق تھے، بے وقوف تھے جاہل اور کم علم تھے غیر ضروری خوش عقیدگی اور خوش فہمی کا شکار تھے شخصیتوں کے بارے میں انہوں نے انتہائی غلط اور مافوق الانسان تصورات اپنا لئے تھے اور اس پر سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں کتابیں لکھ دی تھیں لیکن ہم عقل مند، مہذب، معقول اور پڑھے لکھے لوگ ہیں اس لئے ان کے ان غیر معقول نظریات کو غلط قرار دے کر ان کی ایسی کتابوں کو دریا برد کر رہے ہیں تو جناب من! یہ بات کوئی انتہائی ناخلف اولاد ہی اپنے آباء کے بارے میں کہہ سکتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

خود مسلمانوں میں یونانی افکار، معتزلہ اور اخوان الصفاء کے نظریات گرد و غبار کی طرح بیٹھ گئے اور انہیں اعتراف کرنا پڑا۔

"اگر یہ بات تم سے کوئی محدث کہہ دیتا تو تم کہتے کہ اس ظاہر پرست اور حدثنا اور اخبرنا میں گم رہنے والے کو علم کلام اور تمام علوم عقلیہ میں علم و نظر کا وہ درجہ حاصل کیا جو متکلمین کا منتہی درجہ ہو سکتا ہے تاہم آخر میں یہی معلوم ہوا کہ یہ راہ (عقلیات پر انحصار) حقیقت تک پہنچنے کے لئے بالکل بند ہے۔" (امام غزالی بحوالہ تذکرۃ مولانا ابوالکلام آزاد ص ۲۲۹)

امام غزالی کے بعد امام رازی کی رائے بھی سن لیجئے "میں نے علم کلام و فلسفہ کے تمام طریقوں کو خوب دیکھا بھالا لیکن آخر میں یہی ثابت ہوا کہ نہ تو یقین کے دکھ کا یہاں علاج ہے اور نہ شک کے اضطراب کے لئے یہاں چین، بہتر و اقرب طریقہ قرآن کا ہے۔"

قرآن مجید میں ایک نہیں، بیسیوں ایسے واقعات ہیں جنہیں کرامت، خرق عادت اور معجزہ کہا جاتا ہے۔ اصحاب کہف کا قصہ، سلیمان علیہ السلام کے دربار میں وَقَالَ الَّذِی عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ کا واقعہ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ والا واقعہ۔ حضرت مریمؑ کا قصہ، انبیائے کرام علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ و دیگر انبیاء کرام کے واقعات شاہد و ناطق ہیں۔

کرامات اور معجزے کے لفظ سے بدکنے والے حضرات ان کی جو تاویلیں کرتے ہیں اور جس طرح توجیہہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کے مرتکب ہوتے ہیں اسے پڑھ کر بیساختہ حضرت اقبالؒ کے یہ شعر یاد آتے ہیں ۔

دین بر صوفی و ملا سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
و لیکن تاویل شاں در حیرت انداخت
خدا و جبریل و مصطفی را

احادیث نبویہ کا نام میں نے جان بوجھ کر نہیں لیا کیونکہ ان سے یہ حضرات اس طرح جان چھڑا لیتے ہیں کہ یہ حجت نہیں تاریخی دفاتر ہیں، یا یہ حدیث خلاف قرآن ہے وغیرہ۔

مرحوم سرسید کے علاوہ ہمیں مولانا اسلم جیراج پوری، علامہ تمنا عمادی اور جناب غلام احمد پرویز کے افکار و نظریات کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ہے بالخصوص پرویز صاحب کی تصانیف اور درس قرآن سے نسبتاً زیادہ استفادے کا موقع ملا ہے مگر افسوس کہ اس بارے میں ہمیں ان کے خیالات مطمئن نہیں کر سکے۔

اس بارے میں پرویز صاحب قرآن مجید کی بالکل نئی تعبیر پیش کرتے ہیں اگرچہ اس کی داغ بیل سرسید ڈال چکے تھے مگر مدلل طریقے پر اسے پیش کرنے کا سہرا پرویز صاحب کے سر ہے ان کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ شخصیات کے بجائے یہ دیکھو کہ میں جو کچھ کہتا ہوں وہ صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو مان لو چاہے ساری دنیا کے علماء فقراء اور بزرگ اس کے مخالف کیوں نہ ہوں اگر وہ غلط ہے تو نہ مانو۔ ایک حد تک بات ٹھیک اور درست ہے مگر اس میں حسین فریب اور بڑا مغالطہ ہے اور وہ یہ کہ چودہ سو سالہ عرصے کے علماء و مفسرین سے پرویز صاحب جو حق سلب کرتے ہیں وہ خود اپنے لئے کیوں جائز ٹھہراتے ہیں؟ اس کے جواب میں وہ یقیناً یہی کہیں گے کہ میں صحیح ہوں اور وہ غلط پہلے تو یہ فیصلہ بھی انتہائی خطرناک اور نازک ہے کہ اس طویل عرصے میں اسلام کو کسی نے صحیح نہیں سمجھا اس کا مقصد یہ ہے کہ اسلام اپنے مشن میں قطعی فیل ہے۔

بالغرض اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ پرویز صاحب کی تعبیر و تشریح درست ہے تو اس کے لئے معقول دلیل آخر کیا ہے؟ یہی نا کہ بظاہر پرویز صاحب کی بات درست ہے تو اس طرح تو اسلام میں جتنے فرقے اور نظریات ہیں وہ سب اپنے آپ کو درست اور صحیح کہتے ہیں اگر کسی فرقے، جماعت یا فرد کو کسی مقام پر مجبور ہو جائے کہ وہ غلط ہے تو شاید ایک لمحے کے لئے بھی اپنا موقف پر رہنا گوارا نہ کرے۔ پھر آخر یہ حقوق چودہ سو برس بعد پیدا ہونے والے ایک شخص کو کس طرح دیئے جاسکتے ہیں کہ وہ اپنی ہر بات کو صحیح، جائز، درست اور معیار حق و صداقت قرار دیتا جائے اور چودہ سو سال کے مفسرین اور علماء کو غلط سمجھ لے اس سے تو پھر حضرت اقبال ہی کا نسخہ اچھا ہے کہ

ز اجتہاد عالمان کم نظر اقتداء بر رفتگاں محفوظ تر

جو شخص ہزاروں لاکھوں علماء و مفسرین سے یہ حق چھین لیتا ہے کہ لوگ قرآن سمجھنے کے لئے ان کی طرف رجوع کریں وہ ان سب سے الگ اپنی راہ اختیار کر کے آخر کس استحقاق کی بنیاد پر لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ قرآن سمجھنا ہے تو مجھ سے سمجھو!

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مشہور کتاب انفاس العارفین کا ترجمہ شروع شروع میں نکلا تو طلوع اسلام میں اس پر طویل تنقیدی تبصرہ کیا گیا تھا اس پر میں نے پرویز صاحب کی خدمت میں عریضہ لکھا تھا کہ ہندوستان کی سرزمین کو جن چند ایک بڑے مسلمانوں پر فخر حاصل ہے ان میں شاہ ولی اللہ دہلوی، مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہم اللہ علیہم علمی اعتبار سے سرفہرست ہیں یہ تینوں حضرات نہ صرف کرامات کے قائل بلکہ عینی شاہد اور کرامات کی کتابوں کے مصنف ہیں ملاحظہ ہوں انفاس العارفین فیوض الحرمین، اخبار الاخیار وغیرہ پھر کیا ارشاد ہے جناب والا کا ان کے بارے میں اس پر انہوں نے مجھے لکھا کہ شخصیات سے میری بحث نہیں میرے نزدیک حجت قرآن مجید ہے (جیسے وہ خود اس کی تشریح سمجھتے ہیں)

میں نے دوبارہ قرآن مجید کے چند ایسے واقعات کی طرف انہیں توجہ دلائی جو شروع سے لے کر آج تک تمام مفسرین کے نزدیک کرامات یا خرق عادات سے متعلق ہیں اور وہ بالکل سیدھی سادھی عبارات میں بیان ہوتے جسے معمولی عربی دان بھی سمجھ سکتا۔ سیے اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ آپ نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں اس پر میں

اپنے طور پر خوش ہوا کہ چلئے اگر میں نہیں سمجھا تو اس میں اکیلا مجرم تو نہیں چودہ سو سالہ تاریخ کے تمام مسلمان علماء اور مفسرین بھی میرے شریک جرم ہیں۔

اس خط میں ان کی خدمت میں گزارش کی گئی تھی کہ آغاز اسلام سے لے کر موجودہ دور تک پورے عالم اسلام میں سے صرف پانچ ایسے انسان بتاتے جنہوں نے دین کو صحیح طور پر سمجھا ہو اور جن کی دین فہمی اور فراست پر ہم آنکھیں بند کر کے اعتبار کر لیں ضروری نہیں کہ یہ پانچ افراد علماء میں سے ہوں ملت اسلامیہ کے کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں۔

مگر اس سوال کا جواب گول کر دیا گیا سو گزارش ہے کہ اس قدر مرعوبیت، احساس کمتری اور آباؤ اجداد پر بے اعتمادی کی آخر ضرورت ہی کیا پیش آ گئی ہے سیدھی اور دو ٹوک بات کہہ دی جاتے کہ سرے سے مذہب کا وجود ہی جدید دنیا میں غیر ضروری اور ناقابل عمل ہے تاکہ معاملہ صاف ہو ورنہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ قرآن مجید میں ایسے واقعات آئیں تو لغت کی کتابوں اور دور دراز تاویلات اور غیر ضروری بحثوں کا سہارا لیا جاتے اور اگر یہی واقعات دوسرے ذرائع سے سامنے آ جاتیں تو انہیں خرافات کا نام دے کر دریا برد کر دینے کا حکم دے دیا جاتے۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمان قوم علماء و مشائخ کے بڑے بڑے القابات سے متاثر ہو جاتی ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر امام غزالی، فخرالدین رازی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی، شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے دین کو صحیح معنوں میں نہیں سمجھا تو پھر قیامت تک سمجھنے والا کوئی پیدا ہو ہی نہیں سکتا پھر یہ ایک ایسا معمہ ہے جو سمجھنے کا ہے سمجھانے کا اور اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہ امام شافعی، حضرت شیخ عبدالقادر

جیلانی، شہاب الدین سہروردی اور خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہم ایسے کروڑوں باخدا انسان اگر اسوہ رسول کی تصویر نہیں تھے تو شاید یہ دھرتی ان سے بہتر انسانوں کا منہ نہ دیکھ سکے۔

اس ساری تمہید کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی عقائد، احکام اور نظام عبادات کو سمجھنے کے لئے ہمیں اپنے چودہ سو سالہ تہذیبی ورثے اور تعامل امت کو پیش نظر رکھنا ہو گا موجودہ حالات کے مطابق قرآن مجید کی تشریح کا مطلب یہ نہ ہونا چاہئے۔

خود تو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

روحانی مدارج اور مقامات کے انکار کے سلسلے میں وہابی علماء نے بھی خاصی سرگرمی دکھائی ہے جس کے اثرات علماء دیوبند پر بھی پڑے ہیں اور وہ قولاً نہیں تو عملاً ان کے ہمنوا بن گئے ہیں وہابی تحریک سرے سے تصوف کے خلاف ہے۔

خیال رہے کہ جہاں ہم تصوف کا لفظ بولتے ہیں اس سے ہماری مراد حقیقی اسلامی تصوف ہے رسوم و رواج یا بدعات کو تصوف کہنا سمجھنا خود بدعت ہے۔ ہمارے نزدیک اگر مشائخ اور صوفیائے کرام کے کارنامے اسلامی تاریخ میں موجود نہ ہوتے تو اسلام محض ایک سیاسی پروگرام بن کر رہ جاتا اور کیا عجب ہے کہ سیاسی اقتدار کے خاتمے پر۔ جگہ سے مسلمانوں کو اسپین کی طرح اپنا بوریا بستر لپیٹنا پڑتا۔

اگر اخلاص اور تزکیہ نفس کے ذریعے لوگوں میں ایمانی حرارت، محبت خدمت خلق اور خدا ترسی کے جذبات نہ پیدا کئے جاتے تو اسلام کب سے اپنی کشش کھو چکا ہوتا ہمیں ان علماء پر حیرت ہے کہ جو صدیوں سے اپنے ہاں بطور عقیدہ مدارس میں کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ پڑھاتے چلے آرہے ہیں مگر تحریک مرعوبیت نے اس پر ان کا یقین

متزلزل کر دیا ہے۔

عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی جو تمام دینی مدارس میں عرصہ دراز سے پڑھائی جاتی ہے کرامت کے بارے میں یہ عقیدہ بیان کرتی ہے

و کرامات الاولیاء حق والولی هو العارف بالله و صفاته حسب ما یکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات و الشهوات و کرامۃ ظهور امر خارق للعادة من قبله والدلیل علی حقیقه الکرامۃ ما تواتر من کثیر من الصحابۃ و من بعدهم .بحیث لا یمکن انکاره خصوصا الا من المشترک وان کانت التفاصیل احاد و ایضا الکتب ناطق بظهورها من مریم و من صاحب سلیمان و بعد ثبوت الوقوع لا حاجت الی اثبات الجواز فتظهر الکرامۃ علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافۃ البعیدة فی المدة القلیلۃ کاتیان صاحب سلیمان وهو اصف بن برخیا علی الاشهر بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بعد المسافۃ و ظهور الطعام و الشراب و اللباس عند الحاجۃ کما فی خق مریم فانه کلما دخل علیها ذکریا المحراب و جد عندها رزقا قال یمریم انی لک هذ قالت هو من عند الله والمشي علی الماء کما نقل عن کثیر من الاولیاء والطیران فی الهوا کیما نقل عن جعفر بن ابی طالب و لقمان السرخی و غیر هما و کلام الجماد و الجماء اما کلام الجماد فکما روی انه کان بین سلیمان و ابی الدرداء قصعۃ فسجت فسمعها تسبیحا و اما کلام العجماء کتکلم الکلب لا صحاب الکهف و کما روی آن النبی صلی الله علیه وسلم

قال بینما رجل بسوق بقرۃ قد حمل علیہا اذا التفت البقرۃ الیہ قالت انی لم اخلق لہذا و انما خلقت للحرس فقال الناس سبحان اللہ تتکلم البقرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امنت بہذا اندفاع المتوجہ من البلاء و کفایت الھم عن الاعداء و غیر ذلک من الاشیاء مثل رویۃ عمر وھو علی المنبر فی المدینۃ جیشۃ بنہاوند حتی قال لامیر جیشہ یا ساریت الجبل الجبل تحذیر الہ من وراء الجبل لمکر العدو ھناک و سماع ساریتہ کلمۃ مع بعد المسافتہ و کشرب خالد اسم من غیر تضرن بہ و کجریان النیل مکتب عمر امثال ھذا اکثر من ان یحصی -

کرامات اولیاء حق ہیں اور ولی وہ ہے جو ذات و صفات الہی کا عارف، امکانی حد تک طاعت الہی کا پابند، گناہوں سے متجنب، شہوات و لذات سے روگرداں ہو اور وہ کرامت اس کی طرف سے کسی خرق عادت واقعے کے ظہور کو کہتے ہیں کرامت کے حق ہونے کی دلیل صحابہ کرام اور ان کے بعد کے بزرگوں سے وہ متواتر واقعات ہیں جن کا انکار ممکن نہیں، خصوصاً ایسے امور جو مشترک پائے جاتے ہیں اگرچہ ان کی تفصیل خبر واحد کے ذریعے پہنچی ہے اور قرآن مجید بھی کرامت کے ظہور پر ناطق و شاہد ہے، جیسے حضرت مریم کا واقعہ اور سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا واقعہ، کرامات کے وقوع کے ثبوت کے بعد ان کے جواز کی بحث بے فائدہ ہے، کرامت ولی سے خرق عادت کے طور پر ظاہر ہوتی ہے جیسے معمولی وقت میں لمبی مسافت طے کر لینا اور اس کی مثال آصف بن برخیا کا دور دراز مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس لانا ہے اور جیسے ضرورت کے وقت طعام، پانی اور لباس منگوا لینا، جیسے

بی بی مریم کہ جب حضرت ذکریا محراب میں ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کے پاس کھانے کی چیزیں دیکھیں تو پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آتیں؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی طرف سے اور جیسے پانی پر چلنا، چنانچہ بے شمار اولیاء سے منقول ہے اور ہوا میں اڑنا جیسے جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخسی کے بارے میں بتایا گیا ہے جیسے بے زبان چیزوں اور بے زبان جانوروں کا بولنا۔ بے جان چیزوں کے بولنے کے متعلق سلمان فارسی اور ابو الدرداء سے روایت ہے کہ ان کے سامنے پیالے سے تسبیح پڑھنے کی آواز آئی اور انہوں نے سنی اور بے زبان جانوروں کے بارے میں وہ روایت ہے کہ ایک شخص بیل پر بار لادے ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گزرا بیل نے سرکار دو عالم کی طرف رخ کر کے کہا میں اس لئے پیدا نہیں ہوا، میں تو کھیتی باڑی کے لئے پیدا ہوا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بیل بول رہا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا اس پر ایمان ہے اور جیسے مصیبتیں ہٹا دینا یا دشمن سے بچا لینا وغیرہ اس کی مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کے منبر پر نہاوند میں اپنے لشکر کو دیکھنا اور امیر لشکر کو اے ساریہ! پہاڑ، پہاڑ پکار کر پہاڑ کے پیچھے سے چھپ کر دشمن کے حملے سے خبردار کرنا ہے اور اسی طرح ساریہ کا اتنی دور سے یہ آواز سن لینا یا حضرت خالد کا بغیر کسی نقصان کے زہر پی لینا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہو جانا، ایسے اتنے واقعات ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ "فقہ الاکبر" اور ملا علی قاری نے اس کی شرح میں کرامات اور معجزات کے وقوع اور جواز پر طویل بحث کی

ہے امام غزالی جن کے علم و فضل کو یورپ والے ہم سے زیادہ مانتے ہیں، لکھتے ہیں:
کنکریوں کا تسبیح پڑھنا، عصا کا سانپ بن جانا، جانوروں کا کلام کرنا اور اس قسم کے جو واقعات منقول ہیں ان کی تین قسمیں ہیں حسی، خیالی اور عقلی (حسی طور پر ان چیزوں کے واقع ہونے کے امکان کے دلائل میں فرماتے ہیں) جو خدا نطفہ سے آدمی اور مادہ سے جاندار پیدا کر سکتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ سنگریزے میں جان ڈال دے اور حیوان کو قوت گویائی دے دے، تمام اجسام متماثل ہیں اس لیے ایک جسم میں جو باتیں پائی جاتی ہیں وہ ہر ایک جسم میں پائی جا سکتی ہیں گو بالفعل نہ پائی جائیں، آفتاب ایک مدت میں ایک چیز کو گرم کر سکتا ہے آگ فوراً کر سکتی ہے اس لیے یہ ممکن ہے کہ جو امور بتدریج وقوع میں آتے ہیں پیغمبر کی تاثیر سے فوراً وقوع میں آئیں (اس پر طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں) تینوں اقسام حسی، خیالی اور عقلی پر ایمان لانا واجب ہے۔

اگر کسی زمانے میں علماء، فضلاء اور اسلامی مفکرین ان باتوں کے قائل اور قرآن و سنت میں ان کے واضح سنت موجود ہونے کے حق میں تھے اور آج ہماری بصیرت علمی ترقی یا مشاہداتی بصارت ان کا انکار کرتی ہے تو ہمیں مکھی پر مکھی مارنے کی بجائے اس عقیدے کو اپنی عقائد کی کتابوں سے خارج کر دینا چاہیے۔

اچھے اچھے پڑھے لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ کرامت یا معجزے کا نام آتے ہی بات کو نا معقولیت کی سند عطا کر دیتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں آج تک یہ بات نہیں آسکی ہے کہ ایک ان دیکھی ہستی خدا کو تمام اختیارات کا مالک اور ہر چیز کا خالق تسلیم کر لینے کے بعد آخر اس کی قدرت اور اختیار کے کسی شخص سے معمولی اظہار کے

انکار کا جواز ہی کیا باقی رہ جاتا ہے میرے ناقص خیال میں کرامت اور معجزہ وغیرہ کی نسبت ذات خداوندی کا عقلی طور پر ثبوت کہیں زیادہ مشکل ہے اس کے تسلیم کر لینے کے بعد ہمارے پاس وہ بنیاد فراہم ہو جاتی ہے جس پر ہم ساری عمارت تعمیر کر سکتے ہیں۔

کرامت اور معجزہ وغیرہ نسبتاً چھوٹی چیزوں کے مقابلے میں بدرجہا مشکل اور عقل انسانی سے ماوریٰ ہستی کا تو ہم اقرار کرتے ہیں مگر یہاں پر ہمیں لادین قوموں اور ملحد مستشرقین سے آنکھ ملانے کا مسئلہ یاد آجاتا ہے اور ہم اپنے طور پر سوچنے لگتے ہیں کہ کیا کہیں گے یہ مہذب (ہمارے خیال میں) لوگ کہ ہم ایسی غیر عقلی ان دیکھی اور محیرالعقول باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

آخر اس وقت ہمیں یہ خیال کیوں نہیں آتا کہ یہ ساری باتیں اس ذات خداوندی کے لئے انتہائی معمولی اور حقیر ہیں جس کے قبضہ، قدرت، اختیار اور صفت خالقیت کی لامتناہیوں کو ہم پہلے سے تسلیم کرتے ہیں ہمارا عقیدہ تو بقول مولانا رومؒ یہ ہے

نے کہ ہر دم نغمہ آرائی کند
فی الحقیقت از دم نائی کند

ہمیں یہ بات تسلیم ہے کہ جاہل معتقدین اور قصہ گو حضرات نے بزرگان دین اور مشائخ کی طرف بعض ایسی حکایات منسوب کر رکھی ہیں جن سے کتاب و سنت کی بنیادیں منہدم ہو جاتی ہیں اور جو ہمارے بنیادی عقائد کے خلاف ہیں مگر خیال رہے کہ یہ سب کچھ زیب داستاں کے لئے کیا گیا ہے اس کی وجہ سے ہم حقائق کا انکار نہیں کر سکتے۔

اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے ہمارے پاس محدثین کا وہ آب زر سے لکھنے

والا فارمولا موجود ہے جسے نام نہاد محققین ایجاد بندہ سمجھ کر احادیث پر طبع آزمائی شروع کر دیتے ہیں اور وہ یہ کہ ہر وہ حدیث جو قرآن کے خلاف ہو نامقبول ہے ہم ان الفاظ میں ذرا وسعت کر لیتے ہیں کہ ہر وہ نظریہ فکر اور واقعہ جو خلاف قرآن ہے غلط، مردود اور فرضی ہے۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ ایک حدیث امام بخاری، امام مسلم، تمام شارحین حدیث اور علمائے امت کو قرآن کے خلاف نظر نہیں آتی مگر ٹھیک وہی حدیث سرسید، مولانا جیراج پوری اور جناب غلام احمد پرویز کی نگاہ میں سراسر قرآن کے خلاف ہے تو اس کا فیصلہ کون کرے؟

سو اس کا فیصلہ بھی آسان ہے جس شخص کو بخاری مسلم اور ان جیسے لاکھوں فضلاء، علماء کے تفقہ، مہارت، دیانت اور تقوی پر اعتماد ہے وہ ان کی بات مانے اور جو شخص سرسید احمد خان اور جناب پرویز کی علمی پرواز، قرآن فہمی، تقوی، دیانت اور مہارت کو بخاری و مسلم سے زیادہ فائق سمجھتا ہے وہ ان کی بات کو ترجیح دے اور عملاً یہی کچھ ہو رہا ہے۔

پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

یہ شخصیت پرستی نہیں بلکہ فطری طوائف الملوکی، ذہنی انتشار و آزادی افکار کی ابلیسانہ ایجاد کا علاج ہے ہر وہ شخص جو انگریزی اور اردو کے ذریعے قرآن کو سمجھتا ہے یا جس نے عربی زبان و ادب اور قرآن و حدیث میں گہری پختگی پیدا نہیں کی اپنے طور پر فیصلہ کرنے بیٹھ جاتے تو غالباً کوئی ایسا مسئلہ نہیں نکلے گا جسے بعض افکار و نظریات غلط نہ ٹھہراتے ہوں پھر سارے معاملہ کا اللہ حافظ ہے۔

اس مرعوبیت کے نتیجے میں ہم نے دین اور اس کے عقائد و نظریات کے بارے میں جو مدافعانہ اور معذرت آمیز رویہ اختیار کر رکھا ہے اور جس طرح ہم عملی طور پر خود دین سے فرار اور گریز کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں اس کے متعلق حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت خوبصورت تجزیہ کیا ہے آپ کا بیان ہے!

ہمارے زمانے میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوتے ہیں جن کا خیال ہے کہ ان کا دل و دماغ عام آدمیوں سے بلند ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے سقراط و بقراط، افلاطون اور ارسطو کے پر ہیبت قصے سنے اور ان کے معتقدین کی ان کی تعریفوں پر مبالغہ آرائیاں اور قصیدہ خوانیاں سنیں انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان حکماء نے ریاضیات، منطقیات طبعیات اور الہیات میں کافی جدت طرازیاں کی ہیں اور اپنے دور میں عقلی و فکری طور پر کوئی شخص ان کا ہمسر نہ تھا اس فکری و ذہنی بلندی کے ساتھ وہ مذاہب اور ان کی تفصیلات کے منکر تھے ان کے خیال میں مذاہب کے اصول اور بنیادیں فرضی اور مصنوعی ہیں بس اس پر ان کی تقلید میں ان حضرات نے بھی مذہب کے انکار کو اپنا شعار بنا لیا اور تعلیم یافتہ اور روشن خیال کہلانے کے شوق میں مذہب کا انکار کرنے لگے تاکہ عام لوگ انہیں سطح سے بلند سمجھیں اور وہ مفکرین اور دانشوروں میں اپنا شمار کرا سکیں اس بناء پر میں نے ارادہ کیا کہ ان حکماء نے الہیات پر جو کچھ لکھا ہے اس کی غلطیاں دکھاؤں اور ثابت کردوں کہ ان کے مسائل اور اصول بازیچہ اطفال اور ان کے بہت سے اقوال اور نظریات حد درجہ مضحکہ خیز بلکہ عبرت انگیز ہیں

نو پیش آمدہ مسائل کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد اور تجسس و تفکر

کوئی بری بات نہیں، جمود، تعطل اور انسانی زندگی کے معمولات میں بریک لگا دینا خود روح اسلام کے منافی ہے مگر جاہلیت جدیدہ اجتہاد کے نام پر دین کی جو گت بنا رہی ہے اس سے خدا کی پناہ، بے خوف پرامن اور سلامتی کا راستہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ کتاب و سنت کو سلف صالحین کی تعبیر اور عمل کی روشنی میں سمجھا جائے۔

عرفانی فتوی اسی زمانے میں آپ نے ایک ایسا فتویٰ صادر فرمایا جس کی نہ صرف سارے بغداد میں دھوم مچ گئی بلکہ تمام بلاد اسلامیہ میں اس کی شہرت ہو گئی احکام شریعت و اسرار طریقت کی باریکیوں پر گہری نگاہ کی دلیل کے طور پر دیکھا جائے تو بھی اس فتوے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کے ایک معتقد نے بھری محفل میں اپنی بیوی کو طلاق مغلظ کی قسم کے ساتھ کہا میں بایزید بسطامیؒ سے افضل ہوں یعنی اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو اس کی بیوی کو طلاق غیر رجعی ہو جائیگی حضرت بایزید بسطامیؒ کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر اکثر علماء نے متفقہ فیصلہ دے دیا کہ میاں بیوی میں مراجعت نہیں ہو سکتی بعض علماء عراق تو بالکل خاموش ہو گئے وہ شخص حد سے زیادہ پریشان ہوا تو دوست احباب نے اسے غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا وہ شدت خجالت سے منہ چھپاتا پھر رہا تھا کہ یہ ساری صورتحال ہی بڑی لغو قسم کی تھی ایک تو جائز احکام میں بدترین فعل طلاق گردانا جاتا ہے دوسری وجہ طلاق بڑی نامعقول قسم کی تھی۔ بہرحال وہ معتقد غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا سنانے کے بعد اس نے عرض کی "حضور میں اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لوں یا اسے اپنے ساتھ رکھوں"

سارا ماجرا سن کر آپ بڑے کبیدہ خاطر ہوتے مگر احکام شریعت کی روح اجاگر کر دی
"تم بایزید بسطامی سے چند معاملات میں آگے ہو لہذا تمہارا دعویٰ مبنی بر حقیقت ہے
تم نے علم فتویٰ حاصل کیا اور وہ مفتی نہیں تھے تم نے نکاح کیا وہ اس سنت نبی کی ادائیگی
سے محروم رہے لہذا اپنے مقام و مرتبہ کے باوجود وہ اس معاملہ میں تم سے پیچھے رہ گئے
تم اپنی اولاد کے رزق حلال کا خیال رکھتے ہو وہ اس معاملے ہی سے یکسر محروم
تھے"

گیارہویں شریف

معمول یا زدہم یعنی گیارہویں شریف حقیقتاً حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہے کیونکہ گیارہ ربیع الاول آپ کا یوم وصال ہے حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالہ ماثبت بالسنہ میں غوث پاکؓ کی تاریخ وصال کا ذکر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں

و قد اشتهر فی دیارنا هذا الیوم الحادی عشر و هو المتعارف فی مشائخنا من اهل الهند من اولاده رضی الله عنه کذا ذکر الشیخ شیخنا و سیدنا السید البهی الرضی ابو المحاسن سید الشیخ موسی الحسینی الجیلانی رضی الله عنه (ماثبت بالسنه)

ہمارے دیا دہند یعنی ہندوستان میں گیارہ مشہور ہے اور یہی تاریخ ہمارے مشائخ اہل ہند کے نزدیک حضور کی اولاد امجاد سے مشہور ہے جیسا کہ حضرت سیدی شیخ ابوالحاسن موسیٰ حسینی جیلانی رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ گیارہ ربیع الثانی آپ کا یوم الوصال ہے ہندوستان میں یہی مشہور ہے اس واسطے اسی تاریخ پر گیارہویں شریف کی جاتی ہے حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ہر ماہ چند کی بارہ تاریخ کو آخرامبعو ثین والی دو جہاں سید العالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں محفل ذکر و فکر و حسنات منعقد فرمایا کرتے تھے اس پر ارشاد ہوا اے میرے فرزند تو نے ہمیں بارہ میں خیر سے یاد رکھا ہے ہم نے تمہیں گیارہویں کی خیر سے یاد رکھنا عطا فرمایا ہے اہل اللہ کا فرمان ہے کہ ہمیں قرۃ الناظرہ خلاصتہ المفاخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی

گیارہویں شریف کی بھی اصلیت یہ تھی کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسآلہ وسلم کے چالیسویں کا ختم شریف ہمیشہ ۳ ماہ ربیع الآخر تاریخ کو کیا کرت تھے وہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ بعد ازاں آپ نے ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور کا ختم اور نیاز دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز غوث پاک کی گیارہویں مشہور ہو گئی۔

حضرت سید شاہ شرف الدین بن سید احمد یحییٰ منیری رحمتہ اللہ علیہ اپنے ملفوظات شریف میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوصال شریف کے گیارہ دن بعد صدیق اکبر رضی الل عنہ خلیفہ ہوتے تو بارہویں دن آپ نے .بہت سا کھانا پکوایا تاکہ اس کا ثواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشیں جب تمام مدینہ منورہ میں اس بات کا چرچا ہوا تو لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے تھے کہ آج کیا ہے جن کو اس بات کا علم تھا وہ جواب دیتے تھے کہ الیوم عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عرس ہے۔

حکمت تعین یوم برائے ایصال ثواب

قارئین کرام! یہ زندہ مہذب قوم کے افراد اپنے عظیم رہنماؤں کی محسنوں کے احسانات و تعلیمات کو یاد رکھنے کے لئے ان کی یادگاریں قائم کرتے اور ان کے دن بصورت یوم پیدائش و وصال مناتے ہیں تاکہ ان کی تعلیمات و کردار کی روشنی میں نئی نسل اپنے محسنوں سے آشنا ہو کر اپنی سیرت و کردار کو سنوار سکیں۔

اسی مقصد حسنہ کے تحت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انبیاء کرام صحابہ کرام و اولیاء

اللہ کے دن بصورت یوم میلاد النبی و گیارہویں شریف و عرس افاد ملت تزک و احتشام سے مناتے ہیں۔ خوارج و نواصب تعین یوم کیسلسلے میں معترض ہوتے ہیں کہ یہ جائز نہیں تو عرض خدمت ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں علماء حق اہل سنت و الجماعت کے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ خواہ مخواہ گیارہ یا بارہ تاریخ یا خاص پیدائش و وفات کا دن ہی متعین کیا جاتے جب چاہیں ایصال ثواب کر سکتے ہیں البتہ احباب کی آسانی کے لئے دن یا تاریخ مقرر کی جاتی ہے اور یہی اسلامی و مہذب طریقہ ہے۔

معترضین و علماء دیوبند کے مسلمہ پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں لکھا ہے کہ "نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں اس میں تخصیص و تعین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا فرض و واجب اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کوئی حرج نہیں"

نماز فرض میں کسی سورۃ کو خاص کرنا مکروہ ہے لیکن نوافل میں مکروہ نہیں تکرار سورۃ بھی فرض میں مکروہ ہے لیکن نوافل میں کسی تخصیص سورت و تکرار سورت مکروہ نہیں یہ اسلامی فقہ حنفی کا فیصلہ ہے۔

حضرت امیر ملت محدث علیپوریؒ اپنے ملفوظات مبارکہ میں فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ تاریخ مقرر کر کے فاتحہ وغیرہ کرنے سے معاملہ حرام ہوتا ہے غور کیا جاتے کہ ایسا کہنے والے کی ماں کی شادی کے وقت اس کے نکاح کے لئے تاریخ مقرر کی گئی تھی یا بلا تاریخ گھر میں گھس گئے تھے اگر تاریخ مقرر کرنے سے حرام ہو جاتا ہے تو اس کی ماں بھی اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے۔ شریعت مطہرہ نے جتنے بھی احکام دیئے ہیں

سب میں تاریخ مقرر ہے بلا تاریخ کوئی چیز نہیں مثلاً روزہ، حج وغیرہ

کہا جاتا ہے کہ کسی چیز پر اللہ کے بغیر کسی کا نام آجائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے اور شرک ہوتا ہے میں ایک دفعہ حیدر آباد میں تھا سنا کہ ایک شخص نے امام حسینؑ کی فاتحہ کر کے بریانی پکا کر لوگوں کو کھلایا اور پڑوسی کے مکان میں بھی کچھ کھانا تحفۃ" بھیج دیا پڑوسی سردار اس وقت گھر میں موجود نہ تھا اس کی عورت نے کھانا لے لیا جب مرد واپس گھر آیا تو مرد سے بیان کیا کہ پڑوسی نے کھانا بھجوایا ہے مرد نے دریافت کیا کہ کس قسم کا کھانا ہے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ کی فاتحہ کا کھانا ہے پڑوسی مرد نے یہ سنتے ہی اس کھانے کو (جو عمدہ قسم کی بریانی تھی) اپنے گھر کے باہر غلاظت کی نالی میں پھینکدیا نہ صرف پھینک دیا بلکہ جوتے سے اس کو روند ڈالا اور کہا کہ اس پر غیر اللہ کا نام آیا ہے اس لئے یہ کھانا تو خنزیر سے بھی زیادہ پلید ہوگیا یہ اور کھانے کے لائق نہ رہا۔

اب اس بارے میں مسئلہ سناتا ہوں غور سے سنو پنجاب میں میں ایک دن گھوڑے پر سوار کسی گاؤں کو جارہا تھا راستہ میں کھیت کے ایک زمیندار نے کھیت میں سے آکر میرا گھوڑا روک دیا اور کہا کہ مسئلہ سمجھاؤ میں نے کہا پوچھ لے کہنے لگا رات ہمارے گاؤں میں ایک مولوی آیا اس نے ساری رات ہماری نیند خراب کی اور یہی کہتا رہا کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے وہ حرام ہو جاتی ہے کیا یہ سچ ہے میں نے کہا یہ کھیت کس کا ہے اس نے کہا میرا ہے اس کے ساتھ اک بچہ تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ بچہ کس کا ہے کہنے لگا میرا ہے اس کے ساتھ بیل بھی تھے میں پوچھا کہ یہ بیل کس کے ہیں جواب دیا وہ میرے ہیں اس پر میں نے کہا کہ مولوی کے کہنے کے مطابق تیرا کھیت،

بچہ، اور تیرا بیل بھی تیرے لئے حرام ہو گئے اس وجہ سے کہ ان پر تیرا نام آیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اس نے کہا کہ ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں نے مسئلہ سمجھ لیا میں نے اس سے کہا کہ اس سے آگے بھی سمجھ لے اس مولوی سے میری طرف سے پوچھو کہ اس کی ماں پر کس کا نام پکارا جاتا تھا رب کی جورو پکاری جاتی تھی یا اس کے باپ کی جورو یا درکھو کہ کوئی چیز انسان پر حلال نہیں ہو سکتی جب تک اس چیز پر اللہ کے بغیر کسی اور کا نام نہ آئے نکاح اسی غیر اللہ کے نام کے آنے کا نام ہے ورنہ کسی لڑکی کو اللہ کی بندی کہا جائے اور کسی کے نام سے اس کو مقید نہ کیا جائے تو وہ کسی پر حلال نہیں ہو سکتی مسجدوں پر غیر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے مثلاً ٹیپو خان کی مسجد، پھر ہمیں غیر اللہ کے نام کے بعد نماز کس کی ادا کی جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو بھی کسی نہ کسی کی ملک قرار دیا ہے قرآن مجید میں ہے اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (۵۔۹۔اعراف) یعنی زمین تو ہماری ہے ہم جس کو چاہیں اس کا وارث بنا دیتے ہیں ورنہ اگر اللہ کی زمین کہی جائے تو اس کا کسی کے لئے استعمال جائز نہیں ہوتا اگر کہا جائے کہ فلاں کی زمی ہے فلاں کا باغ ہے فلاں کا گھر ہے تو اب اس غیر اللہ کے نام آ جانے سے اس نام والے کو اور دوسرے لوگوں کو اس کی اجازت سے استعمال جائز ہوا قرآن شریف میں اللہ نے اپنے نام کے ساتھ ستر جگہ رسول پاک کا ذکر فرمایا ہے تین چار جگہ تو میں بتا دیتا ہوں

(۱) وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (۶۔۳ بقرہ)

یہ سود کے متعلق آیت ہے

(۲) اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (۳۔۱۰ توبہ)

(۳) الا انهم كفروا باللّٰه وبرسوله ولا يأتون الصلوٰة وهم كسالٰى ۱۳-۱۰ توبہ

(۴) ولو انهم رضوا ما اٰتاهم اللّٰه ورسوله ۱۶-۱۰ توبہ

ایسی صورت میں ان لوگوں کے عقیدے کے مطابق اللہ کے نام کے ساتھ کسی کا نام آجاتے تو وہ شرک ہوجاتا ہے تو پھر سارا قرآن شرک سے بھرا ہوا ہوا ہے (نعوذ باللہ)

ہماری حکومت بھی دوسری حکومتوں کی طرح قومی دن و اسلامی تہوار پورے تزک و احتشام سے مناتی ہے مثلاً یوم اقبال، یوم قائد اعظم، یوم مزدور، یوم حسین، یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان دونوں کی باقاعدہ چھٹیاں ہوتی ہیں بلکہ معترفین خود مطالبہ کررہے ہیں کہ یوم صدیق اکبرؓ و یوم فاروق اعظمؓ، یوم شہادت عثمانؓ اور یوم مشکل کشا علی المرتضیٰؓ بھی سرکاری سطح پر منایا جاتے ہم بھی اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں مگر ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ اہل سنت پر بدعت و شرک کا فتویٰ لگانے والے حکومت پر یہ فتویٰ کیوں نہیں لگاتے اور اپنی جانوں کو کیوں بھول جاتے ہیں معلوم ہوا کہ ان خوارج و نواصب کا بیر ہے تو مصطفیٰ و مرتضیٰ اور غوث الوریٰ و دیگر محبوبان خدا کے ساتھ ہے حالانکہ یہ مخالفین و معترضین حضرات خود بھی تعین یوم پر لاشعوری طور پر عمل پیرا ہیں انہوں نے ترجمہ قرآن کے لئے شعبان اور ماہ رمضان مقرر کر رکھے ہیں اور درس قرآن کے لئے بھی وقت مقرر کرتے ہیں اپنے اوپر یہ فتوے کیوں نہیں لگاتے۔

ایصال ثواب کی محافل جو میلاد النبی، گیارھویں شریف یا عرس مبارک و چہلم کی صورت میں منعقد کی جاتی ہیں قطعاً مشروع و مستحب ہیں۔ ایصال ثواب سے انکار مومن مسلمان کا شیوہ نہیں یہ معمولات اسلامیہ کسی وقت بھی کریں جائز ہیں کیونکہ

مستحبات میں شارع کی طرف سے کوئی قید نہیں اگر شریعت میں قید ہوتی تو پھر یہ امور دوسرے اوقات میں جائز نہ ہوتے اور نہ تعداد معیاد مقرر ہے بغیر معین دن کے پایا جانا باطل و غیر فطری ہے۔

ہمارے اور مخالفین کے درمیان تعین یوم مشترک ہے ہم کرنے کے لئے معین کرتے ہیں اور مخالفین اس کو حرام یا نہ کرنے کے لئے معین کرتے ہیں یعنی ان دنوں نہیں کرنا اور باقی دنوں میں اگر کیا جائے تو کوئی حرج نہیں مثال کے طور پر اگر ہم ہر مہینے میں ایک دن گیارھویں کے لئے مقرر کرتے ہیں تو باقی دنوں کے لئے یعنی انتیس دنوں کی تخصیص وہ کرتے ہیں یعنی ان کے نزدیک اسی کے علاوہ باقی دنوں میں جائز ہے وہ ہم پر بدعتی یا مشرک ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں تو ایک دن کی تعین پر ہم ان کے نزدیک بدعتی اور مشرک ہوئے تو کیا انتیس دنوں کی تعین پر وہ بدعتی یا مشرک نہ ہوئے اگر مخالف یہ اعتراض کرے کہ یہ غیر اللہ کے لئے ہے اور غیر اللہ کے لئے ایصال ثواب بدعت یا حرام یا شرک ہے تو اتنا عرض ہے کہ ایصال ثواب غیر اللہ کے لئے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے مبرا اور منزہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ایصال ثواب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ حی لا یموت ہے وہ ثواب کو پہنچانے والا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام ایک قربانی اپنے لئے کرتے تھے اور ایک قربانی امت کے لئے کرتے اور ایک قربانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے لئے کرتے تو امت کے لئے قربانی کرنا یا حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے لئے قربان کرنا ایصال ثواب نہیں تو کیا ہے اب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کو حرام یا مکروہ کہنے والوں سے اتنا عرض ہے کہ حرام کی تعریف یہ ہے کہ وہ نص صریح سے منع ہو اور گیارھویں

شریف کی حرمت پر کوئی نص نہیں اس طرح مکروہ کے لئے بھی یہی تعریف ہے وہ نص سے اس کی ممانعت ہو صرف اس میں شبہ ہو اور حرام کے نص قطعی میں کوئی شبہ نہیں تو کس آیت یا حدیث میں یہ لکھا ہوا ہے کہ گیارہویں حرام یا مکروہ ہے اور اس کو نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ اولیاء کرام اور محدثین عظام کے معمولات سے ثابت ہے مثلاً شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو مشکوٰۃ شریف کے شارح بھی وہ اپنے اساتذہ کے معمولات بتاتے ہیں اور ماثبت بالسنۃ میں نقل کرتے ہیں حضرت العلامہ غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ نے نور ربانی فی مدح غوث جیلانی میں معمول یازدہم لکھا ہے اور دیوبندی علماء کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں اس کا جواز لکھا ہے گیارہویں شریف در حقیقت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرنا ہے ایصال ثواب کی طرف ضابطہ کائنات میں توجہ دلائی گئی ہے اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے

ملفوظات عزیزی میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں "حضرت غوث اعظم کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے اور غوث اعظم کی مدح میں قصائد و منقبت پڑھتے مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے گرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے اسی حال میں بعض پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اس کے بعد شیرینی جو نیاز کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز

پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے چنانچہ گیارہویں شریف موجودہ دور کی ایجاد نہیں ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے اور صالحین کا پسندیدہ عمل رہا ہے"

محمد حمید اختر قادری سہروردی سلطانی لکھتے ہیں "گیارہویں شریف حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے ایصال ثواب کے طریقہ کا ایک نام ہے مسلمانان عالم کی اکثریت یعنی سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے مقتدر علمائے کرام اور مشہور مشائخ عظام پیران میں سے ایک بزرگ سے تعلق رکھنے والے جملہ مسلمان خواہ قادری ہوں یا نقش بندی، چشتی ہوں یا سہروردی کئی صدیوں سے اس محبوب و مقبول عمل کو کرتے چلے آرہے ہیں" (پیران پیر نمبر قومی ڈائجسٹ ص ۲۰۴)

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں شیخ امام پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ جو گروہ اولیاء میں بلند مرتبہ اور پایہ ارجمند رکھتے تھے ربیع الثانی کی دس تاریخ (گیارہویں شریف) کو حضرت غوث الثقلین کا عرس کرتے تھے (اخبار الاخیار ص ۲۴۲) ہمارے علماء اہل سنت میں سے بعض نے تو اس مسئلہ پر الگ الگ تالیفات لکھی ہیں ان میں سے ایک ضخیم کتاب صائم چشتی صاحب کی "گیارہویں شریف" ہے جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے اس طرح دوسری کتاب حقیقت گیارہویں شریف وغیرہ ہیں۔

ارشادات غوث الاعظمؓ

محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تصوف میں وہ منفرد مقام رکھتے تھے جو نہ آپ سے قبل کسی کو عطا ہوا اور نہ بعد میں تا قیامت عطا ہو گا آپ تمام صوفیاء کرام کے سردار مانے جاتے ہیں اور اس ہستی کے مناصب جلیلہ کو سمجھنے کے لئے حضرت پیر عطا محمد جلویؒ کی کتاب شان اولیاء مطالعہ کرنی چاہئے یہاں غوث پاکؓ کے چند ارشادات لکھے جاتے ہیں جو متلاشیان حق کے لئے اکثیر اعظم کا حکم رکھتے ہیں غوث صمدانی فرماتے ہیں کہ

اے نادان علم مردان خدا کی زبانوں سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ محض کتابوں کے دفتر سے قلبی کیفیات سے ملتا ہے محض گفتگو یعنی بے مقصد قیل و قال سے نہیں ملتا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باقی اور مخلوق اور اپنے آپ سے فانی ہیں ان سے علم ملتا ہے سارا دارو مدار اس بات پر ہے کہ تم مخلوق اور اپنے آپ سے فنا ہو کر حق تعالیٰ سے وجود حاصل کرو اللہ تعالیٰ کے خادموں کی صحبت میں رہ وہ ہمیشہ ان کے دروازے پر رہتے ہیں اور ان کے احکامات بجا لاتے ہیں جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہتے ہیں تقدیر کی موافقت کرتے ہیں اپنے آپ میں اللہ تعالیٰ کے فعل اور ارادہ کے ساتھ گھومنا ان کا مشغلہ ہے اپنے اور پرائے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کا شکوہ اور شکایت نہیں رکھتے تھوڑا ہو یا بہت ادنیٰ مرتبہ ہے یا اعلیٰ انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا اولیاء اللہ کو طالب دنیا مخلوق سے طلب میں تکلیف ہے انہیں حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی حاجت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کر کے اپنے اولیاء اللہ کو ان سے ہدیہ قبول کرنے کا الہام کر دیتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے

طلب نہیں کرتے کیونکہ ان کا نفس مطمئن ہو چکا ہے ان میں طلب دنیا کی حرص باقی نہیں تجھے گمان ہے کہ ان کا نفس بھی تیرے جیسا جاہل ہے جس نے تجھے صرف اپنی خدمت اور اپنے ارادے اور اپنی حرص کے لئے وقف کر رکھا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو اپنے نفس کی خدمت واتباع سے منہ پھیر کر اپنے رب کی عبادت واتباع مستثنیٰ میں مشغول رہتا اور اللہ تعالیٰ کی خدمت ترک کر کے اپنے نفس کے اغراض و مقاصد اور حرص پوری نہ کرتا نفس تیرا دشمن ہے۔ بہتر ہے کہ اس کا باتوں کا جواب ہی نہ دے اس کی باتیں اس طرح مان جیسے کسی دیوانے اور بے عقل کی باتیں سنتے ہیں۔ بہجتہ الاسرار شریف میں لکھا ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے علم الیقین کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ نظر کے طور پر خبر و معرفت میں جمع کرنے کا نام ہے پھر جب علم ہو جاتے اور اس کو دل کا فیصلہ و یقین معرفت کے ساتھ قبول کر لے اور نظر سے معلوم کر لے تو علم الیقین ہو جاتا ہے۔

(۲) توحید کے معنی کے متعلق غوث پاک کی تشریح:۔ توحید کے متعلق جب آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ صابر کی طرف سے دونوں کے بھید چھپانے کا اشارہ ہے ایسے وقت میں کہ حضوری میں وارد ہوتا ہے اور دل مقامات افکار کی انتہاء سے گزر چکا ہو وہ وصال کے اعلیٰ درجات کے منازل اسرار تعظیم تک چڑھ جاتے تجدید کے قدموں کے ساتھ قرب تک چلے تفرید کی سعی سے قرب تک چڑھے اور اس کے ساتھ دونوں جہاں لاشے ہو جائیں ملک سے بیزار نہ ہو جاتے وصف وجود اور حکم ذات سے علیحدہ ہو جاتے ایسے حال میں وہ ان باتوں کا مطالعہ کرتا ہو جو کہ اس کے دل پر خدا کی طرف سے خطرات آتے ہیں صحیح تفرید کا متلاشی ہو اپنے وصف میں صدق کا طالب ہو یہ

اس لئے کہ فردیت کے صفت اشارہ منفردہ کو چاہتی ہے پھر وہ اشارہ فردیت پر تمسک کرتے ہوئے اس کی ذات کی طرف چڑھ جاتا ہے جب اس مطلب میں کسی سبب کا غیب سے یا کدورت کی علت قدح کرے تو بندہ اس کے پنجہ سے علیحدہ ہو جاتا ہے اس کے متمسک سے متمع ہو جاتا ہے بشر کی طرف اشارہ واپس لوٹتا ہے وہ حق کے مطالعہ سے شوق ارواح کے جوش کے اور شفقت کی بجلی کی چمک کے نزدیک شریعت کے پردوں سے اور اس پر فردانیت کی صفت سے اشارات اخبارات کو پہنچنے معانی ارواح کے پانے اعداد افراد کے وصف سے پردوں میں ہو جاتا ہے۔ (بہجتہ الاسرار)

بیداری کے متعلق غوث پاکؓ نے فرمایا جس کام کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے کر اور جس سے روکا ہے اس سے باز آ اس کی راہ میں جو مصائب پیش آئیں ان پر صبر کے فرائض کے بعد نوافل بھی ادا کر اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر پھر تیرا نام بیدار رکھا جائے گا پہلے اللہ تعالیٰ سے صالح عمل کی توفیق عطا کر پھر عمل میں کوشش کر اس سے سوال کر اور اس کے سامنے عاجزی اختیار کر تاکہ وہ تیرے لئے اپنی اطاعت کے اسباب مہیا کر دے۔ امر ظاہر ہے اور توفیق باطن ہے اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق سے نیک اعمال پر استقامت حاصل ہوتی ہے اور برائی سے بچا جا سکتا ہے میرے پاس عقل کیونکہ وہ دلوں سے پراگندی نکالتے ہیں نفاق والو تم اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن ہو تم آگ کا ایندھن بنے کے لائق ہو اے اللہ تعالیٰ مجھ پر اور ان پر توجہ فرما مجھے اور انہیں بیدار کر مجھ پر اور ان پر رحم فرما۔ ہمارے دلوں پر اپنے لئے مخصوص فرما بیٹا تجھ سے کچھ بن نہیں پڑتا اور کچھ کرنا چاہتے

تو عمل کے دروازے پر ثابت قدم رہ تاکہ وہ تجھے عمارت میں لگاتے تمہاری اور توفیق الٰہی کام لینے والی ہے اور کام کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تجھے اطاعت الٰہی میں جلدی کرنے کا حکم ہے تو عمل پر کمربستہ ہو توفیق الٰہی تیرے لئے مواقع مہیا کرے گی۔

غوث پاک رضی اللہ عنہ نے سر الاسرار شریف میں فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے روح قدسی کو اچھی صورت عالم لاہوت میں پیدا کیا تو اس کو سب سے نیچی حالت کی طرف لوٹانے کا ارادہ فرمایا تاکہ غلبہ شوق و محبت لقاء باری تعالیٰ کے باعث اس کو راستی کے مقام میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور زیادہ حاصل ہو اور یہ مقام انبیاء علیہم السلام و اولیاء کا ہے پہلے اس کو بیج توحید کے ساتھ عالم جبروت کی طرف لوٹایا پس عالم نورانیت سے اس عالم کا لباس پہنایا اس طرح عالم ملکوت کی طرف بھیجا تو اس کے لئے لباس عنصری پیدا فرمایا تاکہ اس سے عالم ملک یعنی یہ جسم کثیر جل نہ جاتے لباس جبروتی کے لحاظ سے اس کا نام روح سلطانی، باعتبار عالم ملکوتی روح سیرانی و روانی اور بلباس ملکی روح جسمانی رکھا چونکہ مقام اسفل کی طرف آنے کا مقصد تو یہ تھا کہ انسان دل اور جسم کے ذریعہ زیادہ قرب اور مرتبہ حاصل کرلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے توحید کا بیج دل کی زمین کاشت کرے کہ اس میں توحید کا درخت اگے جس کی جڑ فضائے سرور میں قائم اور محکم ہو اور وہ توحید کے پھلوں سے بار آور ہو نیز شریعت کا بیج دل کی زمین بوتے کہ اس میں شریعت کا درخت پیدا ہو کہ درجات کے پھل لاتے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا اور اس میں ہر ایک کے لئے ایک مقام مخصوص کیا گیا چنانچہ روح جسمانی کا

مقام خون اور گوشت کے درمیان ہے اور روح قدسی کا مقام سر ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کی وجود کی بستی میں ایک دکان ہے سامان تجارت ہے منافع ہے اور ایسی خرید و فروخت ہے جو کبھی فنا نہ ہو گی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے (جو ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز نقصان نہیں) ہر انسان کو اپنی ہستی کے اندرونی معاملات کو جاننا اور پہچاننا لازمی ہے کیونکہ یہاں جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ اس کے گلے سے لگا دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انسان نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے نیز ارشاد باری ہے اور ہر انسان قسم ہم نے اس کے گلے سے لگا دی ہے۔

حضرت پیر پیران سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں

دنیا کے مرید (ارادتمند) بہت ہیں اور آخرت کے کم اور اللہ تعالیٰ کے سچے ارادت مند بہت ہی کم ہیں لیکن وہ اپنی کمی اور نایابی کے باوجود اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ان میں تانبے کو زر خالص بنانے کی صلاحیت ہے وہ۔ بہت ہی شاذو نادر پائے جاتے ہیں وہ زمین پر حکومت کرنے والے ہیں وہ شہروں میں بسنے والوں پر کوتوال مقرر ہیں ان کی وجہ سے خلق خدا سے بلائیں دور ہوتی ہیں انہی کے طفیل اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل کرتے ہیں انہی کے سبب سے زمین قسم قسم کے اجناس اور پھل پیدا کرتی ہے ابتدائی حالت میں وہ شہر در شہر اور ویرانہ بھاگتے پھرتے ہیں۔ جہاں پہچانے جائیں وہاں سے چل دیتے ہیں سب سے منہ موڑ لیتے ہیں پھر ایک وقت آتا ہے کہ ان کے ارد گرد خدائی قلعے بن جاتے ہیں۔ الطاف ربانی کی نہریں ان کے دلوں کی طرف جاری ہو جاتی

ہیں اللہ تعالیٰ کا لشکر انہیں اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے وہ مکرم اور محفوظ ہو جاتے ہیں اب ان پر خلقت کی طرف توجہ کرنا فرض ہو جاتا ہے وہ طبیب بن کر مخلوق خدا کا علاج کرتے ہیں سب باتیں تمہاری عقل سے بالا تر ہیں۔

تجھ پر افسوس تو دعویٰ کرتا ہوں کہ تو بھی ان میں سے ہے تیرے پاس ان کی کیا علامت ہے تیرے پاس اللہ تعالیٰ کے قرب اور رحمت کا کیا نشان ہے تیرا مقام اور منزل کیا ہے عالم بالا میں تیرا کیا نام اور لقب ہے تیرا کھانا مباح ہے یا حلال خالص تم دنیا کے پہلو میں ہو یا آخرت کے پہلو میں یا قرب خدا کے پہلو میں۔

جھوٹے خلوت میں تیرا ہم نشین نفس اور شیطان ہے تیری محفل میں تیرے جو ہم نشین ہیں وہ شیاطین بصورت انسان ہیں وہ تیرے برے دوست ہیں جو بہت بکواس کرنے والے ہیں ربی مقام صرف عوے سے حاصل نہیں ہوتا۔ تمہاری ارادت اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح نہیں دراصل تم اس کی ارادت رکھتے ہی نہیں کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرے اور غیر کا طالب ہو اس کا دعویٰ باطل ہے۔

غیبت سے بچو کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے لکڑی کو آگ جلا دیتی ہے جس نے غیبت کو چھوڑا اس نے نجات پائی جس شخص نے غیبت کی عادت اپنائی اس کی عزت لوگوں میں کم ہوئی۔

بری نظر سے بچو کیونکہ وہ تمہارے دل میں شہرت کا بیج بوتی ہے ایسے شخص کا انجام دنیا و آخرت میں اچھا نہیں ہوتا جھوٹی قسم سے بچو کیونکہ وہ بستے گھروں کو ویران کر دیتی ہے اور مال اور دین کی برکت جاتی رہتی ہے۔

دنیا میں مشغول رہنے والے عنقریب تمہیں اس پر ندامت ہوگی یہ ندامت قیامت

کے دن جو ہار جیت کا دن ہے جو عزت افزائی اور رسوائی کا دن ہے ظاہر ہوگی آخرت کے آنے سے پہلے اپنے نفس کا حساب کر لو۔ اللہ تعالیٰ کے کرم اور بردباری پر ناز نہ کرو گناہ کفر کا قاصد ہے جیسے تپ دق موت کا پیغامبر ہے۔

جوانو! توبہ کرو کیا تم سمجھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مصائب میں گرفتار کرتے ہیں تاکہ تم ان کی طرف رجوع کرو مگر تم اپنے گناہوں پر برابر اصرار کئے جاتے ہیں۔

فرمودہ اقبال

نااہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت
ہے خوار زمانے میں کبھی جوہر ذاتی
شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابع منطق نظر آتی
(ضرب کلیم)

اذکار جو مرید کے لئے موجب تریاق اکبر ہیں

لغت میں ذکر یاد کو کہا جاتا ہے اور یہ یاد دل میں زیادہ اہم ہے کیونکہ جب دل میں یاد آجاتے تو دل تمام بدن کا بادشاہ ہونے کی حیثیت سے تمام دن میں اس کی یاد پیدا کرتا ہے اس لئے بزرگان دین نے خفی ذکر کو جہری ذکر سے افضل بتایا ہے لیکن مطلب یہ نہیں کہ اس بحث میں پڑ جائے کہ خفی بہتر ہے یا جہری۔ اگر جہر ہو لیکن دل میں یاد الٰہی نہ ہو تو وہ جہر میں ان تمام فوائد سے تاثیرات غیر موثر ہوتا ہے کیونکہ غافل کا دل اور زبان دونوں کا اتفاق نہیں ہوتا اور اگر دل میں بھی یاد الٰہی ہو اور جوارح میں بھی تو جہری زیادہ افضل ہے اب غوث صمدانی شہباز لا مکانی حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے سر الاسرار شریف میں ذکر کے متعلق جو ارشاد تحریر کیا ہے وہ یہاں درج کیا جاتا ہے وہ لکھتے ہیں

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل ذکر کو ہدایت فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے واذکروہ کما ھدٰکم اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت کی، یعنی تمہارے مراتب ذکر کی طرف ہدایت فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے اور مجھ سے پہلے انبیاء کے ارشادات میں سے سب سے افضل کلمہ توحید کی تلقین ہے ہر مقام کے لئے ایک خاص مرتبہ ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی سب سے پہلے ذاکرین کو زبانی ذکر (جہر) پھر یکے بعد دیگرے ذکر نفس ذکر قلبی، روحی، سری، خفی اور خفی الخفی کی تلقین فرمائی ذکر اللسان یہ ہے کہ دل بالواسطہ زبان اس ذکر الٰہی کی یاد تازہ کرتا ہے جس کو وہ بھول چکے ہیں ذکر النفس اس ذکر کو کہتے ہیں جس کا سننا بذریعہ حروف اور آواز

نہ ہو بلکہ وہ پوشیدہ طور پر حس و حرکت کے ذریعہ سنا جائے ذکر قلبی دل کا اپنے اندر جلال و جمال الٰہی کا ملاحظہ کرنا ہے ذکر روحی کا ماحصل اللہ تعالیٰ کی تجلیات صفاتی کے انوار کرنا ہے ذکر سری مکاشفات اسرار الٰہیہ کی نگہداشت کرتا ہے ذکر خفی سے مراد عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور سچ کی مجلس میں انوار ذات الٰہی کا دل کی آنکھوں سے دیکھنا ہے ذکر خفی الخفی کے معنی یقینی طور پر حق کی حقیقت کو اس طرح دیکھنا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا اس پر مطلع نہ ہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ بھید کو جانتا ہے اور جو اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اور یہ جملہ علوم کی غائت اور تمام مقاصد کی انتہاء ہے جان لو اگر تم روحانی مدارج طے کر کے آخری روح تک ترقی کر لو جو تمام روحوں سے لطیف ہے تو وہی طفل المعانی ہے جو کہ نہایت لطیف اور مختلف اطوار سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہے بعض اکابرین دین کا قول ہے کہ یہ روح خاص بندوں کے لئے مخصوص ہے ان کے سوائے کسی دوسرے کے لئے نہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے روح ڈالتا ہے یہ روح حق تعالیٰ کے اندر ہمیشہ محو نظارہ قدرت اور مشاہدہ حق میں مشغول رہتی ہے اور سوائے اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے کسی کی طرف ملتفت نہیں ہوتی جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دنیا اہل آخرت پر اور آخرت اہل دنیا پر حرام ہے اور اہل اللہ پر دونوں حرام ہیں الدنیا حرام علی اھل الاخرۃ والآخرۃ علی اھل الدنیا وھما حرامان علی اھل اللہ اس سے مراد طفل المعانی ہے اور بارگاہ الٰہی میں رسائی حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان احکام شریعت کی اتباع کرنے کے لئے صحیح راستہ پر اپنے وجود کی دن رات

نگہداشت کرتا رہے اور ہمیشہ سراً و جہراً ذکر الٰہی میں مشغول رہے کیونکہ طالبان حق کے لئے ہمیشہ یاد الٰہی میں رہنا فرض کر دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے اور اللہ تعالیٰ یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے، نیز فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں"

رسالہ غوث الاعظم سے چند اقتباسات

اللہ تعالٰی نے فرمایا یا غوث اعظمؓ تم غیر اللہ سے متوحش اور اللہ سے مانوس رہو۔ خواجہ بندہ نواز سید حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ جواہر العشاق میں اس الہام کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "غوث رضی اللہ عنہ اپنے آئینہ میں اللہ نور السماوات والارض (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا) کے آفتاب کو دیکھتے ہوئے البتہ میں پیش قدمی کیا بندگی میں کا مسلک اختیار کر چکے ہیں جیسا ابو بکر وراق نور اللہ روحہ نے فرمایا نہیں ہے کوئی فرق مجھ میں اور اس میں اگر ہے تو یہ کہ میں نے پیش قدمی کی بندگی میں اے دوست ! اس کے عکس اور پر تو کا نام غیر ہوا اور اس میں رہ جانے کا نام (غیرت) ہے اللہ تعالٰی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عاشق ہوا سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حق تعالٰی کے عکس اور پر تو ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عاشق ہو سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حق تعالٰی کے عکس و پر تو ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس کے آئینہ قابل ہیں یعنی سب سے .بہتر آئینہ ہیں پھر آگے لکھتے ہیں صفت کی صورت ذات کی صورت نہیں رکھتی اس کے اوصاف ان گنت ہیں جس کی کوئی انتہاء نہیں البتہ صحیح یہ ہے کہ جلالیت میں دوست کی کچھ اور شکل ہوتی ہے اور جمالیت میں دوست کا تمثیل کچھ اور ہوتا ہے تجلی جلال میں عاشق کے لئے کوئی خط یا نصیبہ نہیں ہوتا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تجلی جمال کی نشانی بتا کر فرماتے ہیں دیکھا میں نے معراج کی رات میں اپنے رب کو نہایت اچھی صورت میں اور اس نے رکھا اپنا ہاتھ میرے کندھے پر میں نے پائی اپنے آپ میں ٹھنڈک کی لہر اس کی انگلیاں جمال و جلال کے تمثلات بیان کرتی ہیں۔

غوث الاعظم ان تمثلات کو بیان فرماتے ہیں کیوں نہ ہو انہیں ورالوریٰ سے کام ہے حق کی قسم ورالوری کیا ہے معلوم ہو جائے گا غوث پاک فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے غوث اعظم میں نے عرض کیا اے رب میں حاضر ہوں فرمایا جو طور طریق ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے جو طور ملکوت اور جبروت کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو طور طریق جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت ہے اس الحام کے تحت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمتہ اللہ تحفہ العشاق میں لکھتے ہیں۔ ناسوت سے ملکوت تک وہ عالم ہے جو ظاہر ہے یہی شریعت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یعنی شریعت کے نیک اعمال کرنے سے ناسوت ملکوت تک یا قلب سے قالب تک پہنچتے ہیں قالب کو قلب کا رنگ حاصل کرنے کے لئے شریعت کی ضرورت ہے آدمی کے قلب یا دل میں خدا نے سات اطوار طریقے بتائے ہیں پہلے کا صدر یا سینہ نام جو اسلام ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرح نور سے نور پر لگ گیا یہی طور دل کا پوست و غلاف یا شیطانی وسوسوں کا مقام اور بموجب آیت قرآنی يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ کہ وہ یعنی شیطان خناس لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے جو پوشیدہ فن اور ظاہری لوگ ہیں خدا کی پناہ اگر گناہوں کی نحوست اور قہر الٰہی کے اثر سے نور اسلام میں فتور آجائے تو کفر کی تاریکی بڑھ جاتی چنانچہ خدا جس کا سینہ کفر پر کھول دے تو یہی مقام تمام برائیوں کا طور ہے۔ دوسرے طور کا نام قلب یا دل ہے جو ایمانی کان اور حق و سچائی کا خزانہ ہے تیسرے طور پر نام شغاف ہے اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و

شفقت اور اولیاء وانبیاء سے مشفقت وارادت کا یہی مقام ہے چوتھے طور کو فواد یا تہہ دل کہتے ہیں یہ جلال و جمال اور دوسرے صفات کے مشاہدہ یا دیکھنے کا مقام ہے مَاکَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰی پانچویں طور کا نام جنت القلب ہے جو خدا کے ذوق و شوق اور اس کے عشق و محبت کا مقام ہے اس جگہ کسی دوسرے کی ہستی کو دخل نہیں ہے چھٹے طور کو سویداء کہتے ہیں یہ غیبی مکاشفات، علم لدنی، حروف مقطعات کے معارف کا مقام و اسرار الٰہی و علم اسماء کا خزانہ ہے بموجب قرآن وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا ساتویں طور کا نام بہجتہ القلب ہے اس جگہ ذاتی صفات کا ظہور اور الوھیت کے تجلیات ہوتے ہیں جب دل روح تک پہنچ گیا تو وہ ملکوت سے جبروت تک پہنچ گیا اور عین الیقین یعنی یقین کی آنکھ سے جبروت کو دیکھے گا جو طور جبروت و لاہوت کے درمیان ہے وہ حقیقت ہے یعنی حقیقت کا عمل کرنے سے جبروت سے لاہوت کو پہنچتے ہیں یعنی روح سر یا بھید کو پہنچ جاتا ہے۔

غوث الاعظمؓ نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا اے غوث اعظم میں کسی شیئ میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں پھر الہام ہوا اور اس الہام میں میں نے عرض کیا اے رب! تیرا کوئی مکان ہے فرمایا اے غوث الاعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں۔

پھر میں نے دریافت کیا اے میرے رب تیرے لئے کھانا پینا ہے؟ مجھ سے فرمایا گیا اے غوث الاعظم فقیر کا کھانا اور اس کا پینا میرا کھانا اور پینا ہے پھر میں نے دریافت کیا اے رب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا فرمایا اے غوث اعظم میں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسانوں کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر مجھ

سے فرمایا گیا اے غوث اعظم میں نے انسان کو اپنی سواری کو اور سارے اکوان کو انسان کی سواری بنایا پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے انسان کیا ہی اچھا سوار ہوں اور کیا ہی اچھی سواری ہے انسان اور کیا ہی اچھا سوار ہے انسان ہی کیا اچھی سواری ہے جس کی سارا اکوان۔ پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم رضؓ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں اگر انسان جان لے جو اس کی منزلت میرے نزدیک ہے تو ہر ہر سانس میں کہے کہ آج کس کی ہے سوائے میرے پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم! انسان کوئی چیز نہیں کھاتا نہ پیتا نہ کھڑا ہوتا نہ بیٹھتا نہ بولتا نہ سنتا نہ کوئی کام کرتا نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا نہ اس سے بے خبر ہوتا ہے مگر یہ کہ اس میں میں ہوتا ہوں میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور متحرک رکھتا ہوں۔

پھر مجھ سے فرمایا گیا اے غوث اعظم رضؓ جب تم کسی فقیر کو دیکھو کہ وہ فقر کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقے کے اثر سے شکستہ ہوگیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

وصال غوث پاک رضؓ

مرض موت میں اپنی اولاد کو فرماتے ہیں کہ میری چارپائی سے ہٹ جاؤ اگرچہ ظاہرا میں تم لوگوں سے ہم کلام ہوں مگر باطنا میں اور ہستی کے ساتھ ہوں میرے اور تمہارے درمیان بڑا فاصلہ ہے آپ کے صاحبزادہ عبدالرزاق رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ مرض موت میں آپ کئی دفعہ ہاتھ بڑھا کر وعلیکم السلام فرماتے آپ نے تین بار اللہ، اللہ،

اللہ فرمایا اور پھر کلمہ طیبہ پڑھا اس وقت آپ کی عمر اکیانوے برس تھی تو خالق کائنات نے آپ کو اپنے جوار رحمت میں بلایا وصال مبارک گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ بروز دو شنبہ عشاء کے بعد ہوا معروف کرخی فرماتے ہیں

موت التقی حیاۃ لا انقطاع لھا
قدمات قوم وھم فی الناس احیاء

اللہ والے کی موت دراصل زندگی ہی کا دوسرا سلسلہ ہے عام انسانوں کی طرح یہ مرتے نہیں بلکہ ہنوز اس دنیا میں زندہ ہیں آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے کو یہ وصیت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و تقویٰ کو ضروری جانو کسی سے خوف و امید نہ رکھو تمام حاجتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو آپ کا مزار پر انوار بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے مولوی غلام سرور خزینۃ الاصفیاء میں لکھتے ہیں

غوث اعظم قطب عالم محی الدین
شیخ حق محبوب رب العالمین
طرفہ تر تولید آں شاہ زمان
رہبر دین آمد از ہاتف عیان
شد عیان وصلش بتصدیق یقین
از امیر المومنین ہادی دین

عرس غوث الاعظم رضؓ

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ ماثبت بالسنہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے ہندوستان میں دن گیارھواں مشہور ہے اور یہی تاریخ ہمارے مشائخ اہل ہند کے نزدیک جو حضور کی اولاد امجاد سے ہیں مشہور ہیں ہمارے ملک پاکستان میں ربیع الآخر میں لوگ بڑی گیارہویں شریف مناتے ہیں اور یہ آپ کا عرس مبارک ہے یہ سال میں ایک دفعہ مناتے ہیں اور تمام دنیا میں علماء ربانی اس تقریب کو مستحسن جانتے ہیں اور اس تقریب کو یوم غوث الاعظم بھی کہتے ہیں علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحؒ لکھتے ہیں کہ لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومۃ العروس یعنی (قبر میں) بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ مقربان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر کون سی خوشی ہوگی چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں ان کا زیادہ حق ہے ادھر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیار محبت و تزائد برکات ہے اور نیز طالبانِ حق کا فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں مشقت نہیں ہوتی۔ بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں ان میں جس سے عقیدت ہو اس کی غلامی اختیار کرلے اس لئے مقصود عرس سے یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں ایک جگہ جمع ہو کر باہم ملاقات بھی کرلیں اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب پہنچایا جاتے یہ مصلحت ہے تعین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں انکار ضروری نہیں چونکہ بعض طریقتوں میں سماع کی عادت ہے اس لئے تجدید حال وازدیاد شوق کے لئے سماع بھی ہونے لگا پس اصل عرس کی اس قدر

ہے اور اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۰)
بزرگان دین کے یوم یعنی دن منانے کا اہتمام زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے کبھی لوگ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ کا عرس مناتے ہیں کبھی داتا گنج بخش کا عرس ہورہا ہے اور کبھی بابا فرید گنج شکر کا عرس کیا جاتا ہے اور کہیں رحمان بابا کا عرس منایا جاتا ہے ان تقریبات میں لوگ قرآن خوانی اور ختم کلمہ طیبہ اور ذکر کرتے رہتے ہیں اور اولیاء کرام کی کرامات اور ان کے درجات اور حالات زندگی اور ان کے ساتھ وابستگی کے موضوعات پر علماء کرام تقریریں کرتے ہیں اور لوگوں کو ان سے آشنا کراتے ہیں اس میں قباحت کا کوئی پہلو نہیں اب ان مشروع کاموں کو غیر مشروع کہنا نازیبا اور دین سے دور ہونے کی علامت ہے۔ جتنے مخالفین کے گروہ ہیں ان تمام میں بھی یہی ہورہا ہے مثلاً حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک کا سالانہ دن منایا گیا اخبارات میں یوم عبدالحق کے عنوانات چھپے تھے ہم بھی لیاقت علی خان و اقبال ڈے مناتے ہیں اور مخالفین بھی اپنے اپنے ناموں سے کانفرنسیں کرتے رہتے ہیں تمام کا مقصد ایک ہے کیونکہ لوگوں کو مدعو کرنا اور ان کے سامنے اپنا اظہار خیال کرنا مقصود ہوتا ہے اپنی طرف سے کسی مشروع چیز کو نامشروع کہنا مسلمان کے لئے زیبا نہیں
غوث صمدانی شہباز لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ذریعے غوث پاک کو یاد کراتا ہے۔ کبھی گیارہویں شریف سے یاد کیا جاتا ہے کبھی یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاللہ پڑھ کر اور کبھی روحانی منازل کے لئے ان کے واسطے کے لئے یاد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کراؤں گا تو خالق کا یاد کرنا۔ مخلوق کے ذریعے یاد

کرانا ہے۔

انفاس العارفین میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے والد شاہ عبدالرحیم ہر سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام فاتحہ ۱۲ ربیع الاول کو دلایا کرتے تھے (انفاس العارفین ص ۴۱) ۔

فتاوی عزیزیہ میں ہے "حضرت امامین حسن، حسین کی نیاز کا کھانا جس پر سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور درود شریف پڑھا گیا ہو وہ کھانا متبرک ہو جاتا ہے اور اس نیاز کا کھانا بہت بہتر ہے" (فتاوی عزیزیہ ص ۷۱)

وجیز الصراط میں ہے "دیگر مشائخ کا عرس مبارک ہر مہینہ میں مقرر فرمایا ہے"

شجرہ طریقت

حضرت غوث صمدانی شہباز لا مکانی حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ نے تلقین ذکر اور خرقہ مبارک حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخرومی سے اخذ کیا اور بعد از ارتقائے بمقام قطبیت کے حضرت ابو سعید مبارک نے حضرت غوث پا سے خرقہ اخذ کیا انہوں نے اپنے شیخ ابو الفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عارف باللہ شیخ ابی القاسم جنیدؓ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ سری الدین سقطیؓ سے انہوں نے حضرت شیخ ابی محفوظ معروف کرخیؓ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ داؤد طائیؓ سے انہوں نے عارف باللہ حضرت شیخ حبیب عجمیؓ سے انہوں نے حضرت عارف باللہ حضرت شیخ ابی النصر حسن بصری سے انہوں نے امام المسلمین امام المشارق و المغارب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رحمۃ اللعالمین سید المرسلین اصل الموجودات حضرت محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ علیہ التحیہ والثناء وآلہ والطیبین واصحابہ الطاہرین محمد بن الحسن الباقلانی وابن التادو غیرہ بھی شامل ہیں اور علم طریقت کے شیوخ میں حضرت ابوالخیر حماد بن مسلم دباس بھی ہیں۔

علم فقہ و اوصول میں آپ کے اساتذہ:- آپ نے قرآن مجید کو حفظ کر کے پھر اس کو روایتا، درایتا ولغتا و قرائتاً تجوید کیا (قلائد الجواہر) پھر علم فقہ و اوصول کی طرف متوجہ ہوتے اور عرصہ دراز تک ابو الوفاء علی بن عقیل حنبلیؓ، ابو الخطاب محفوظ بن احمد الکلوذانی الحنبلیؓ ابو الحسن محمد بن قاضی ابو یعلیؓ محمد بن حسین بن محمد الفراء الحنبلیؓ قاضی ابو سعید مبارک بن علی المخرمیؓ سے پڑھے۔

علم حدیث میں آپ کے اساتذہ:- علم حدیث آپ نے بہت سے محدثین سے پڑھا

چند کے اسماء گرامی یہ ہیں ابو غالب محمد بن حسن الباقلانیؒ ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن خنیسؒ ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسیؒ، ابو بکر احمد بن المظفر، ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین القاری السراجؒ، ابو القاسم علی بن احمد بن بنان الکرخیؒ، ابو عثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر الاصبہانیؒ، ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن یوسفؒ، ابو طاہر عبدالرحمان بن احمد بن عبدالقادرؒ، ابوالبرکات ہبتہ اللہ بن المبارک بن موسیٰ سقطیؒ، ابو العز محمد بن مختار الہاشمیؒ، ابو نصر محمد بن امام ابی علی، حسن بن النباءؒ، ابو غالب احمد برادروےؒ، ابو عبداللہ یحییٰ برادروے ابو الحسن مبارک بن عبدالجبارؒ، ابو منصور عبدالرحمان بن ابی غالب التزازؒ، ابوالبرکات طلحہ بن احمد العاقولیؒ (قلائد الجواھر)

علم ادب میں اساتذہ

علم ادب آپ نے علامہ ابو ذکریا یحییٰ ابن علی التبریزی سے حاصل کیا آپ کو علم قرات، تفسیر، حدیث، فقیر کلام، لغت ادب، نحو، صرف، عروض، مناظرہ، تاریخ انساب، فراست میں خصوصیت کے ساتھ شہرت اور ناموری حاصل ہوئی۔

اولاد امجاد غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

•بہجتہ الاسرار میں حضرت شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے دس فرزندان ارجمند تھے (۱) حضرت شیخ سید ابو عبداللہ بن سیف الدین عبدالوہاب یہ سب سے بڑے صاحبزادے حضور کے اور سجادہ نشین تھے (۲) حضرت سید ابو عبدالرحمان عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار اور سعید بن البنا سے حدیث سنی ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے ۲۷ صفر ۵۸۷ھ میں انتقال فرمایا اور بغداد میں مدفون ہوتے ان کے دو بیٹے ابو محمد عبدالرحمان اور ابو محمد عبدالقادر بھی عالم فاضل تھے (۳) حضرت سید ابو اسحاق ابراہیم رضی اللہ عنہ ۵۲۷ھ میں متولد ہوتے اپنے والد بزرگوار و دیگر شیوخ سے حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا صاحب اذواق و مواجید اور اہل سرو ولولہ تھے رات کا وقت توبہ و استغفار و ریہ وزاری میں گزارتے، غربت و خاموشی کے ساتھ موصوف تھے شرم و حیاء کی وجہ سے تیس سال تک سر اوپر نہ کیا اکثر لوگوں کو ان کے ذریعے سے مرتبہ ولایت حاصل ہوا واسطے چلے گئے تھے وہیں ۲۵ ذیقعدہ ۵۹۲ھ کو انتقال کیا۔

(۴) حضرت سید ابو الفرح سراج الدین عبدالجبار رضی اللہ عنہ۔ اپنے والد بزرگوار اور قزاز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا خوش نویس بھی تھے صوفی منش صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے تشرع واتباع بتتل وانقطاع، فقر و قناعت، انکسار و مسکنت میں یگانہ وقت تھے ابو منصور محدث اور سید عبدالرزاق رضی اللہ عنہ برادر خورد حدیث میں ان کے شاگرد تھے ۱۹ ذی الحجہ ۵۷۵ھ میں انتقال کیا بغداد کے مقبرہ میں حلبہ میں مدفون ہوتے۔

(۵) حضرت سید ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق رضی اللہ عنہ۔ ۱۸ ذی قعدہ ۵۲۸ھ میں پیدا ہوتے

اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی اس کے علاوہ ابوالحسن محمد بالصائغ قاضی ابوالفضل محمد الارموی ابو القاسم سعید بن النباء، حافظ ابوالفضل محمد بن ناصر ابو بکر محمد بن الزغوانی ابو المظفر محمد الہاشمی ابو المعانی احمد بن علی التمیمین ابو الفتح محمد بن البطر وغیرہ شیوخ سے بھی حدیث سنی۔ کتاب جلاء الخواطر ملفوظات حضرت غوث الاعظم انہوں نے ترتیب دی ہے۔ بروز شنبہ ۶ شوال ۶۰۳ھ میں وفات پائی بغداد باب الحرب میں مدفون ہوئے

ان کے پانچ فرزند مقبول بارگاہ ہوئے قاضی سید ابو نصر صالح اور سید ابو القاسم عبدالرحیم متوفی ۶۰۶ھ اور سید ابو المحاسن فضل اللہ شہید متوفی ۶۰۶ھ اور سید ابو محمد اسماعیل اور سید جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر

(۶) حضرت سید ابو بکر شمس الدین عبدالعزیز رضؓ:- آپ ۲۷ شوال ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد گرزگوار اور ابن منصور اور عبدالرحمان بن محمد تفراز وغیرہ سے حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا بڑے عالم فاضل اور علوم دینی و دینوی میں کامل ہوئے بہت سے علماء و فضلاء ان سے مستفید ہوئے۔ ۵۸۰ھ میں بغداد سے جیال میں چلے گئے اور وہیں ۲۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ کو انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے ان کے ایک فرزند سید محمد الہتاک رحؒ جید عالم مستقیم الاحوال تھے۔

(۷) حضرت سید ابو نصر ضیاء الدین موسیٰ:- آپ ماہ ربیع الاول ۵۳۵ھ میں متولد ہوئے اپنے والد بزرگوار سے تفقہ حاصل کیا اور انہیں سے اور سعید بن البناء سے حدیث سنی کثیر السکوت طویل مراقبہ تھے انکساری سے متصیف زاہد متورع تھے دمشق میں چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کی جمادی الآخر ۶۱۸ھ میں وفات پائی مدرسہ

مجاہدیہ میں نماز جنازہ پڑھی گئی اور جبل قاسیون میں مدفون ہوئے سب بھائیوں سے آخر میں وصال فرما گئے۔

(۸) حضرت سید ابو عبدالرحمان شرف الدین عیسیٰ رضؓ:- اپنے والد بزرگوار اور ابو الحسن بن فرا رحؒ سے حدیث سنی اور تفقہ حاصل کیا پھر درس و تدریس کا کام شروع کیا، حدیث بیان کی، فتوے دیئے، وعظ کیا اور تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار وغیرہ کتابیں تصنیف کی حضرت غوث الاعظم نے فتوح الغیب انہیں کے لئے تالیف فرمائی پھر بغداد سے مصر چلے گئے اہلیان مصر میں سے ابو تراب، ربیعہ بن الحسن الحضرمی الصنعانی مسافر بن یعمر المصری حامد بن احمد، الارتاجی محمد بن محمد الفقیہ المحدث، الخالق بن صالح القرشی الاموی المصری وغیرہ نے ان سے حدیث سنی ان کو شعر و سخن کا مذاق بھی تھا ۱۲ رمضان ۵۷۳ھ میں وفات پائی مصر میں مدفون ہوئے۔ (حیات جاویدانی)

(۹) حضرت سید ابو الفضل محمد رضؓ:- اپنے والد گرامی سے تفقہ حاصل کیا سعید النباء اور ابو الوقت وغیرہ شیوخ سے حدیث سنی۔ بہت سے لوگ ان سے مستفید ہوئے۔ ۲۵ ذی قعدہ ۶۰۰ھ میں فوت ہوئے اور مقبرہ حلبیہ بغداد میں ہے۔

(۱۰) حضرت سید انور کبریا یحییٰ رضؓ:- ۶ ربیع الاول ۵۵۰ھ میں پیدا ہوئے اپنے والد ماجد اور محمد بن عبدالباقی سے تفقہ حاصل کیا اور حدیث سنی حسن سیرت و مکارم اخلاق میں یگانہ اور انکسار و ایثار نفس میں منفرد تھے۔ بہت سے لوگ ان سے مستفید ہوئے صغر سنی میں مصر چلے گئے پھر کبر سنی میں معہ اپنے فرزند سید عبدالقادر کے واپس بغداد تشریف لائے اور شب برات ۶۰۰ھ میں انتقال کیا اور اپنے برادر مکرم سید عبدالوہاب کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ (حیات جاودانی ص ۱۱۳)

اولاد

محترم سید محمد فاروق القادری صاحب اپنی تصنیف لطیف "احوال و آثار شیخ عبدالقادر جیلانیؓ" میں رقم طراز ہیں کہ

خالق کائنات نے محبوب سبحانی شہباز لا مکانی، مخزن علوم و صارف رحمانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو مریدین و خلفاء عظام معتقدین و تلامذہ کا جس طرح وسیع حلقہ عطا فرمایا اسی طرح اولاد کے سلسلے میں بھی بہت برکت عطا فرمائی تاریخ عالم اس حقیقت پر شاہد ہے کہ آپ کے تلامذہ نے بالعموم اور آپ کی اولاد سادات گیلانیہ نے بالخصوص تبلیغ اسلام اور تعلیم حق و ہدایت کے سلسلے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔

آپ نے چار شادیاں کیں جن میں سے کل انچاس بچے پیدا ہوتے ان میں سے ستائیس صاحبزادے اور ۲۲ صاحبزادیاں تھیں تاریخ نے صرف دس صاحبزادوں کے نام محفوظ رکھے ہیں انہیں سے ہر صاحبزادہ عالم با عمل متقی، شب بیدار اور گوناگوں خصائل کا مالک تھا یہ سارے حضرات اپنے جلیل المرتبت والد کے صحیح جانشین اور نعم الخلف و نعم السلف تھے ان سے آگے جو نسل چلی اس نے دنیائے اسلام کو بڑے بڑے علماء فقراء مصنف، شاعر مفکر اور مدبر عطا کئے۔ عرصہ دراز تک یہ نسل علمی و روحانی طور پر ملت اسلامیہ کی پیشوائی کے فرائض انجام دیتی رہی تاریخ نے صاحبزادگان میں سے یہ نام محفوظ رکھے ہیں۔ (۱) حضرت سید ابوالوہابؒ (م ۵۲۲ھ بغداد) (۲) حضرت سید شیخ عیسیٰؒ (۵۷۳ھ مصر) (۳) حضرت سید ابوبکر عبدالعزیز (م ۶۰۲ھ جبال) (۴) حضرت سید عبدالجبار (م ۵۷۵ھ بغداد) (۵) حضرت حافظ سید

عبدالرزاق (م ۶۰۳ھ بغداد) (۶) حضرت سید ابراہیم (م ۵۹۲ھ واسط) (۷) حضرت سید شیخ محمد (م ۶۰۰ھ بغداد) (۸) حضرت سید شیخ عبداللہ (م ۵۸۹ھ بغداد) (۹) حضرت سید شیخ یحییٰ (م ۶۰۰ھ بغداد) (۱۰) حضرت سید شیخ موسیٰ (م ۶۱۸ھ دمشق) رضی اللہ عنہم اجمعین وارضاہم

(قلائد الجواہر ۴۲۔۴۴، احوال و آثار شیخ سید عبدالقادر جیلانی ص ۱۱۰)

غوث پاک رض کے تلامذہ

آپ کے تلامذہ تو بے حد و بے شمار ہیں یہاں صرف چند مشاہیر محدثین و فقہائے کرام کے اسمائے گرامی درج کیے جاتے ہیں جو حضور پاک کے اکابر تلامذہ میں سے تھے (۱) محمد بن احمد بختیار رح (۲) ابو محمد عبداللہ بن ابو الحسن الجبائی رح (۳) فرزند عباس المصری رض (۴) عبدالمنعم بن علی الحرانی رح (۵) ابراہیم الحراد الیمنی رح (۶) عبداللہ الاسد الیمنی رح (۷) عطیف بن زیاد الیمنی رح (۸) عمرو بن احمد الیمنی الحجری رح (۹) رافع بن احمد رح (۱۰) ابراہیم بن بشارۃ العدنی رح (۱۱) عمرو بن مسعود ابزار رح (۱۲) استاد میر محمد الجیلانی رح (۱۳) عبداللہ بطائحی رح نزیل بعلبک (۱۴) مکی بن ابو عثمان السعدی (۱۵) عبداللہ بن الحسین بن العکبری رح (۱۶) ابو القاسم بن ابو بکر رح (۱۷) احمد بن ابو بکر رح (۱۸) عتیق بن ابو بکر رح (۱۹) عبدالعزیز بن ابو الجنائزی (۲۰) محمد بن ابو المکارم (۲۱) الحجۃ الیعقوبی رح (۲۲) عبدالملک بن دیال رح (۲۳) ابو احمد الفضیلہ رح (۲۴) عبدالرحمان بن نجم الخزرجی رح (۲۵) یحییٰ التکریتی رح (۲۶) ہلال بن امیہ العدنی رح (۲۷) یوسف بن مظفر العاقولی رح (۲۸) احمد بن اسماعیل بن حمزہ رح (۲۹) عبداللہ بن المنشوری رح (۳۰) عثمان الیاسری رح (۳۱) محمد الواعظ الخیاط رح (۳۲) تاج

الدین بن بطہؒ (۳۳) عمرو بن المداینیؒ (۳۴) عبدالرحمن بن بقاء (۳۵) محمد النخال (۳۶) عبدالعزیز کلفؒ (۳۷) عبدالکریم بن محمد المشریؒ (۳۸) عبداللہ بن محمد بن الولیدؒ (۳۹) عبدالمحسن بن ڈویرہ (۴۰) محمد بن ابوالحسینؒ (۴۱) دلف الحمیریؒ (۴۲) احمد بن الربیقیؒ (۴۳) محمد بن احمد المؤذنؒ (۴۴) یوسف ہیبتہ اللہ الدمشقیؒ (۴۵) احمد بن مطیعؒ (۴۶) علی بن النفیس المامونی (۴۷) محمد با اللیث الفریریؒ (۴۸) شریف احمد بن منصور (۴۹) گعلی بن ابوبکر بن ادریسؒ (۵۰) محمد بن نصرہؒ (۵۱) عبداللطیف محمد الحرانیؒ (۵۲) سدونتہ الشریفنیؒ (۵۳) شمس الدین عبدالرحمان بن ابو عمرو المدسیؒ وغیرہم

غوث پاکؒ کے مشاہیر خلفاء عظام

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے یہاں صرف چند مشاہیر خلفاء کے نام درج کئے جاتے ہیں دس خلفاء آپ کے صاحبزادے ہیں (۱۱) حضرت سید جمال اللہ الملقب بہ حیات المیر زندہ پیر ابن سید تاج الدین عبدالرزاق بن حضرت غوث الاعظمؒ (۱۲) حضرت سید عون قطب شاہ علوی عباسی بغدادیؒ (۱۳) حضرت شیخ ابو سعید قلوری (۱۴) حضرت شیخ شرف الدین عدی بن مسافر الاموی الشامی الہکاریؒ (۱۵) حضرت شیخ ماجد الکردیؒ (۱۶) حضرت شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامتہ القرشی الحنبیؒ (۱۷) حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ابی النصر الحسینیؒ (۱۸) حضرت شیخ ابو الفرح صدقہ بن حسین بغدادیؒ (۱۹) حضرت شیخ احمد بن مبارکؒ (۲۰) حضرت شیخ [illegible] صدقہ بن حسین بغدادیؒ (۲۱) حضرت شیخ ابو

عمرو عثمان الصریفینیؒ (۲۲) حضرت شیخ محمد الاوانی المعروف بن ابن العقائدؒ (۲۳)
حضرت سخی سرور سلطان سید احمد قادریؒ (۲۴) حضرت سید ابو العباس احمد الرفاعیؒ
(۲۵) حضرت شیخ ابو سعود بن الشبلیؒ (۲۶) حضرت شیخ حیات بن قیس حرانیؒ (۲۷)
حضرت شیخ ابو مدین شعیب الحسین المغربیؒ (۲۸) حضرت شیخ جاگیر کردیؒ (۲۹)
حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابو الفضل جبائیؒ (۳۰) حضرت شیخ ابو القاسم
عمرو بن مسعود بن ابی الغرا البزار البغدادیؒ (۳۱) حضرت شیخ ابو الثناء محمود بن عثمان
بن مکارم النحال البغدادی الازجیؒ (۳۲) حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ادریس یعقوبیؒ
(۳۳) حضرت شیخ ابو محمد یونس بن یوسف شیبانیؒ (۳۴) حضرت شیخ موفق الدین ابو محمد
عبداللہ بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلیؒ (۳۵) حضرت شیخ ابو المعالی صدر الدین
محمد بن اسحاق قونیویؒ (۳۶) حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن
محمد البکری السہروردیؒ (۳۷) حضرت شیخ سوید سنجاریؒ (۳۸) حضرت علامہ ابو بکر بن
نصر بن حمزہ تمیمی بکری صدیقی بغدادی مفتی عراقؒ (۳۹) حضرت شیخ امام ابو البقاء
عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری بصریؒ (۴۰) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ اسدیؒ
(۴۱) حضرت علامہ شیخ ابو الحسن علی بن احمد بن وہب ازجیؒ (۴۲) حضرت شیخ ابو محمد
جمال الدین یونس بن یحییٰ بن ابی البرکات ہاشمیؒ (۴۳) حضرت شیخ ابو عبداللہ بطائحی
بعلبکیؒ (۴۴) فخر الفقہاء قاضی ابو یعلیؒ (۴۵) حضرت شیخ ابو الفتح نصر بن فتیان بن
مطر متانیؒ (۴۶) حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بن خشاب (۴۷) حضرت حافظ ابو المغیث
بن زہیر بن زراد بن علوی حریمیؒ (۴۸) حضرت امام ابو عمرو عثمان بن اسماعیل بن
ابراہیم سعدی ملقب بہ شافعی زمانؒ (۴۹) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن ... بن

ثابت المعروف بہ ابن الکیرانیؒ (۵۰) حضرت شیخ ابو محمد رسلان بن عبداللہ بن شعبانؒ (۵۱) شیخ العارفین ابو السعود احمد بن ابی بکر خزیمی عطارؒ (۵۲) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی المعالی اوانیؒ (۵۳) حضرت شیخ ابو عبداللہ بن سنانی (۵۴) حضرت شیخ ابو علی حسن (۵۵) حضرت شیخ محمد ابو طلحہ بن مظفرؒ (۵۶) حضرت شیخ ابو البقاء ازہری (۵۷) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابو الحسن علیؒ (۵۸) قاضی القضاۃ علامہ ابو القاسم عبدالملک بن عیسیٰ بن ادریس ماردینی شافعیؒ (۵۹) حضرت قاضی ابو طالب عبدالرحمان مفتی عراقؒ (۶۰) حضرت شیخ امام ابو اسحاق ابراہیم بن مربیل بن نصر مخزومی (۶۱) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن ارسلان بن عبداللہ فقیہ شافعیؒ (۶۲) حضرت شیخ ابو محمد عبدالجبار ابی الفضل بن فرج بن حمزہ ازجی ثقفی مصریؒ (۶۳) حضرت علامہ فقیہ ابو الحسن علی ب ابی طاہر بن ابراہیمؒ (۶۴) حضرت امام ابو عبداللہ عبدالغنی بن عبدوالحد مقدسیؒ (۶۵) حضرت امام ابو عمرو محمد بن احمد بن محمد قدامہ مقدسیؒ (۶۶) حضرت امام ابو اسحاق ابراہیم بن عبدالواحد مقدسیؒ

(۶۷) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابو الفتح محمد بن قاضی ابو العباس احمدؒ (۶۸) فخر القراء و الفقہاء حضرت شیخ ابو القاسم خلف بن عیاش بن عبدالعزیز (۶۹) راس المتکلمین حضرت امام نجم الدین ابو الفرج عبدالمنعم بن علی بن نصیر بن صیقل حرانیؒ (۷۰) استاد الفقہاء حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ابراہیم بن حداد یمنیؒ (۷۱) حضرت شیخ ابو حفص عمر بن احمد یمنیؒ (۷۲) حضرت شیخ ابو محمد رافع بن احمدؒ (۷۳) حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن بشارۃ بن یعقوب عدنیؒ (۷۴) حضرت شیخ صالح ابو عبداللہ شاہ میر بن محمد بن نعمان جیلانیؒ (۷۵) حضرت علامہ امام ابو محمد ابراہیم بن محمود بعلبکیؒ (۷۶) حضرت

شیخ امام ابو الحرم مکی بن امام ابو عمرو بن عثمان بن اسماعیل بن ابراہیم سعدیؒ (۷۷) حضرت شیخ ابو البقاء صالح بہاؤ الدین نور الاسلام (۷۸) حضرت شیخ ابو محمد عبدالرحمان بن امام ابو حفص عمرو بن غزال واعظؒ (۷۹) حضرت شیخ ابو عبداللہ محمد بن امام ابو محمد محمود نعالؒ (۸۰) حضرت شیخ ابو العباس احمد بن شیخ ابو بکر احمدؒ (۸۱) حضرت شیخ ابو بکر عتیق بن ابی الفضلؒ (۸۲) حضرت امام حافظ ابو محمد عبداللہ بن ابی نصر محمود بن المبارک خباتریؒ (۸۳) حضرت شیخ حافظ ابو عبداللہ محمد بن ابی المکارم فضل بن بختیار بن ابی نصر یعقوبیؒ (۸۴) حضرت علامہ ابو عبدالملک ذیال بن ابی المعالی بن راشد بن نبان عراقیؒ (۸۵) حضرت شیخ امام ابو احمدؒ (۸۶) حضرت شیخ ابو الفرج عبدالرحمان بن شیخ ابو العلی نجم بن شرف الاسلام ابو البرکات عبدالوہابؒ (۸۷) حضرت شیخ ابو المجد عیسیٰ بن امام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد مقدسیؒ (۸۸) حضرت شیخ ابو موسیٰ عبداللہ بن حافظ ابو محمد عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسیؒ (۸۹) حضرت حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد بن عبدالرحمان مقدسیؒ وغیرھم۔

خلفائے باطنی

آپ کے باطنی خلفاء پانچ تھے۔ (۱) شیخ احمد بدویؒ (۲) شیخ احمد علوان یمنیؒ (۳) شیخ احمد نقاشی حبشیؒ (۴) شیخ احمد وفائی بصریؒ (۵) شیخ احمد صنلعیؒ

خلفاء از قسم جنات

ایک دفعہ بوقت تہجد شب جمعہ تیرہویں محرم ۵۴۷ھ کو عبادت میں مشغول تھے کہ

قوم جنات کا سردار بفقوشا (نام ہے) مع ۵۳ ہمراہیوں کے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ نے اس کو اور اس کے سات فرزندوں کو خلافت ارشاد کی اجازت فرمائی اور اس کے پانچ ہمراہیوں کو مجاز کیا (۱) بفقروشا سردار جنات (۲) درفقتنا (۳) غومر فقتنا (۴) جفوا قفشا (۵) مضراضغشا (۶) جغفقو شا (۷) فرضغفشا (۸) طفا طغروشا یہ ساتوں سردار بفقروشا کے بیٹے اور خلیفہ ارشاد تھے ان کے علاوہ قرطرہ ضاغا، شر خفراموغ، بجاغوقا، فرحو مغیشا، قطوا جوغایہ مؤخرالذکر پانچوں حضرات مجاز تھے۔
(آئینہ تصوف ص ۵۰۴)

داعیان حق و ہدایت کے لئے خصوصی ہدایات

جب آپ کسی خلیفہ یا مراد خاص کو داعی حق و ہدایت کے لیے منتخب فرماتے کہ کسی مخصوص علاقہ کی طرف روانہ کرتے تو اسے درج ذیل ہدایات دیتے۔

(۱) حکام و امراء کی ملازمت نہ کرنا۔

(۲) کسی امیر سے وظیفہ قبول نہ کرنا۔

(۳) اپنے ہر مشروع فعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھنا۔

(۴) قرآن و حدیث کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔

(۵) حدود شرعیہ سے کبھی تجاوز نہ کرنا۔

(۶) غرور و تکبر کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا اور ہمیشہ سادہ زندگی کو اپنا شعار بنانا۔

(۷) دنیاوی عزت اور نمود و نمائش سے پرہیز کرنا۔

(۸) پابندی وقت کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا۔

(۹) غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ کرتے رہنا۔
(۱۰) تبلیغ و تعلیم حق و ہدایت کے راستے میں کسی رکاوٹ و مصیبت سے ہرگز دل برداشتہ نہ ہونا۔

تبرکات

حضرت غوث پاکؓ کی چیزیں اب تک بطور یادگار موجود ہیں مثلاً لاہور میں شاہی مسجد میں جائے نماز، رضائی مبارک، غلاف روضہ شریف اور اوچ بخاری میں تخسبیح، کلاہ، کلاہ دیگر، مقراض موجود ہیں اوچ گیلانی میں جبہ مبارک، دستہ بھی یہ ایک دستہ ہے جو سلطان غیاث الدین نے ان کو عطاء کیا تھا (تاریخ اوچ ص ۱۴۷)

غوث الاعظمؓ کے چند مکتوبات

پہلا خط:- اے عزیز جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے چیزوں کی حقیقت ظاہر ہونے لگتی ہے اور اس کے کرم سے اس حقیقت کو خاص بندے سمجھنے لگتے ہیں تو حقیقت کو پہچان لینے والوں کے سینوں میں شوق کا ایک بے پایان طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے فکر اپنی تمام تر بلند پروازی کے باوجود اعتراف عجز کرتی ہے عقل کو اپنی نارسائی کا احساس ہوجاتا ہے اور ارادے اپنی کم مائیگی کو پالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تائید سے زبان سے دعا نکلتی ہے اے پروردگار مجھے مبارک منزل میں اتارنا تو ہی سب سے اچھا منزل پر اتارنے والا ہے پس جن لوگوں نے بھلائی کی انہیں قرب کے جام شیریں سے نوازا جاتا ہے بلاشبہ یہ مقام بڑی بادشاہی، دولت سرمدی اور دوام کا مقام ہے۔

دوسرا خط:- اے عزیز اپنے باطن کے جواہر کو ریاضت اور خوف خدا کی تپش میں کندن بنانا کہ حق تعالیٰ راہ سات کی طرف تیری راہنمائی کر سکے تو جنت کا حقدار ہو سکے اور دین خالص خالص کی دولت حاصل کر سکے اور ممکن ہے کہ تجھے بھی اس نور سے کچھ حصہ مل جائے جو اسلام کے لئے کشادہ کئے جانے والے سینوں سے مخصوص ہے اور ممکن ہے کہ تجھے بھی اپنی دعاؤں کے جواب میں انے والی آواز سنائی دینے لگے اور دنیا کی پستیوں سے نکل کر بہتر اور باقی رہنے والی آخرت کی بلندی کو پالے اور تجھے اپنے خالق کے اپنی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہونے کا احساس ہو جائے تو شرک سے بچ جائے اور تجھے سلامت طبع حاصل ہو جائے اور خاص علم جس سے پیدا ہونے والی نیکی تمہیں رحمت خداوندی کا مستحق بنا دے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہارا بھی فیض جاری ہو جائے اور تمہیں خوف اور غم سے نجات کی خوشخبری ملے اور جنت نعیم جس میں کہ تم حسب منشا زندگی گزار سکو گے۔

تیسرا خط:- اے عزیز قیامت کے دن سے ڈر اور علام الغیوب کا سامنا کرنے کی فکر کر جانوروں کی طرح نفسانی لذتوں میں زندگی نہ گزار بلکہ یاد الٰہی میں اوقات عزیز کو صرف کر اور دل کی آنکھوں سے قیامت کے دن کا مشاہدہ کر شاید تو لطف الٰہی کا سزاوار ٹھہرے اور دنیاوی زندگی سے جو محض لہو و لعب ہے تیرا دل اٹھ جائے اور تو نیکی میں سبقت لے جانے والا بن کر تیزی سے بلند درجات کی طرف بڑھے تاکہ تجھے تائید الٰہی حاصل ہو اور تو نفس امارہ اور شیطان پر غالب آ جائے تیرا طائر روح اپنی بلند پروازی سے قرب الٰہی کا ثمر حاصل کر لے تجھے نورانی دماغ حاصل ہو اور آنکھوں کے سامنے سے تعینات کے پردے اٹھ جائیں اور تو بارگاہ صمدیت کے راز کو پالے۔

چوتھا خط:۔ اے عزیز کیا تو آخرت کو چھوڑ کر دنیاوی زندگی پر راضی ہو بیٹھا ہے اور تجھے نہیں معلوم کہ جو شخص دنیا میں اندھا رہا اور وہ آخرت میں اندھا رہے گا اور کیا تجھے حساب کے قریب آجانے کی خبر نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا کہ جو زمانے کی کھیتی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یہ دے ہی دیتے ہیں لیکن آخرت میں اسے کچھ نہیں ملتا آخر تو کب تک غفلت کے جنگلوں میں بھٹکتا رہے گا اب تجھے چاہیئے کہ توبہ اختیار کرے اللہ کی طرف جو زمین اور آسمان کا پیدا کرنے والا ہے وہ مہربان ذات اپنے بندوں کی توجہ کو قبول اور ان کی برائیوں کو معاف کرتی ہے تاکہ ذات باری کے نفیس راز تجھ پر منکشف ہوں اور عنایات الٰہی کا قاصد تیرے لئے اس کی محبت کی خوش خبری لائے بے شک ایسی حالت میں بندوں کو خوف اور ڈر سے بری کر دیا جاتا ہے۔

غوث الاعظم کے ننانوے اسماء مبارکہ

سید	موید	کریم	عظیم	شریف
منعم	مکرم	طیب	مطیب	جواد
ساجد	واحد	جیلی	زکی	تقی
ناص	مناص	سعید	رشید	وفی
خاضع	صاحب	ثاقب	وارث	وراع
ولی	مخفی	ظاہر	مطیع	منبیع
قائل	بصیر	مصباح	فاصح	ناصح
مقرب	مہذب	خلیل	دلیل	صادق
حاتم	عالم معین	مبین	صالح مفتاح	شاکر
فالح	درویش	مسکین	شاہ	بادشاہ
امام	مسلم	سالک	تلک	مومن
منقاد	قائم	صائم	عابد	زاہد
نقی	کامل	باذل	صفی	جمیل
بار	فائق	لائق	راسخ	شامخ
بارع	سار	نقیب	نکیب	خاشع
لبیب	دائر	شاہد	راشد	زائل
منیر	سراج	تاج	فاتح	واضح
حاذق	سلطان	برہان	حسنی	حسینی
ذاکر	ملاذ	معاذ		
فاص	مرتاص	مسجحی	شافی	

سلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَحْبُوْبَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَطْلُوْبَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَعْشُوْقَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قُطْبَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا غَوْثَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْلَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سُلْطَانَ اللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَبْدَاللہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا غَنِیَّ اللہِ

(ماخوذ از مناقب غوثیہ)

اختتامی کلمات

فقیر کا دیرینہ خیال منۃ شہود پر ظاہر ہوا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولادت پاک سے لے کر وصال مبارک تک اجمالی طور پر جو حالات اور باطنی فیوضات پر آگاہی ہوتی رہی فقیر لکھتا رہا آپ کی کرامات میں سے بارہ سال کی کشتی کے متعلق جو معلومات حاصل ہوئیں وہ ناظرین کے سامنے پیش کردی گئیں اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ کے شرعی جواز توفیق الٰہی جو علمی مواد میسر ہوا ہے اسے یکجا کر کے طالبان حق کی رہنمائی کے لئے قلم بند کیا اس کے علاوہ آپ کے اوراد کے متعلق جو معلومات فقیر ناچیز کو حاصل ہوئیں اور ان تمام کو بھی قارئین کرام کے سامنے پیش کردیا آخر میں التماس ہے کہ جو کوئی مومن مسلمان ان اوراد سے مستفید ہو وہ فقیر کو اپنی خصوصی دعاؤں سے یاد رکھیں بس یہی ایک تمنا تھی فقیر اپنا یہ ناچیز سا نذرانہ دربار غوثیہ میں پیشکر تا ہے امید واثق ہے کہ وہ یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمائیں گے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین ۹۶-۱۲-۲۸

فہرست کتب کہ

جن کے بغیر کوئی لائبریری بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔

فیضانِ علی .. —— ۱۴۰ روپے	نظام خلافت . —— ۱۵ روپے
سیرت مصطفیٰ .. —— ۴۰ "	اعلیحضرت صداقت کے آئینہ میں ..—— ۲۰ "
رُوحِ کائنات .. —— ۴۰ "	دعاء بعد السنن والنوافل ..—— ۲۰ "
غوثِ کائنات .. —— ۸۰ "	الدرر السنیہ پشتو .. —— ۲۰ "
مکائدِ عثمانی .. —— ۳۰ "	اظہارِ حق پشتو ..—— ۲۵ "
تبلیغی جماعت علماء کی نظر میں .. —— ۳۵ "	شرعی پردہ .. —— ۱۵ "
ولایت و کرامت ..—— ۴۰ "	المسئلۃ البیضاء .. —— ۱۰ "
تجلیاتِ غفوریہ ..—— ۲۰ "	حیاتِ خضر .. —— ۱۰ "
عشقِ رسول .. —— ۱۵ "	احسن البیان . —— ۲۰ "
تبلیغ .. —— ۲۰ "	اذان سے قبل و بعد درود و سلام .. —— ۳۰ "
۳۰ فرقے .. —— ۲۵ "	معجزات عقل و استدلال کی روشنی میں .—— ۲۰ "
باطل فرقوں کی پہچان .—— ۳۰ "	انوارِ محمود .. —— ۲۵ "
سیرت غوثِ اعظم .—— ۲۰ "	داڑھی .. —— ۱۵ "
تعظیم مصطفیٰ .. —— ۲۰ "	عصمتِ انبیاء .. —— ۲۵ "
مزاراتِ مقدسہ پر گنبد بنانا .. —— ۲۰ "	شاہدِ کائنات .. —— ۲۵ "
دعوتِ غور و فکر .. —— ۱۰ "	نامِ اقدس پر انگوٹھے چومنا .. —— ۱۵ "
مسنون دعائیں و ارشاداتِ .. —— ۱۰ "	اورادِ غوثیہ .. —— ۲۰ "
دعاء بعد نماز جنازہ .. —— ۲۰ "	سیف التقلید .. —— ۲۵ "
الصواعق ربانیہ .. —— ۲۰ "	الجہاد پشتو .. —— ۳۰ "
منع الاشارات .. —— ۲۰ "	ضیاء الصدور .. —— ۲۵ "

ملنے کا پتہ: مکتبہ غوثیہ مدین - سوات